

حسی کو ہے مغلس سے نفرت کمال  
 ساکین سی یون بجا گئے ہیں امیر  
 مگر تیری رحمت یہ ہوا خدا  
 تو ہے ایخدا دند بست و بلند  
 امان جزو و کل کی تری ذات تر  
 ہماری بھی ہر لامراد و لای  
 ہم تو حال دل کا کرین کیا بیان  
 بہت غم رسیدہ ہیں ہم شاید کر  
 بس ایدل حد حمد نیروان نہیں  
 یہاں یہ ہوا حال غنای فکر  
 زبان بیان کو خلافت نہیں  
 کہنے کے منزل حمد، حق  
 سکوت سخن اب یہاں کیجئے

نہ تا وہ نہ پھلا  
 کہ جس طرح دنیا میں  
 کہ دہشتہ پارس کی کو  
 برآرندہ حاجت رہے  
 گھٹکار پر محبوب خدا  
 بحق محسن  
 کہ معلوم ہے  
 بس ب فکر ہی مرنا  
 وہ دریا ہے جہاں  
 کہ مثل موج گئے  
 و پھیلے  
 سچا یکن  
 مگر محنت

فہمت جناب سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد  
 مقام ادب ہی سخیل کے قریب  
 سمجھنے کے تو تحریر کر بیت کوا  
 خبردار ہے امتیاز می نہ ہو  
 دوات ادب پیشتر چوم کے جس طرح آتے ہمارے  
 سر سفر لکھ کے درود و خیر

ہرگز نہ رہا فرق تو حسین کا  
 نام خداوند عالم سے  
 و اعش کو فخر نعین سے  
 ہے رقبہ شاہ عالم فواز  
 بیب خداوند عالم یہ بین  
 با کو جو ہے سایہ پیدا کیا  
 ہمارا ہو محبوب بھی  
 ی مرجع خلق ہیں اس طرح  
 بر و آب کو شرا نہیں کو ہوا  
 ہیں اس طرح قبلہ اہل دین  
 وئی شرف ہے انھیں کو لیے  
 ہاں ہر جہاں ہے ایسا بلبل  
 میں شہر میں انبیا اس طرح  
 غ ہدایت دیکھا یا ہمیں  
 یوں کو چھوڑا یا ہے کتنا سے  
 بیٹھ جان ہے یہ فیض کرم  
 روضہ پاک کی شان ہی  
 سب اسکی نصیب ہے کیا زمین  
 ہے اسکا بھی کیا زمین  
 یاں ہے شرف روضہ پاک سے

فقط نور تھا پردہ مابین  
 گل بوستان فصاحت چنے  
 دیا کفش نے تاج عت او سے  
 کہ پڑ ہوا ہی سب انبیا کو نثار  
 قسم جان فخر آدم یہ بین  
 یہ ہے وجہ حق کو یہ منظور تھا  
 دو عالم میں کیسا ہو محبوب بھی  
 ہے سجدہ بیت الحرم جس طرح  
 شرف انبیا پر انہیں کو ہوا  
 کہ جس طرح کعبہ بر دے زمین  
 ہوا ہے جو کچھ ہے انہیں کو لیے  
 ساجد سے جس طرح اقعہ بند  
 کتا یوں میں قرآن ہے جس طرح  
 عذاب سقر سے بچا یا ہمیں  
 نکالا ہے بل اہل زہار سے  
 کہ ہے لات و خا سے خالی حرم  
 ملا یک فدا چرخ قربان ہی  
 بچھاتے ہیں پر جبرئیل امین  
 ملک نور افشان ہیں افلاک سے

ہرگز نہ رہا فرق تو حسین کا  
 نام خداوند عالم سے  
 و اعش کو فخر نعین سے  
 ہے رقبہ شاہ عالم فواز  
 بیب خداوند عالم یہ بین  
 با کو جو ہے سایہ پیدا کیا  
 ہمارا ہو محبوب بھی  
 ی مرجع خلق ہیں اس طرح  
 بر و آب کو شرا نہیں کو ہوا  
 ہیں اس طرح قبلہ اہل دین  
 وئی شرف ہے انھیں کو لیے  
 ہاں ہر جہاں ہے ایسا بلبل  
 میں شہر میں انبیا اس طرح  
 غ ہدایت دیکھا یا ہمیں  
 یوں کو چھوڑا یا ہے کتنا سے  
 بیٹھ جان ہے یہ فیض کرم  
 روضہ پاک کی شان ہی  
 سب اسکی نصیب ہے کیا زمین  
 ہے اسکا بھی کیا زمین  
 یاں ہے شرف روضہ پاک سے

راج اور قندیل کی رو بہ لیل عصیان سنت ہوئی سے ہے  
 مان سے اور ارجب خیار زندہ عذر نفاذ چہرہ  
 سچا طلبگار جان ہے یہاں  
 ضر کو طلب رہنمائی کی ہے

خدا مدح کرتا ہے قرآن میں  
کرے جسکی تعریف خلاق جان  
مددگار اگر ہو خدا سے قن پر

مدح جناب امیر المؤمنین امام تقیین سید الوصیین شیخ خداحق قمر نقی علی علیہ السلام

ادب سے کھڑا رہا ہوا ہے زبان  
کھڑی آج جو ہر خمائی کی ہے  
نیام وہاں میں کمان تک قرار  
کئی مرتبہ پڑھ لے نا د علی  
اگر آب کو فر ہو دستیاب  
غمان ادب سے ذرا ہوشیار  
یہ ہیں جن دافس و ملک کے امام  
ید المدد شیر خدا ہیں یہی  
انھیں حق سے تیغ دو پیکر ملی  
یہ ہیں قوت بازوئے مصطفیٰ  
بیٹا ہر جید اگوئن نیک ہتے  
مدینہ پیمبر ہیں وہ ہیں علی  
انہیں سے ہے روحی زمین کاشف  
بلا فصل یون ہیں نبی کے وصی  
اشارہ یہ ہے رجعت مھر کا  
طلب ہوئے حبکڑی بو تراب  
کعبہ منور ہوا  
ن قمر بو تراب  
نما

بہت سورتیں آئیں ہیں شان  
صفت اور سکی کیونکر سو سمجھ  
تو موزون ہو مدح جناب

مدح جناب امیر المؤمنین امام تقیین سید الوصیین شیخ خداحق قمر نقی علی علیہ السلام

مدد کی طلبگار ہوا ہے قن  
کہ آئید مشکل کشائی کی  
دکھا جو ہر اب صورت و  
کہ ہو حسب دلخواہ یاد  
نوشگوا پئے غسل توڑا گل  
کہ ہے مدح سلطان و لدل  
علی شاہ مردان علیہ السلام  
دو عالم میں ہنکشا ہیں  
پے عقد بنت پیمبر  
یہ ہیں زمینت پہلوئے ملک  
ہنہا فی مگر لحم و خون ایک  
بدن ہیں نجی مثل سرین  
کہ ہے اسم اعظم ملکین کا مھر  
حسن جس طرح تپے علی  
کہ دن پیر دیتے ہیں کس  
زمین سے سوا خون کے پا  
چراغ حرم نور حیدر  
سیما میں ذرہ علی آفتا  
وہ میں اشک شبنم بہ آفتا

حکیم ایک اسکرین پر تھیں  
 سب اخلاک ہیں زیر پاؤں  
 لکھ رہی تھی در بیان نیام  
 پر وبال مرغ شجاعت وہ تھے  
 عیان سایہ چتر تھا پشت پر  
 لکھو نہیں اگر حال جنگ جناب  
 جناب بتول و جناب حسن  
 ہوئے لکھنے بعد اور جتنے امام  
 یہ آقا یہ مولا ہمارے ہیں سب  
 لکھو خدا کے سمیع و بصیر  
 یہ ہنگام انہوہ روز حسدرا  
 و محشر میں ہونی ہے وہ ہاتھ ہوا

وہ میں سمع یہ سئلہ طور ہیں  
 کہ عرش متعلیٰ ہے چلے علی  
 کہ دشمن کو دست اجل تھی حسام  
 کہ شمشیر شاہ ولایت وہ تھے  
 کہ تھی رشک مہر نبوت سپہ  
 تو ہو باب خیر میں بھی اک کتاب  
 حسین ابن حیدر غریب الوطن  
 مع صاحب عصر سب پر سلام  
 سپہر امامت کے تارے ہیں سب  
 پذیرا ہو یہ القاسم صغیر  
 رہنوں پرورد خاصگان خدا  
 اماموں کے دامان میں ہاتھ ہوا

### بیان سبب تصنیف کتاب

سخن و ہر میں باعث نام ہے  
 زل سے ہے طرح بیان سخن  
 سی سے بقائے سخن سنج ہے  
 سب اسکی تصنیف کا کیا کہوں  
 ماس ہے اسکا بھی لکھنا تجھے  
 میں نے جس وجہ سے یہ کتاب  
 جب عہد سلطان عالم ہو  
 فی ہر دل مردوزن کو خوشی  
 اک گل میں نگہت سوا ہو گئی  
 لا دفتر جسم و جان سے طالع

سخن لطیف آغاز و انجام ہے  
 ابد تک رہیگا نشان سخن  
 نشان یہ برائے سخن سنج ہے  
 بنا ایدل اب چپے ہوں یا کہوں  
 چھپانے سے اب شاید کیا مجھے  
 وہ ہے طرفہ احوال پرا قسط اس  
 ہر اک شخص بی فکر و غور  
 ہوئی طایران جمیع سے دامان رو  
 ہو اسے خلیفہ ہے ہر گروہ  
 ہو سب سے

لہذا اب شدائد سے  
بچان کے لئے  
نورانی اور غیبی  
تیرا ہستی قبول  
تیرا اسباب و سبب  
تیرا میراثی نہیں  
اور از ان میں  
میراثی نہ بن جائے  
یعنی ان امور و ازا  
میراثی نہ ہو  
یعنی انھیں اللہ

زمانہ سے اندوہ و غم اوکھ سے  
 سخن سنج تھے جو سلیمان جناب  
 غرض جو ش اس سے کو ایسا ہوا  
 سب اوستاد کامل طلب ہو گئے  
 بہت قدر فرما ہوئے بادشاہ  
 عجیب بھی جو تھا کچھ مذاق سخن  
 بہت تھی جو فکر ر و دعا  
 مرے ایک شفیق ستودہ صفات  
 بہت اہل دانش میں تھے ہوشمند  
 عناصر میں ان کے یہ سبے بہم  
 سخن گو سے تھی اونکو رغبت کمال  
 بہت وہ مرے قدر فرما ہوئے  
 شب و روز جذبے جو صحبت ہوئی  
 مکر وہاں سے حسن طبع بلند  
 تخلص کو شتی کیا نام سے  
 غرض میرے وہ محرم راز تھے  
 ندیمان شہ مات جو تھے وہ رسا  
 نصاحب تو تھے شہ کی چٹائیں تیں  
 بڑی ادسکی شوکت بڑی بات تھی  
 ناچشمہ جو دو دریا می فیض  
 اکی قدر دانی بہت  
 یہ ایا کیا  
 سرور



عشقنامه حضرت مولانا

کہیں بلکہ شک استیضہ نہ  
 حقیقت کہی جان ناہنظر  
 یم اشک سے داغ دھویا  
 رہا حال پہچلے پھر تک  
 تو وقت نماز سحر ہو گیا  
 بہت دل کو لطف شبنم  
 کمون گا مگر خاتمہ میں وہ حال  
 تسلی بخشی ہوئی یا نہ بین  
 کہہ احوال ایسا کہ مقبول ہو  
 ہوئی طبع سوز دن کو فکرِ قمر  
 یم سحرانیات پہنے لگا  
 سوخا نہ صحرائے راہی ہو  
 لکھا دن کو جو کچھ کہاات کی  
 تردد میں سختی میں جنجال میں  
 شب فکر میں تھے بجایِ حیران  
 یہ مشکل ملا ہے یہ گنج گہ  
 بجز جو ہری قدر جو ہر کسے  
 تو جتنے ہیں تیب اس میں سب کو  
 ملا نام بھی نسبت شاہ سے  
 کہ تاریخی آئین اختر ہے نام  
 کہ نامو نہیں اکثر تصرف ہو  
 سماتے تھے نام دو بحر میں  
 کہ تھا اس طرح آں شہاد

کہا خوب ہے یہ اللہ سے صبح و شام  
 کہ ہو یہ پسندیدہ خاص و عام  
 وہ شہر  
 تعمیر لیت شہر لکھنؤ

پلاٹنگو سانی شراب مراد  
 علا اس طرح کی سٹے خوشگوار  
 خوش آئین شے مین غلمان و حور  
 خم فیض کا جام درکار ہے  
 بہت ملک بہن ہفت اقلیم  
 جداگانہ ہر ایک ہے مرزبوم  
 خراسان و ماچین و قوزان و شام  
 بہت خوب ہے گو کہ ہر سرزمین  
 ہر اک گوشہ ہند سے اسقدر  
 خوشا ملک پنجاب و ملک دکن  
 دلاویز ہے خطہ کاشت میر  
 محب ملک بنگال سے ولفرب  
 غضب کی بہن بنگالین خوش حال  
 ستم ہے کرشمہ اودا و لبریا  
 نر و تازہ بہن رود تالاب کشت  
 بھی حال ہی ہند میں ہر طرف  
 مینو نہیں ہے یہ زمین اس طرح  
 وی پاک زر ریز ایسا نہیں  
 حیت گیہان کی بہت شاد ہی  
 راگ و اسن و شت گلزار  
 میرا لڑا سخن سے صحت پسند

دکھاوے رخ آفتاب مراد  
 نہو جیکے نشے کو خوف خمار  
 ملے دل کو لطف شراب لہو  
 مین گشام ہون نام درکار ہے  
 کہ مین بادشاہوں کی تقسیم مین  
 کوئی ملک ایران کوئی ملک دوم  
 غرض خوب ہی ہر جگہ ہر مقام  
 مگر ہند سے کوئی بہتر نہیں  
 کہ ایران توران مین جقد  
 زمین مین بہ مین رشک مصر مین  
 نہیں ربح سکون مین جبکا لظیر  
 گیا جو وہاں ہو گیا ناشکیب  
 کہ لاکھوں مین دارفتہ و پامال  
 کوئی سیکہ لے اونی جادوگری  
 درختوں مین مین میوہائی بہت  
 مگر ہے زمین اودہ کو شرف  
 جو اہر مین الماس ہے جطر رن  
 دیار دلاویز ایسا نہیں مین  
 زمین سبباں باج سے لاکھان رو  
 گل تر سے ہے ہر گرہ  
 کہ ہو



کاشان میں سب واوے لکھنو  
 عجب لکھنودل نشین شہر ہے  
 یہ شہر ہے چار سو لکھنوا  
 نیا ہے یہاں دن فی رات ہے  
 ہمیشہ یہاں شادمانی رہی  
 امیران عالی ہسم میں یہاں  
 یہاں کے سب انسان ہیں وفودار  
 سخاوت میں حاتم سے افزون ہیں  
 سب بپ دولت میں سب اہل مال  
 برابر ہیں ہمت میں بے اشتباہ  
 عمارت ہے سنگین و پختہ تمام  
 سطح ہر اک سمت ہے راستہ  
 ہمہ وقت ہے چوک میں اندوہام  
 دکانوں میں ہین جلوہ گر جوہری  
 طلبگار ایک ایک قربان ہے  
 ثقالت کلام و زمان میں نہیں  
 کہاں یہ طلاق کہاں یہ زبان  
 کسی جاہن نمان کہیں حورین

حال تخت نشینی حضرت ابوالمنصور ناصر الدین جہاں شہ  
 زبان سلطان عالم محمد و اجد علی شاہ بادشاہ آودہ خان

تاقی شراب سخن  
 رچام کلام  
 سے

پرستان ہے آباد کتب اسات  
 کہ محسود آباد کے کتب و ہونہار  
 کہ سب کہتے ہیں کتب و ہونہار  
 یہاں کی انوکھی ہے ہر کتب  
 ہر ہا پے میں بھی نو جوانی رہتی  
 سب ارباب لطف کرم میں یہاں  
 شیرلیٹ و نجیب و عبادت گزار  
 تعشق میں مانند مجنون ہیں سب  
 یہاں سرو آزاد بھی ہیں نہال  
 یہاں کے گدا اور ملوک و شاہ  
 سپہر برین تک میں ایوان تمام  
 دکاندار و بازار آراستہ  
 وہی آخر شب وہی وقت شام  
 لب بام ہیں زہرہ و شیشری  
 فرنگی محل یا پرستان ہے  
 کہ ایسی فصاحت جہان میں نہیں  
 نہ یہ روز قرہ نہ ایسی شہر  
 یہاں ہر کتب سے شایستگی

کہ ہو جاؤ نہیں کامیاب  
 نہ نہ تشاف کہ مضمون کتب  
 زمانے میں ہونا نام

کہ ہو جاؤ نہیں کامیاب  
 نہ نہ تشاف کہ مضمون کتب  
 زمانے میں ہونا نام

اے خوب  
 وہ سحر سے ہو جاؤ نہیں تیر کا  
 سے سانس مہرمان  
 اے ملک سخن کر مجھے  
 لا اسکل مین درکار ہے  
 نہیں فرق اس واقعے مین ذرا  
 کہ جب سے ہوا لکھنو تخت گاہ  
 ولی العزم تھے بادشاہ و وزیر  
 رعیت نوازی تھی ہر بات مین  
 کرو روئے لٹائے سے اہلکار  
 وہ لکھنؤ رہا جو زمانہ رہا  
 زمانے مین امجد علی شاہ کے  
 ملک سیرت و پارسا تھا وہ شاہ  
 وہ تہارہ رو راہ صوم و صلوة  
 لیا ملک کا اس طرح انتظام  
 بیعت و اجد علی شاہ تھے  
 وہ تھے صاحب صولت و فروجاہ  
 پھر یہ بدن سپہر آغاز تھا  
 وہی حسن ابتکاس ہی ہر شہر  
 وہ صورت کہ نور خدا ہے نمود  
 لاکھ گیر مین سو ہی ستر تابدوش  
 کہ تھے سیمہ وہ جبین و لفر  
 ان کیسے وہ نہیں سراسر گمراہ

کہ ہو سکے تہ عرش دہس رہا  
 رہ منزل مدعا ہو تمام  
 تو ہو جائے سے آب تیغ زبان  
 کہیں آفرین سب سخنور مجھے  
 تجھے سہل ہے مجھ کو دشوار ہے  
 یہ لکھنا ہوں دیکھا ہوا ماجرا  
 کئی عہد گذرے کئی بادشاہ  
 جہان دار گیتی ستان قلعہ گیر  
 جو اہر لٹاتے تھے خیرات مین  
 رہتے سے گوہر آبدار  
 ہمیشہ بھی کار خاں رہا  
 بہت خوش رہے بنے اللہ کے  
 وہ تھا عادل و عابد و دین پناہ  
 اوسے نے دیا مال خمس و زکوٰۃ  
 کہ خور سند و راضی رہی خاص عام  
 کہ بیٹوں مین فرزند و لخواہ تھے  
 سزاوار تخت و تلیق و کلاہ  
 نمونی پر طوطی راز شہساز  
 ابھی ہے بہت دور وقت خضاب  
 فرشتہ جو دیکھے تو نہیے دینا  
 سراسر وہ مین دام مغان ہون  
 گریبان شب مین سے لایمان روز  
 مگر نازہ مشک ہے ہر گمراہ

سلا  
 امجد علی شاہ ضلع  
 امجد علی شاہ در  
 امجد علی شاہ  
 منزل فرزند امجد علی شاہ  
 سادات علی شاہ ضلع

مزین یہ ہے بال پر مہاں پر  
 ہوئی فکر سے راہ ظلمات کے  
 چمکتی ہے پیشانی پر ضیا  
 یہ داغ اس جبین متعاقبین ہی  
 جبین اور ابرو سے ہے اتصال  
 بہوین کام کرنی ہیں تلوار کا  
 بہوین کو مہ نو کہو نہیں ٹوک  
 سیا و صفت ابرو مجھے سکھنے دو  
 فسون گر میں آنکھیں عدیم النال  
 مے جام خوبی سے مخمور ہیں  
 بہوین اور آنکھیں و لارام ہیں  
 قیامت کی ہی بھانپیں ہر اک ملک  
 در آئی ہے سینو نہیں بلکون کی نصف  
 ستور ہیں رخسارہ نازنین  
 خطِ سرخ و غنچہ گل ہیں لب  
 زماروں کو دانو نے بہتر ہیں دانت  
 رہا اس گدرد و رد حمد خدا  
 کشیدہ ہے بنی جھکین ہیں بہوین  
 یہ بنی ہے چہرے کے یون و ریا  
 کبھی خال رخ داغ دل بن گویا  
 ہر اک گوش ہر صورت نصف بدر  
 بیان کس زبان سے ہو تعریف گو  
 صاف مے خزن کی نہیں نہیں راد

کہ تھکے نقلِ شب میں کلید  
 سر مہاں سے صفحہ لفظ  
 سر داغ سجدہ سے تجاود  
 کہ بیضا کف دست ہوئے ہیں  
 تہ ناز یک ہفتہ میں دو ہلال  
 لبور روز بھٹا ہے دو چار  
 پیرانی ہے یہ بات کیا  
 لب شیشہ لے کے نکری  
 کشتِ دہ چشے میں چشم غری  
 یہ کج سرو آنا چشمہ نور  
 ان کے گدا اور  
 دل سے عاشقان ملک ہیں الیوان ہام  
 لیکن جگر میں میں موتی بخت  
 یہ چار وہ ہیں کہ مہر بہین  
 یہ تہا ہیں ہر ہر چیز  
 ستارے ہیں نایاب گوہر میں  
 کہ خالق نے منہ مونیو لے بہر  
 نظر آتی ہے شمع محراب میں  
 لہر لہک، یہ جس طرح سوزن  
 کبھی چشم عاشق میں آن آکھو گئی  
 حضور انکے کیا ماہ کامل کی قدر  
 دم فکر سنتے ہیں باہک سروش  
 بحرِ نالہ یکس و داو خواہ

اسرار بارہین بعل لب انصار  
 بخش آب دین ہو گیا  
 سب درخندان سے گوی بلور  
 سبز کاشت لب پر چو ش  
 سحر کے اندر ہی جلوہ نما  
 بارہینش میں ہی بھر یاد خدا  
 ساز باز دین سانچے میں ڈھالی ہو  
 شانی میں گوی گرہا حسن  
 بارہین استین سے ہر بات  
 سی ہاتھ سے ہے ایاک  
 وہ بچہ سے رہا جو زمانہ رس  
 نے میں امی بیا اولیاء  
 نے میں تاج بھی الماس کے  
 بچہ کلائی میسر کے  
 اس طرح لا جواب  
 بے شک بدر سے ہے سوا  
 جو مانند آئینہ صاف  
 مہر تار سنبل حاضری  
 محبت سے نہ کیا ہو سکے  
 میون سے جہان نقش پا  
 طاقت جو ہر قدر آزاد میں  
 رون پر پروہن دیوانہ وار  
 می عاشق ماہ رخسار سے

امراد کے کیا جو پر ہا سحر  
 نکلتے ہی شیریں سخن ہو گیا  
 بیاض گلو ہے کہ فانوس نور  
 دین تنگ ہی غچہ سبز بو  
 کہ فانوس میں شعلہ ہی شمع کا  
 کہ غرض میں ہی مرغ قبلہ نما  
 ہین آغوش خوبی کے پائے ہو  
 یہ باز دین شاہین میزان حسن  
 کہ یہ قالب آرزو میں ہی جان  
 ہتلی ہے گرداب دیا فیض  
 یہ کلیان میں شبنم کی یا اولگیان  
 انگوشی کے نگ سوسون ملگے  
 کہ ہم بچہ ہے بچہ مہر سے  
 ہر اک علم و فن کا یہ گنجینہ ہے  
 کہلی ہے یہ گویا محبت کتاب  
 ستارہ ہی یافات ہر خوشنام  
 تو ہی پر تو داغ سجدہ یہ ناف  
 کہ یہ رگ چشم بلبل کمر  
 کہ شمع یہ ہین پہلوئے حسن کے  
 تو نور شریا نظر آ گیا  
 وہ خوبی نہیں سر و شمشاد میں  
 محل سلیم سب ہین دل سی شمار  
 کوئی چشم جادو سے جایت ہے

اسی طرح جب بھی ہندول یا نال  
 دل ہر پر نرا دلیوانہ تھا  
 ہر اک شمع روشن پروانہ تھی  
 نہ تھا کچھ تر و نہ تھا کوئی غم  
 مگر ہونے سے جس شام و سحر  
 جب امجد علی شاہ جنت مکان  
 و یعہد کو بادشاہی ہوئی  
 فرین ہوا فرق پر تاج زر  
 بسادہ وہ اوس روز تازی ویش  
 کمر میں تھی شمشیر شک ہلال  
 نہ تھا شاہ پر سایہ چتر زر  
 وہ تھا خیر یا تھا سپہرین  
 جہا کا آسمان مگر سلیم شاہ  
 مہ نو نے تیغ لہر نذر دی  
 ضیا تاج انبال دینے لگا  
 بزا در یگانے عزیز افسر با  
 منور ہوئی لال بار اوری  
 غزل مطرب چرخ گانے لگا  
 خدا کے معنی خدا ساز تھی  
 سلامی کی توپوں سے جھپا دیوا  
 سزا فر از ارکان دولت ہوئے  
 موسے میج خوان شاعر خوش سیا  
 ہر نون ہن کما روز و تار کچھ آج

شکر بار میں لیا  
 اما زمانہ روانہ ہوا  
 دل ایک ایک کا شادمان ہو گیا  
 گلستان عالم میں آئی ہزار  
 جہان تک تہہ چشمے اولینے لگے  
 بدینے لگا رنگ حال چمن  
 چمکنی گلین پلکین ہر طرف  
 زرخیز باغ بھی خوشنوا ہو گئی  
 ندیموں کی پہلے ترقی ہوئی  
 خطابوں کے ہمراہ خلوت ہوئی  
 یہاں تک ندیموں کو شہ فی دیا  
 کیا ایک دن قصد درگاہ کا  
 جلوس افواج اور سب اہلکار  
 در دولت شہ سے درگاہ تک  
 ہزاروں تھے انسان بالائی نام  
 پیادوں سواروں سے رستہ تھا  
 تصدیق دیا شاہ نے اس قدر  
 جو اہل لٹاتے گئے راہ میں  
 پس نذر جب کھا چکے حاضری  
 غرض جب شہ رشک خان چمن  
 ترقی ہوئی دین اسلام کی  
 مسلمان شوالو نہیں رہنے لگے  
 پڑا اس طرح کفر تفسیح میں  
 رہے تشریح جام فی نادہ تو

کے خون نیا کارخانہ ہوا  
 چوتھا پیروہ نو جوان ہو گیا  
 شجر خشک سب ہو گئے سنسار  
 چہ خشک مین سوت چلنے لگے  
 لگے سبز ہونے نہال چمن  
 وہ نوکر ہوئے جو کہ تھوڑے  
 دل نسبتہ غنیمت واپس گئے  
 بڑھی آبرو قدر اونکی ہوئی  
 مراتب جو اہر عنایت ہوئے  
 کہ ایک ایک دانی کو خرمن کیا  
 نمایان ہوا کرد فر شاہ کا  
 پس و پیش کچھ کچھ عین و سیار  
 بہری تھی تمام شایون سخی شکر  
 مگر چوک مین تھا بڑا اثر و خام  
 کہاں کس طرف ہن برستانہ تھا  
 کہ دب دب گئے آدمی زیر زبر  
 شہ ہوئے جاکے درگاہ مین  
 سو ٹھنگھہ بھر سواری تھری  
 ہوئے صاحب تخت و تاج مین  
 کہدی میخ و بنیا و اقسام کی  
 برہمن بھی تکبیر کہنے لگے  
 جیسے تار ز تار تسبیح مین  
 لگے لگے شہ سے فر

لہ رقی الدولہ  
 نجیب الدولہ  
 ذہیر الدولہ  
 ذوالفقار الدولہ  
 ایس الدولہ  
 سعید الدولہ  
 شہ بیگم  
 روضہ خباب  
 عباس بیگم  
 شہ ازادہ  
 سلطانہ بیگم  
 وادادہ بیگم  
 شہادہ بیگم  
 ویدنا بیگم  
 شہزادان باہنام  
 سیدہ بیگم

کہیں پر بیٹا نہ کا گھر نہ تھا  
چپا کر گئیں جو ساغر بھرا  
کیا تھوڑے عرصے میں وہ انتظام  
کتنی تھے تگ و تکلیف کے گزند و بچو  
گذر فی ہتی جو عرضی داد خواہ  
فراغت جو پاتے تھے شاہ زمان

ایمان حال مغربی نواب ادا حسین خان خلعت وزارت یافتن تو اٹلی

وزیر پدر شاہ کا تہا وزیر  
مدیر جو تھادہ مدار المہام  
ہوا ایک دن یہ عجب اتفاق  
بدستور گھر سے جلا حب وزیر  
کیا زخمی تیغ اوسے راہ میں  
کئی آدمی اور زخمی ہوئے  
اوسے وقت ٹھہرنے پر چہ دیا  
ہوا حکم کچھ لوگ جائیں ابھی  
پیادے سوار اور چند اہلکار  
کہا اؤفسے کیا تھو درکار ہے  
وہ بولے کہ ہم طالب مال ہیں  
چھوڑینگے جب تک پناہ گزر  
چھوڑا میں جو نواب کو بادشاہ  
کیا شہ کے ایما سے صاحبکلاں  
دیا شاہ نے حسب عرض و نگو زب  
ملا بہ عاشقوں کو پہلے تو مال

علی امین الدود  
نواب ادا حسین  
عبدالمذکر  
بودہ سلطان عالم  
نور محمد شاہ وزارت  
کرد

دو اکو بی فطرہ  
تو شیشے نے دی محسب کو  
کہ خوش ہو گئے اہل عالم تھا  
سواری کے ہمراہ وہ رہو  
اودھین میں وہ رہتی تھی شاہ  
بے دستخط سنتے تھے عرضدار

بہت اوس سے خوش تھی امیر

کیا عہد میں اپنے خوب انتظار  
کہ باہم ہوئے چار اہل نفاق  
جیسے تھے کہیں راہ میں وہ شہ  
سجائے دیا خدمت شاہ میں  
جو اوسکے قدیمی نمکوار تھے  
ندیموں نے آگاہ شدہ کو  
گرفتار اودھین کر کے لا لیا  
گئے بھر ادا و سب ایک بار  
یہ کیا نا پسندیدہ کردار ہے  
یہ نواب ہیں صاحب قبائل ہیں  
پے مرگ باندھی ہے ہنسنے کمر  
تو دین ہکو صاحبکلاں کی پناہ  
ہوئی طے جو تکرار تھی دریا  
وہ دستور زخمی کیا اپنی گھر  
مگر زندگی ہو گئی بھر و مال

شکر بارین لعل ہو گئے  
 وہاں تو ہوا صد مہ زخم و ست  
 وہ زخمی سے انگور کی فکر میں  
 مہراوار جو جو تھے اس کام کے  
 دل میر مہدی کو امید ہستی  
 لہر ایک تھا صاحب احترام  
 یہ عالی نسب اور عالی گہر  
 ان اسموں سے ہے نام او سکایا  
 شہور تھا نام فرخندہ فال  
 بہرستہ تھا نسبتی شاہ سی  
 ص او سکو خلعت دیا شاہ نے  
 سے جاگیر شاہ نے خیر خواہ  
 بیت کی جاگیر و املاک بوسے  
 او سخط کا او سے اختیار  
 ست ذوق و فن تھا جو وہ نیک نام

وہ ہستی میں اپنے فنانوں کو  
کرنے کو اب ملک کا بندوبست  
مگر شہ تھے دستور کی فکر میں  
وہ تھے فسطح صبح کو شام کے  
محمد براہیم کو ہتی خوشی  
زمین بوس شہ رات دن صبح شام  
نیا گان نامی سے تھا نامور  
علی سے نقی سے مع فسطح خان  
علی کو نقی خان سے تھا اتصال  
شرف تھا ہر اک صاحب شاہ سی  
وزیر الممالک کیا شاہ نے  
دیا اختیار سفید وسیاہ  
کیا شاہ نے خاک سی پاکوسی  
رہا حب سرشتہ مصروف کار  
کیا کام ملک وسیہ کا تمام

ن آمد امیر کبیر نواب گورنر  
درن فورضن چای پانی انبار  
روانه شدن خیمه شاهی

ن آمد امیر کبیر نواب گورنر جنرل بارونیک بهادر وزیر شریف  
درن ورفن چای پانی از بارگاه سلطانی سبنا بر استقبالش  
روان شدند خیاّم شاهی جانب کانپور برای ملاقات گورنر

ساغر اسی سائے میں بھر جان  
 یکدہ سے نئی بات ہو  
 نر کے لئے مین بڑھاؤن قدم  
 ن سے پرست اور ساغر چلے  
 نئی وزارت ہوئی جب نئی

کہ دکھاؤن لطیف بیان زبان  
 نے منتخب سے ملاقات ہو  
 دکھاؤن زمانہ کو جاہ و چشم  
 پس پر بیخاندہ لشکرِ حلقہ  
 اور اسکو بھی گزیرے مہینہ کئی

لا سیر مبدی  
 ایبرالاری از  
 معمران سلطان  
 حضرت الدوام علی بن  
 بعد محمد علی شاه و  
 بنیست و بعد  
 شریاه بود ۱۲  
 شاه آرد از کرب  
 علی قی خان جهاد  
 شاه یحیی و محمد  
 قزاق شاه و دود  
 شاه ابن صف  
 منت بک صف  
 و سرده و بک  
 و زبانی و بک  
 و بک و بک و بک



کورن کی آمد سنی یک ایک  
 رزیدنس نے دمی خیر شاہ کو  
 مناسبے جانا برسم قدیم  
 ہمیشہ سے جاری ہے یہ رسم و رواج  
 برہیکا ملاقات سے استخا  
 یہ صاحب کلان کا جو ایما ہوا  
 ہوا شاہ کا حکم نواب کو  
 کہو اور سب کے کہ طیار ہوا  
 وزیر الممالک نے تعجیل کی  
 بہ تاکید سب کو جو فرمان ہوا  
 ہزاروں طلائی سے طرف طعام  
 کئی تختہ تختے جو اہر نگار  
 مع ہودج رز متو مانتی کئی  
 بہت باد پاتے مع زمین زر  
 شکاری سگونکی بھی نہیں جو رہا  
 بہت عمدہ پشمینہ کی مار کی  
 روانہ ہوئے تختہ دل پسند  
 ہوا حکم ثانی نو پسند کو  
 کہ در پیش ہے بادستہ کو سفر  
 جہان تک ہر جگہ علاقے کی  
 کسی شے کی لشکر میں قلت  
 ہوئے شفق طیار جب پانچ  
 غرض پیش خیمہ نکالا گیا

ایک دفعہ از  
 بر است  
 شہزادہ میٹھان  
 کی ازادانان دیکھا  
 ۱۲۷۱

کہ آیا ہے قفل شب من کلید  
 کہ لازم ہے عزم سفتب سکور  
 زمین اسین اندیشہ و خوسر تما  
 گئے تھے یہاں سے کئی بادشاہ  
 کہ ہے دوستی قفل با  
 شہ تاجور کو پذیرا ہوا  
 ابھی چاہے بانی روانہ کر  
 سفر ہم کرینگے خبر دار ہون  
 ہر اک حکم شاہی کی تعمیل کی  
 اوسیدن اوسی زور سامان ہوا  
 بلورین تہو سب چامی مانی کو جام  
 کئی خوان سامان تہو چند آبدار  
 ہوا دار بوچے سنہری کہار  
 کئی دست تھین بہریان تیز پر  
 کئی بگہیون کے لیے گہوڑا یا  
 غرض لا کے ہر چیز طیار کی  
 گیا ساتھ ایک ایلی تہو شمند  
 کہ شقون نین یہ ناظون کو لکھو  
 پہونچتی ہی پہلے سے تلوخہ  
 وہاں تک فراہم کرے وہ سہ  
 دکاہ و دانہ شکایت ہم  
 روانہ ہوئے لیکہ ناقہ سوار  
 میرانا مناسب سنا لا

شکر بار من لعل  
 دہان تے ہر کار خانے کے انوٹ  
 وہ تھا سب اسباب حسب ضرور  
 سراپے جو استاد ہو فرنگے  
 کہیں راوی تھی کہیں بار کی  
 عجب لطف بازار تھا راہ میں  
 زمین ہو گئی صورت آسمان  
 غرض شہر ری سے لب لنگاہ  
 نہ تھا خیے سے کوئی خالی مقام  
 شام شب سوار و پیادہ گئے  
 لب لنگ بہا خیموں کا یہ حباب  
 کھڑی تھی بڑی دور تک بارگاہ  
 کئی خیے استادہ تھے درمیان  
 وہ خیے نے سخت میں چرخ برتن  
 وہ پیشینے کے خیے تھے زر نگار  
 کئی ٹپ تھے اون خیموں کو درمیان  
 کھڑی تھی وہ نخل کی بارادری  
 کنول جھار تھے قیمتی اس قدر  
 بیان کس سے ہوشاں اسباب کی  
 نہ تھے کوچ و نکل سے خالی حیا  
 لب آب تھا بارغ تازہ بھار  
 تر و تازہ وہ سنجہ بوستان  
 یہ سب پہول تھے در بیان چمن

ہوئی کوہ شمال کو سون سرک  
 کئی سولہ سے تھے خزانے کے انوٹ  
 روانہ ہوا جانب کا پنور  
 سفر پر دل آمادہ ہو فرنگے  
 سر راہ بالین تھیں بازار کی  
 کہ دنیا کی موجود تھیں نعمتیں  
 سرک بن گئی غیرت ککشان  
 کٹوری کی بازار میں تھی کہنک  
 یہاں سے وہاں تک بپا ہر خیام  
 سوالا لکھ سے بھی زیادہ گئے  
 کہ اونٹن شتہ خیمہ ہاے حباب  
 پہونچتی نہ تھی جسکی حد تک نگاہ  
 کہ جسکی بلندی تھی تا آسمان  
 سپھر برین سے تھے اونچے کہیں  
 طنا بو نہیں تھی بادلے کی بھار  
 وہ تھے آسمان کے تل آسمان  
 کہ چٹ جسکی تھی سوتون سی بہری  
 کہ تھے جنین آویز ہاے گہ  
 کہ تھیں ہانڈیاں ورنمایاب کی  
 بچے تھے سب جہاں تھو مقام  
 پہلے سب تھے نارنج و سیب و انار  
 کہیں سے اونٹن لائے تھے باغبان  
 سمن یا سمن نارون سمن

۱۔ سرکار کا نام ہے  
 ۲۔ سرکار کا نام ہے  
 ۳۔ سرکار کا نام ہے  
 ۴۔ سرکار کا نام ہے  
 ۵۔ سرکار کا نام ہے  
 ۶۔ سرکار کا نام ہے  
 ۷۔ سرکار کا نام ہے  
 ۸۔ سرکار کا نام ہے  
 ۹۔ سرکار کا نام ہے  
 ۱۰۔ سرکار کا نام ہے



شہزادہ مبارک علی کی  
 گورنر کی جانب لیار اسے  
 برسم رسول و پیمبر کیا  
 فلک سے بھی تھی اوسکی شوکت بڑی  
 بہت ذی شرف ہی بہت ذی شرف  
 ستم پر سردار آیا نظر  
 جفا کا بھی تھا پاؤں زنجیر میں  
 قمر تے بنجوم جہان پروری  
 رسانی تھی تاگوش فریاد کی  
 مگر ناظم ملک تدبیر تھی  
 ظفر کو عداوتی فوج تھی  
 مع اہل ہند و مع اہل سند  
 نہ و مقرر بھی تھے جہین نیاز  
 مگر شاہوں سے تھا سوا فروجاہ  
 وزیر شہنشاہ ملک فرنگ  
 وزیروں میں دستور اعظم وہ تھا  
 فلاطون نقش تھا ارسطو فطیر  
 ہوا بھرہ اندوز بیجا سیر  
 گزارش کو کہو لی زبان پیام  
 خدیو جہاندار عالم تیار  
 یہ ایام دور سی بہت شاق ہیں  
 بہت شہ نے پوچھا ہی حال مزاج  
 بہت تمکو شوق ملاقات ہی

شہزادہ مبارک علی کی  
 گورنر کی جانب لیار اسے  
 برسم رسول و پیمبر کیا  
 فلک سے بھی تھی اوسکی شوکت بڑی  
 بہت ذی شرف ہی بہت ذی شرف  
 ستم پر سردار آیا نظر  
 جفا کا بھی تھا پاؤں زنجیر میں  
 قمر تے بنجوم جہان پروری  
 رسانی تھی تاگوش فریاد کی  
 مگر ناظم ملک تدبیر تھی  
 ظفر کو عداوتی فوج تھی  
 مع اہل ہند و مع اہل سند  
 نہ و مقرر بھی تھے جہین نیاز  
 مگر شاہوں سے تھا سوا فروجاہ  
 وزیر شہنشاہ ملک فرنگ  
 وزیروں میں دستور اعظم وہ تھا  
 فلاطون نقش تھا ارسطو فطیر  
 ہوا بھرہ اندوز بیجا سیر  
 گزارش کو کہو لی زبان پیام  
 خدیو جہاندار عالم تیار  
 یہ ایام دور سی بہت شاق ہیں  
 بہت شہ نے پوچھا ہی حال مزاج  
 بہت تمکو شوق ملاقات ہی

ہم آسے ہن بھر ملاقات شاہ  
 اسی طرح کی چند باتیں زہین  
 دیا خوب سرک سخن کا جواب  
 ہڈیا بھی گزرتے نظر سے تمام  
 گورنر نے فرمان دیا کوچ کا  
 کئی روز میں خیمہ پہونچا وہاں  
 بسایک بیک دادی کا پنور  
 گورنر چلا فرخ آباد سے  
 بہت سامنے گورے تھے کلاہٹ  
 وہ گوری تھی پوشش مگر تھی سیاہ  
 سپاہ اور توپوں کی کیا انتہا  
 بڑا توپخانہ عین تھا انتظام  
 چمک تھی وہ بالائی رخت سپاہ  
 یہ تھی کثرت فوج فیروز جنگ  
 فرنگی بہت صاحب جاہ تھو  
 چلی تو یہ آگاہ لشکر مو

ہو مرقہ شب میں کلید سحر  
 جو گھنٹی تھیں وہ ایچی کی کیا  
 کہ تھا خوش بیانی میں وہ لاجو  
 کیا خصی ایچی نے سلا  
 غرض پیش خیمہ روانہ ہو  
 کہ تھا لشکر شاہ والا جہاں  
 ہوئے خیمہ تالاب سے تھوڑی  
 سواری چلی تیز تر باد سے  
 پیادی بہت تھے رسالہ  
 سفیدی نے پہنی تھی دروی سیاہ  
 ہراک چیز جنگی تھی لا انتہا  
 بڑے توپ تھے یاد پاتیز گام  
 کہتا بندہ تھا بخم بخت سپاہ  
 کہ تھا بھر نیم بیابان تنگ  
 بہت فیل لشکر کے ہمراہ تھے  
 کہ خیمے میں داخل گورنر ہوا

سوار سندن بادشاہ از تخت گاہ جانب کا نیور برای ملاقات گورنر

چلے لائو سے سونے خیمہ کا  
 دور وہ تھو سب بچپن تھی شرک  
 شرک اور سامان زمانہ کرتے  
 سواران ہندی بھی تھے بیشمار  
 قرین در شہ ہوا داز ستہ  
 لگی تھیں گئی بگھیان حاجب

اوہر لو وہ آیا ادھر ار  
 ورو ملت شہ سے دو کوں تک  
 بہت اونٹ زہور خانی کرتے  
 کہنے تھے بہت انگریزی ہوا  
 جلو خانے میں فیل لٹا رہے  
 کشادہ ہو تھا صحن دولت سرا

اکتانول تہین بھیتان گھوڑا  
 محل سے برآمد ہوئے بادشاہ  
 ہوا دار زرین ہوا حب لوہ گر  
 خواص اور خادم بھی تھی پیشمار  
 عجب او سکھری عالم نور تھا  
 بگل ہر سائے میں نہجے لگا  
 سلامی سے سیکو یہ پھونچی خبر  
 بجا کوس نصرت سواری چلی  
 سب ارکان دولت بھی ہمراہ تھی  
 سوار تین اسوار تھے ہمیشمار  
 غرض طے ہوئی ایک خطہ میں  
 رہے باغ میں دو تہین اکیدن  
 کئی دن سے تھا ابر جھایا ہوا  
 نظر آتی کیا دیدہ آسمان  
 سواری کی تھی وہوم زیر فلک  
 فلک پر تو نقارہ تھارعد کا  
 نہ تھے قطرہ آب ہر ایک پر  
 اسی طرح جب طرکے سات کوس  
 سرراہ تھا خیمہ توہین ہی تہین  
 عجب حال آبادی راہ تھا  
 جب اونام سے بھی بڑھ ہوئی دو  
 بزرگان لشکر کو تھا انتظار  
 خبر آمد شہ کی بانی لگے

جتنی تہین برابر کئی جوڑیاں  
 شرف ہوئے حاضر بارگاہ  
 مصاحب بہت تھے اوہرا وادھر  
 ہوا دار کے آگے تھے چوہدار  
 جلوخانہ جلوئی سے معمور تھا  
 چلی توپ بادل گر جہ رنگا  
 سواری میں حضرت ہوئے جلوہ گر  
 ہوا شور باد بھاری چلی  
 ستارے وہ تھے مثل بادشاہ تھی  
 سواروں کے آگے تھے ناقہ سوار  
 گئے شہر سے باغ میں بادشاہ  
 چلے صبح کو دیکھ کر نیک دن  
 غضب کی تھی سردی غصہ کی ہوا  
 کہ پرتی تہین دور سے بوندیا  
 چھرکتے تھے دو دن سواروں کے  
 زمین پر مگر کوس کی تھی صدا  
 سوار اور پیدل سب پر گھر  
 فوج میں چھو کچی آواز کوس  
 وہاں بھی سلامی سے ملتی زمین  
 جہان توپ بھی خیمہ شاہ تھا  
 تو پیش نظر ہو گیا کا پتھر  
 منگائے تھے شہ کی خبر بار بار  
 اکیدان بلیٹن چاہنے لگے

یہ حالت وقت ہو گیا  
 ازانے ان بزرگان فوج کو  
 کہ ہوا میں چلے رہا  
 جیسے باد ہوا

برے بانڈہ رجم سے سب ہوا  
 نہ ہی شادی آمد شہر یار  
 سستی سب نے ناگاہ آواز کوس  
 جگنے لگے یادے کے نشان  
 یکایک سواروں کی آمد ہوئی  
 ہوا جلو باد شہ جب عیان  
 دغا سب کے منہ سے نکلتے لگی  
 صداؤں سے توپوں کی ہشتاہ  
 گئے خیمہ میں جب شدہ دادگر  
 جہا جہم جو پانی برسوں لگا  
 وہ پکان سی بھی تھ سو اب بند تھی  
 ہوائی تپ لرزہ تھی وہ ہوا  
 رسن اسب نازی توڑانی لگے  
 دکھاتی تھی سردی اثر برف کا  
 طلبگار آتش تھی برنا و پر  
 ہوا تند تھی اور اندھیری تھی رات  
 یحان تاک تو باکو میں تھا فرط  
 سمجھ میں نہ آتے تھے اکثر گفت  
 یہ سردی سے تھا عالم خوف و ہر  
 رہا ابر تیرہ علی الانصال  
 ہویدا جو مھر سور ہو

رفتن مرزا سکندر حشمت برادر کو خلیفہ شاہ حلوای علی نقی را ہوا  
 ہوا حکم سلطان یہ نواب کو

جو غافل وہ ہوئے ہوتا  
 کہ ہر کوئی بھی دیدہ انتہا  
 امیر آگے بڑھ کر ہوئی خاکوں  
 سہرے ہوئے وہ تونان  
 صدا سے سم اسب بید ہوئی  
 جبکہ بہر تسلیم پیرد جو ان  
 پہنکی ناسے زر توپ جلنے لگی  
 اوٹھا تھا دھوان بھر تعظیم شاہ  
 گر جنے لگا اور بھی ابر تر  
 نو دلدل ہوئی باؤں میں لگا  
 کٹاری تھی بوندی کی با بوند تھی  
 ہر ایک آدمی تھکھرا تھی لگا  
 بہت گاوا شہر ٹھکانے لگے  
 کہ جو کوئی بیجا جہان جم گ  
 لب گنگ تھا خطہ کا شہر  
 بشکل بچہ تھے چراغ حیات  
 کہ خیموں میں تھی خیمہ ہا می جا  
 نکلتی نہ تھی منہ سے سردی اثر  
 کہ گرمی چھپی تھی میان گلیم  
 کھلا تیرے روز وقت زوال  
 شگفتہ دل اہل لشکر ہوا

ملاقات کا دن معین کرو

اذیت سفر میں اوٹھائی بہت  
 برابر جو بارش رہی تین دن  
 ملاقات سے کاش فرصت ملے  
 گورنر بھادر کے پاس آج جاؤ  
 روانہ ہوں مرزا سکندر چشم  
 وزیر اور شہزادہ ذی وقار  
 روانہ ہوں دو فوج عالیجناب  
 مع شانہ زادہ گیا جب وزیر  
 بہت پیش آیا وہ اغوا سے  
 بہت دیر تک ذکر سلطان رہا  
 غرض بات کا جب ہوا اختتام  
 روانہ وہاں سے وہ دیشان ہو  
 کہا اے جہاندار فیروز بخت  
 گورنر کو سے شاہ کا اشتیاق  
 وہی ہوگی تعظیم عالم پناہ  
 ہر اک بات کا فیصلہ ہو گیا  
 یہاں انتہام آج کی رات ہو  
 یہ سنکر کہا شاہ فی حکم دو  
 سخرق بزر ہوں ملازم تمام  
 وزیر الممالک فی تسلیم کی  
 کہ کل صبح کو شاہ ہوئے سوار  
 خبردار ہوں سب سوار کی لوگ  
 غرض جو بدرون فی ہونچائی حکم

ہر انسان فی تکلیف پائی بہت  
 گران سبکو گذر سے ہی تین دن  
 یہاں سے روانہ ہوں راحت ملی  
 جہان تک مدارج میں سب کے کراؤ  
 مع چند ارکان و فوج و علم  
 اوسے دم ہوئے ہاشیونیر سوار  
 رسالے سواروں کی تھی مگر کاب  
 میان ختام اسیر کیسیر  
 وزیر اور مرزائے ممتاز سے  
 کچھ اوسنے کہا کچھ انہوں نے کہا  
 اوسنے بعد رخصت وہ عالی مقام  
 زمین پوس درگاہ سلطان ہو  
 ہمیشہ سلامت رہے تاج بخت  
 بڑی آرزو ہے بڑا اشتیاق  
 ہوئی تھی جو پھر نیاگان شاہ  
 کہ افسار کل صبح کا ہو گیا  
 وہاں صبح چلے ملاقات ہو  
 سویری سے کل فوج طیار ہو  
 زراں دو ہوں جامہ خاص عام  
 یہی دولت حکم تقسیم کی  
 کہو افسروں سے کہ ہوں ہوشیار  
 اوٹھیں شب سیر بادبھاری لوگ  
 بزرگان لشکر کی پاس تھی حکم

مرزا سکندر  
 مرزا سکندر  
 مرزا سکندر  
 مرزا سکندر  
 مرزا سکندر

مرزا سکندر  
 مرزا سکندر  
 مرزا سکندر  
 مرزا سکندر  
 مرزا سکندر

مرزا سکندر  
 مرزا سکندر  
 مرزا سکندر  
 مرزا سکندر  
 مرزا سکندر



اسی گفتگو میں ہوا دن تمام  
 رہے شب کو آبادہ قدمست گزار  
 سب اسباب شوکت سوارا کئے  
 وہ سامان تانصت شب ہو گیا  
 اونٹن دو گھڑی تھکے چاکر تمام  
 گرجتے بچتے کے زین زور  
 کہیں پلایان پیل کئے لگے  
 ہوئی فوج میں بھی کمر تلبیان  
 سپید اسحر کا جو پیدا ہوا  
 جی نہیں جو سید ان میں پلین  
 چکے تھے رخت تن خاص عام  
 سوار انگریزی تھے نو دس ہزار  
 لنگتی تھی نوار زیر کمر  
 جاک تیغ عیاں میں تھی برقی  
 برابر تھے پہلو سے پہلو ایپ  
 ہزاروں ذرہ پوش بھی تھے سوار  
 ہلم دوش تک تھی لنگتی ہوئی  
 سروں پر مصقل تھے سفیر عیاں  
 سردوش تھے نیزہ نہ گرو  
 کمان سے بجاتی تھی بے نظیر

ہویدا ہوا نور سے وقت  
 ہر اک شے سے جھاڑا کئے وہ شب  
 غلافوں کو فراش اوتارا کئے  
 کوئی سو کے جاگا کوئی سو گیا  
 سب گھوڑے چڑھا کر کام  
 کے زین زور اپنی باندھی کمر  
 بہ سرعت بہ تعجیل کئے لگے  
 جو انوں نے پہنیں نئی وردیاں  
 تو سامان لشکر ہویدا ہوا  
 چکا چونکہ نہی چشم خورشید میں  
 وہ زربفت کی وردیاں تھیں تمام  
 سراپا لباس اونکے تھے زنگار  
 کہ تھا خاشیہ تھا می و ست ہلف  
 اور ایک ایک بیری لٹی تھی سوار  
 دم اسب میں تھا نہان وی  
 کہ دیوار روئیں وہ تھی آشکار  
 سپر آہنی تھی چکتی ہوئی  
 پی اسب تازی تھی برگستان  
 وہ نیزے کہ جو توڑتے تھے ذرہ  
 ٹینچے تھے اہنول بہنل تیر

سوار شدن بادشاہ از خیمہ گاہ خود سوختی گاہ کوثر

ایرون کی اوسدن حجب شان تھی  
 کہ خود خوشنما تھی ہی قربان تھی  
 سراپا وہ پہنے تھے لمبو میں زور  
 کوئی شے تھی پر زور کوئی پر گھر

ندریون کے کچرہ اور ہی زبان تھی  
 وہ زرتار سب ہاٹتے تھے اس طرح  
 عنایت ہوئے تھے اونہیں تاج  
 وزیر الیما لاک تھے حضرت کی پاس  
 مثال نہ دھڑلہ نہ تھی  
 خراسان کی تھی تیغ زیب کمر  
 بدلتے تھے پوشاک حضرت جہان  
 دُرگین تباؤ تین بلیں وہ تین  
 شک تھے برابر سے دُر تین  
 عجب قبضہ نور تھی پر ضیا  
 کمر بند تھے ساتھ رومال کے  
 دوشالہ ہرن اس قدر گرم تھا  
 بہت عجب پوشاک تھی اعلیٰ  
 کیا زیب تن شاہ نے وہ لباس  
 جو اہرنگ میں پڑے دلہند  
 جو اہر جڑے تھے عجب ناچ میں  
 حام اصفہانی تھی زیب کمر  
 لگین جو اہر تھے پاؤں میں  
 جلو خانہ میں سبکو تھا انتظار  
 گوزر کی جانب سے باگین اوٹھا  
 یکایک ہوا غل ہوا دار لاوا  
 لیا چتر بردار نے چتر زر  
 ہوادار حاضر ہوا قریب در

لباس زری جسم میں تنگ تھی  
 چرانشان جبین پر شکن جبرج  
 مع تاج وہ سب تھے زمین کمر  
 مغرب جو اہر میں تھا سب لباس  
 وہ محراب دولت کی تبدیل تھی  
 شکتی تھی قبضے میں سب کمر  
 ہزاروں لگین تھیں وہاں کشیاں  
 کہ تھی کہشاں کی بنت شرگین  
 مع پروہ دامن و آستین  
 عجب حسن تھا جامہ حسن کا  
 وہ بزرگ تھے تھے بہت شال کی  
 کہ تھا حوض میں لطف حمام کا  
 وہ اطلس بھی پہو لو تین اپنی بسی  
 کہ تھے حسین لعل و گہر بقیاس  
 بندھے ہر جگہ نور تن دست بند  
 گلانی تھے الماس سب تاج میں  
 نہ تھی تیغ وہ تھا ہلال ظفر  
 لئے تھی قدم حشمت آغوش میں  
 نظر سوی دروازہ تھی بار بار  
 کیٹی ذی شرف نہ کر لینے کو آئی  
 دیکارے بکا نہ ار پروہ اوٹھاوا  
 بڑھے مردم جذب لیب کمر چتر  
 نجلی سے حضرت سے جلوہ گر

۷۰  
 مکتبہ نوری پرنٹنگ پریس  
 دکن آباد کراچی پاکستان  
 مکتبہ نوری پرنٹنگ پریس

مکتبہ نوری پرنٹنگ پریس  
 انجمن اسلامیہ دارالعلوم  
 سکونت دارالعلوم دارالافتاء  
 قیصریہ پورہ لاہور



وہ زور سے کہے تھے اسوار چند  
 علم تھا کوئی بادشاہی کلاہ  
 بہر دن چڑھا اور چکی جو دھوپ  
 وہ نور آنکھوں میں جب سامی لگا

وہ تھے تھے یا نفس ناد علی  
 وہ تھے قدر میں منزلت میں بین  
 لیے تھا کوئی جہر طشت الہ  
 سواروں کی وردی فی کھلائی رہ  
 چراغ نظر حبل ملاسنے لگا

**صفت اسبان خاص**

چنور سے بھی خوشتر تھی خاص ہوئی  
 بہت تھی وہ زور تھوڑی تھی  
 نہ تھا اونکر روئین سے نکل سوا  
 زمانیکو تھا دید کا استباق  
 دم بویہ اون گھوڑوں کا تھا حال  
 نہ پہونچے کر فشار میں ساتھ میں  
 ہوا اونکی سرعت سے گھبرا گئی  
 متفرق جو اہر میں تھے اونکی زین  
 زراؤد نخل کے زین پوش تھی  
 جراؤ زراؤد و سکھال تھے  
 چھوٹی پرکس کی جگہ تاج تھے  
 نہ تھا نا لکی بالکی کا شمار  
 سنہرے تھے بھلے سنہرے تھی یا  
 بل گنگ پر جب گئے بادشاہ  
 پڑا سایہ چتر گرداب میں  
 ہلا یون سواری سے بل ناؤ کا  
 سواری تھل سے آگے بڑھی

سزوی تھی گردن کورا تھی سم  
 عرب کیا کہیں ایسے گھوڑے تھے  
 جہلا ویسے تھی اون میں چل بل سوا  
 وہ گھوڑے تھے یا جن میں تھوڑا  
 کہ تھے کرتے تھے راہ مثل خیال  
 نشان سم کے رہ رہ گئے راہ میں  
 خبر تار برقی کی شہر ما گئی  
 سب الماس و یاقوت کی تھی نگین  
 تن اس سے وہ ہم اغوش تھے  
 نگین ہاوی یاقوت سے لال تھے  
 عو ضن جو پ کے تختہ علاج تھی  
 متفرق بزر تھے ہزاروں کھار  
 سوارے کے آگے تھے نشان  
 نصارے نے اپنی اوتاری کلاہ  
 تلامح ہوا موجہ آب میں  
 کہ سب آب دریا کد رہو گیا  
 غرض ناؤ کے بل سے آگے بڑھی

عامہ منی  
 نای غلج جہاں راہو  
 زمین گنگ نادر علی کلاہ  
 در اسبین کد کلاہ

کیا تخت پر نور اوس پار جیب  
 بندی تھی فیلولکی افلاک تک  
 مہالے تھے سونے کے ہر دانت پر  
 ستارے تھے جھول پر جیوہ گر  
 ہوسے رونق افروز ہر وجہ میں شاہ  
 کئی مردے تھے جو اہر نگار  
 لگا تھا جو چتر زری شاہ پر  
 کت شاہ گاہے گھر بار تھی  
 پس شاہ تھے ہاتھوں کی جو غول  
 پس پیل تھی بگیتیوں کی قطار  
 ہر اک تہہ پیل میں تھی ہاتھی بھت  
 غرض تھی ہر اک شے جو اہر نگار  
 پھر ہرے نشانوں کی اور فی لکے  
 زیارت کو آئے تھے انسان تمام  
 فراہم تھی اس درجہ خلق الہ

یہاں فیلولکی  
 دھامی گاہے گھر  
 زبانست و بیدار  
 باسٹھ جہان میں  
 راہنما کردار  
 تھانے ہاتھ  
 شے علی گڑھ  
 غول بکشتہ

تو باہمی کیا بادشاہ نے طلب  
 وہ ہو دج تھے یا تھے ہر وجہ تک  
 کہ تھیں نور کی دستیاں شعلہ در  
 زرخیم تھا اطلس جرخ پر  
 اوٹھا تو پچاسے سے دوڑ سیاہ  
 کئی یا کتیو ہر مین و لیسار  
 وہ متاعنہ زن مھر پر ماہ پر  
 زرو سیم کی گاہ بوجھار تھی  
 وہ ہاتھی تھے زقار میں سب بکول  
 مع جرخ تھیں ممکن زر نگار  
 وہ گاڑی جو تھی پر ضیا تھی بہت  
 سوار آگے پیچھے تھے بارہ ہزار  
 پرے سوڑ پر جانکے مڑنے لگے  
 دور وید سر راہ تھا از و حام  
 کہ یک نظر کو نہ ملتی تھی زاہ

حال ملاقات بادشاہ و گورنر

گئے پیل ماہی مراتب و ہارن  
 سواری کی اسوار سب تھم گئے  
 کئی خیمہ استادہ تھے پاس پاس  
 سرا جو نہیں تھی ایک بارہ دری  
 بڑا ایک نگرہ تھا صحن میں  
 جدا جیمے مین میز کا تھا مقام  
 گورنر کو تھا شاہ کا انتظار

گورنر کے خیمے پاتھے جہان  
 سر راہ دونوں طرف جم گئے  
 بڑے خیمے تھے صحن تھا بقیاس  
 وہ اوپچی تھی تا جرخ نیلو فری  
 چپ راست گورو کی تھیں پٹین  
 سجے تھے وہاں چائے پانی کی جام  
 خبر کے لئے تھے مہین سوار

صاحب کو نزدیک میں شہر یار  
 بہت صاحب چاہ ہی مگر کاب  
 مان جب ہوا ہوج بادشاہ  
 نابل جو شہ سے گورنر ہوا  
 کر برسم ملاقات ہاتھ  
 ویشمہ ہاتھی روانہ ہوا  
 بفرش ہاتھی چٹایا گیا  
 رفر تو حضرت کے ہمراہ تھا  
 نعظیم و تکریم دبا احترام  
 بھی صدر میں کر کے رنگار  
 رات سے بہر گران مالکان  
 نارے تھے سب صاحب انجن  
 رنر فقط شہ سے تھا ہمسکلام  
 ہتھی گھنگو کچہ نہ نصیر ہتھی  
 س پریش مردہ ہائے مزاج  
 عدان نہ تھا بلکہ تعاطدان  
 وراک جلد تحفہ گلستان کی تھی  
 یا ہی مین آہنہ مشک تہا  
 عطر جب پیش کی وہ کتاب  
 ہان لیگیا شاہ کو میزبان  
 بال ہتھی نعمت سی ہر ایک قاب  
 رض نیز کے گرد بیٹھے جو ب  
 مرد کو حق کی ایسی ہتھی شان

ہوا شہ کے لینے کو وہ بھی سوار  
 پس نبل اسوار تھے بھٹا ب  
 آؤ شہ یکد گر ہاتھ سوئی گلاہ  
 تو ہوج سے ہوج برابر ہوا  
 بجا یا او سے شاہ فرما ہاتھ  
 دمان ایک لٹھے میں جانا ہوا  
 ہوا در زین لگایا گیا  
 پس شاہ ہر ایک ذیچاہ تھا  
 گئے سب وہ دیشان میان خیم  
 ہوئے جلوہ فرما شہ نامدار  
 دو جانب کئی سو بچہ میں کر سیان  
 مگر ماہ کامل تھے شاہ زمین  
 دے تھے خوش اور ذی احترام  
 وہ صحبت تھی یا بزم تصویر تھی  
 گورنر نے کہو لاقلدان عاج  
 کئی او سمین تحین عطر کی شیشان  
 لکھی وہ جو اہر رقم خان کی تھی  
 کہ سرخی میں تہارنگ یا قوت کا  
 آؤ تھا لیگے خادم شہ شتاب  
 کہ تہین جای پانی کی ہیز جہان  
 پلیٹو میں بیٹھے تھے مرغ کباب  
 کیا شاہ نے حسن محض طلب  
 ہری نبل تھی وہ نہ تھا بیچوان

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲  
 ۴۷۳  
 ۴۷۴  
 ۴۷۵  
 ۴۷۶  
 ۴۷۷  
 ۴۷۸  
 ۴۷۹  
 ۴۸۰  
 ۴۸۱  
 ۴۸۲  
 ۴۸۳  
 ۴۸۴  
 ۴۸۵  
 ۴۸۶  
 ۴۸۷  
 ۴۸۸  
 ۴۸۹  
 ۴۹۰  
 ۴۹۱  
 ۴۹۲  
 ۴۹۳  
 ۴۹۴  
 ۴۹۵  
 ۴۹۶  
 ۴۹۷  
 ۴۹۸  
 ۴۹۹  
 ۵۰۰  
 ۵۰۱  
 ۵۰۲  
 ۵۰۳  
 ۵۰۴  
 ۵۰۵  
 ۵۰۶  
 ۵۰۷  
 ۵۰۸  
 ۵۰۹  
 ۵۱۰  
 ۵۱۱  
 ۵۱۲  
 ۵۱۳  
 ۵۱۴  
 ۵۱۵  
 ۵۱۶  
 ۵۱۷  
 ۵۱۸  
 ۵۱۹  
 ۵۲۰  
 ۵۲۱  
 ۵۲۲  
 ۵۲۳  
 ۵۲۴  
 ۵۲۵  
 ۵۲۶  
 ۵۲۷  
 ۵۲۸  
 ۵۲۹  
 ۵۳۰  
 ۵۳۱  
 ۵۳۲  
 ۵۳۳  
 ۵۳۴  
 ۵۳۵  
 ۵۳۶  
 ۵۳۷  
 ۵۳۸  
 ۵۳۹  
 ۵۴۰  
 ۵۴۱  
 ۵۴۲  
 ۵۴۳  
 ۵۴۴  
 ۵۴۵  
 ۵۴۶  
 ۵۴۷  
 ۵۴۸  
 ۵۴۹  
 ۵۵۰  
 ۵۵۱  
 ۵۵۲  
 ۵۵۳  
 ۵۵۴  
 ۵۵۵  
 ۵۵۶  
 ۵۵۷  
 ۵۵۸  
 ۵۵۹  
 ۵۶۰  
 ۵۶۱  
 ۵۶۲  
 ۵۶۳  
 ۵۶۴  
 ۵۶۵  
 ۵۶۶  
 ۵۶۷  
 ۵۶۸  
 ۵۶۹  
 ۵۷۰  
 ۵۷۱  
 ۵۷۲  
 ۵۷۳  
 ۵۷۴  
 ۵۷۵  
 ۵۷۶  
 ۵۷۷  
 ۵۷۸  
 ۵۷۹  
 ۵۸۰  
 ۵۸۱  
 ۵۸۲  
 ۵۸۳  
 ۵۸۴  
 ۵۸۵  
 ۵۸۶  
 ۵۸۷  
 ۵۸۸  
 ۵۸۹  
 ۵۹۰  
 ۵۹۱  
 ۵۹۲  
 ۵۹۳  
 ۵۹۴  
 ۵۹۵  
 ۵۹۶  
 ۵۹۷  
 ۵۹۸  
 ۵۹۹  
 ۶۰۰  
 ۶۰۱  
 ۶۰۲  
 ۶۰۳  
 ۶۰۴  
 ۶۰۵  
 ۶۰۶  
 ۶۰۷  
 ۶۰۸  
 ۶۰۹  
 ۶۱۰  
 ۶۱۱  
 ۶۱۲  
 ۶۱۳  
 ۶۱۴  
 ۶۱۵  
 ۶۱۶  
 ۶۱۷  
 ۶۱۸  
 ۶۱۹  
 ۶۲۰  
 ۶۲۱  
 ۶۲۲  
 ۶۲۳  
 ۶۲۴  
 ۶۲۵  
 ۶۲۶  
 ۶۲۷  
 ۶۲۸  
 ۶۲۹  
 ۶۳۰  
 ۶۳۱  
 ۶۳۲  
 ۶۳۳  
 ۶۳۴  
 ۶۳۵  
 ۶۳۶  
 ۶۳۷  
 ۶۳۸  
 ۶۳۹  
 ۶۴۰  
 ۶۴۱  
 ۶۴۲  
 ۶۴۳  
 ۶۴۴  
 ۶۴۵  
 ۶۴۶  
 ۶۴۷  
 ۶۴۸  
 ۶۴۹  
 ۶۵۰  
 ۶۵۱  
 ۶۵۲  
 ۶۵۳  
 ۶۵۴  
 ۶۵۵  
 ۶۵۶  
 ۶۵۷  
 ۶۵۸  
 ۶۵۹  
 ۶۶۰  
 ۶۶۱  
 ۶۶۲  
 ۶۶۳  
 ۶۶۴  
 ۶۶۵  
 ۶۶۶  
 ۶۶۷  
 ۶۶۸  
 ۶۶۹  
 ۶۷۰  
 ۶۷۱  
 ۶۷۲  
 ۶۷۳  
 ۶۷۴  
 ۶۷۵  
 ۶۷۶  
 ۶۷۷  
 ۶۷۸  
 ۶۷۹  
 ۶۸۰  
 ۶۸۱  
 ۶۸۲  
 ۶۸۳  
 ۶۸۴  
 ۶۸۵  
 ۶۸۶  
 ۶۸۷  
 ۶۸۸  
 ۶۸۹  
 ۶۹۰  
 ۶۹۱  
 ۶۹۲  
 ۶۹۳  
 ۶۹۴  
 ۶۹۵  
 ۶۹۶  
 ۶۹۷  
 ۶۹۸  
 ۶۹۹  
 ۷۰۰  
 ۷۰۱  
 ۷۰۲  
 ۷۰۳  
 ۷۰۴  
 ۷۰۵  
 ۷۰۶  
 ۷۰۷  
 ۷۰۸  
 ۷۰۹  
 ۷۱۰  
 ۷۱۱  
 ۷۱۲  
 ۷۱۳  
 ۷۱۴  
 ۷۱۵  
 ۷۱۶  
 ۷۱۷  
 ۷۱۸  
 ۷۱۹  
 ۷۲۰  
 ۷۲۱  
 ۷۲۲  
 ۷۲۳  
 ۷۲۴  
 ۷۲۵  
 ۷۲۶  
 ۷۲۷  
 ۷۲۸  
 ۷۲۹  
 ۷۳۰  
 ۷۳۱  
 ۷۳۲  
 ۷۳۳  
 ۷۳۴  
 ۷۳۵  
 ۷۳۶  
 ۷۳۷  
 ۷۳۸  
 ۷۳۹  
 ۷۴۰  
 ۷۴۱  
 ۷۴۲  
 ۷۴۳  
 ۷۴۴  
 ۷۴۵  
 ۷۴۶  
 ۷۴۷  
 ۷۴۸  
 ۷۴۹  
 ۷۵۰  
 ۷۵۱  
 ۷۵۲  
 ۷۵۳  
 ۷۵۴  
 ۷۵۵  
 ۷۵۶  
 ۷۵۷  
 ۷۵۸  
 ۷۵۹  
 ۷۶۰  
 ۷۶۱  
 ۷۶۲  
 ۷۶۳  
 ۷۶۴  
 ۷۶۵  
 ۷۶۶  
 ۷۶۷  
 ۷۶۸  
 ۷۶۹  
 ۷۷۰  
 ۷۷۱  
 ۷۷۲  
 ۷۷۳  
 ۷۷۴  
 ۷۷۵  
 ۷۷۶  
 ۷۷۷  
 ۷۷۸  
 ۷۷۹  
 ۷۸۰  
 ۷۸۱  
 ۷۸۲  
 ۷۸۳  
 ۷۸۴  
 ۷۸۵  
 ۷۸۶  
 ۷۸۷  
 ۷۸۸  
 ۷۸۹  
 ۷۹۰  
 ۷۹۱  
 ۷۹۲  
 ۷۹۳  
 ۷۹۴  
 ۷۹۵  
 ۷۹۶  
 ۷۹۷  
 ۷۹۸  
 ۷۹۹  
 ۸۰۰  
 ۸۰۱  
 ۸۰۲  
 ۸۰۳  
 ۸۰۴  
 ۸۰۵  
 ۸۰۶  
 ۸۰۷  
 ۸۰۸  
 ۸۰۹  
 ۸۱۰  
 ۸۱۱  
 ۸۱۲  
 ۸۱۳  
 ۸۱۴  
 ۸۱۵  
 ۸۱۶  
 ۸۱۷  
 ۸۱۸  
 ۸۱۹  
 ۸۲۰  
 ۸۲۱  
 ۸۲۲  
 ۸۲۳  
 ۸۲۴  
 ۸۲۵  
 ۸۲۶  
 ۸۲۷  
 ۸۲۸  
 ۸۲۹  
 ۸۳۰  
 ۸۳۱  
 ۸۳۲  
 ۸۳۳  
 ۸۳۴  
 ۸۳۵  
 ۸۳۶  
 ۸۳۷  
 ۸۳۸  
 ۸۳۹  
 ۸۴۰  
 ۸۴۱  
 ۸۴۲  
 ۸۴۳  
 ۸۴۴  
 ۸۴۵  
 ۸۴۶  
 ۸۴۷  
 ۸۴۸  
 ۸۴۹  
 ۸۵۰  
 ۸۵۱  
 ۸۵۲  
 ۸۵۳  
 ۸۵۴  
 ۸۵۵  
 ۸۵۶  
 ۸۵۷  
 ۸۵۸  
 ۸۵۹  
 ۸۶۰  
 ۸۶۱  
 ۸۶۲  
 ۸۶۳  
 ۸۶۴  
 ۸۶۵  
 ۸۶۶  
 ۸۶۷  
 ۸۶۸  
 ۸۶۹  
 ۸۷۰  
 ۸۷۱  
 ۸۷۲  
 ۸۷۳  
 ۸۷۴  
 ۸۷۵  
 ۸۷۶  
 ۸۷۷  
 ۸۷۸  
 ۸۷۹  
 ۸۸۰  
 ۸۸۱  
 ۸۸۲  
 ۸۸۳  
 ۸۸۴  
 ۸۸۵  
 ۸۸۶  
 ۸۸۷  
 ۸۸۸  
 ۸۸۹  
 ۸۹۰  
 ۸۹۱  
 ۸۹۲  
 ۸۹۳  
 ۸۹۴  
 ۸۹۵  
 ۸۹۶  
 ۸۹۷  
 ۸۹۸  
 ۸۹۹  
 ۹۰۰  
 ۹۰۱  
 ۹۰۲  
 ۹۰۳  
 ۹۰۴  
 ۹۰۵  
 ۹۰۶  
 ۹۰۷  
 ۹۰۸  
 ۹۰۹  
 ۹۱۰  
 ۹۱۱  
 ۹۱۲  
 ۹۱۳  
 ۹۱۴  
 ۹۱۵  
 ۹۱۶  
 ۹۱۷  
 ۹۱۸  
 ۹۱۹  
 ۹۲۰  
 ۹۲۱  
 ۹۲۲  
 ۹۲۳  
 ۹۲۴  
 ۹۲۵  
 ۹۲۶  
 ۹۲۷  
 ۹۲۸  
 ۹۲۹  
 ۹۳۰  
 ۹۳۱  
 ۹۳۲  
 ۹۳۳  
 ۹۳۴  
 ۹۳۵  
 ۹۳۶  
 ۹۳۷  
 ۹۳۸  
 ۹۳۹  
 ۹۴۰  
 ۹۴۱  
 ۹۴۲  
 ۹۴۳  
 ۹۴۴  
 ۹۴۵  
 ۹۴۶  
 ۹۴۷  
 ۹۴۸  
 ۹۴۹  
 ۹۵۰  
 ۹۵۱  
 ۹۵۲  
 ۹۵۳  
 ۹۵۴  
 ۹۵۵  
 ۹۵۶  
 ۹۵۷  
 ۹۵۸  
 ۹۵۹  
 ۹۶۰  
 ۹۶۱  
 ۹۶۲  
 ۹۶۳  
 ۹۶۴  
 ۹۶۵  
 ۹۶۶  
 ۹۶۷  
 ۹۶۸  
 ۹۶۹  
 ۹۷۰  
 ۹۷۱  
 ۹۷۲  
 ۹۷۳  
 ۹۷۴  
 ۹۷۵  
 ۹۷۶  
 ۹۷۷  
 ۹۷۸  
 ۹۷۹  
 ۹۸۰  
 ۹۸۱  
 ۹۸۲  
 ۹۸۳  
 ۹۸۴  
 ۹۸۵  
 ۹۸۶  
 ۹۸۷  
 ۹۸۸  
 ۹۸۹  
 ۹۹۰  
 ۹۹۱  
 ۹۹۲  
 ۹۹۳  
 ۹۹۴  
 ۹۹۵  
 ۹۹۶  
 ۹۹۷  
 ۹۹۸  
 ۹۹۹  
 ۱۰۰۰

چلے تھی زمرہ کی مہنہاں تھی  
 زمرہ کی ایسی تھی عبودہ گری  
 قرینے سے حقہ لگایا گیا  
 جہاندار کو حقے کا شغل تھا  
 غرض جب ہوا ختم شغل طعام  
 مع شہ وہاں سے گورنر آوٹھا  
 ہوئے کچھ خلوت میں مخفی کلام  
 بے شہ تحت کا اشارہ ہوا  
 کئی فیمل زرین عاری کے تھے  
 بڑا خیمہ تھا ایک شیشے کا  
 جب آئے داتا دہہ پیش لگا  
 کیا سیربان تا در خیمہ گھا  
 وہ بگتی تھی ایسی جو اہر نگار  
 نظر اوسکی منو پر ہرتی نہ تھی  
 جدا گانہ سوالہ گنین گھوڑیاں  
 سر و دم سے شتم تک جو زرہ ہوا  
 اشارہ جو کچھ راس کا پانگھین  
 کہاں تھی وہ بگتی کہاں ہوئی  
 دہوین کی بھی بگتی غرض گرد تھی  
 اوس کی دفر سے سواری پہری  
 کز ناؤ کے پل سے بھی ہو گیا  
 ہوا کی طرح ہو بنجی گی دیاں

ہر آنکھ کے مع چنبراک ڈال تھی  
 کہ خیمہ وہ تھا گنبد اختری  
 ہوا سبز جو پاس آیا گیا  
 فہرنگی تھے سرفروغ اکل غذا  
 اوٹھائے گئے چائے پانی کے جام  
 ہوا جلوہ انسر و زخوت سرا  
 پھر آئے وہاں تھا جو پھلا مقام  
 مع زمین زد آئے دس باد پا  
 ہوا دار لایق سواری کے تھے  
 فنا تو نہیں سب کار کشیر تھا  
 گورنر سے رخصت ہوئے بادشاہ  
 ہوئے رونق افروز بگتی میں شاہ  
 کہ چسپریہ چرخ برین تھانثار  
 طبیعت نظار سے بھرتی نہ تھی  
 مگر سبزہ رنگ آٹھ تھیں جو ریا  
 نہ تھیں گھوڑیاں و امین تھوڑا  
 عجب رنگ سالم کو دکھلا گیلین  
 ابھی تھی بھان یا ویاں ہو ہی  
 اوس آمد کے آگے وہ آورد تھی  
 سو باغ بادیمہاری پہری  
 گئی کوس کی خیمہ گھنٹک صدا  
 سحر گاہ تخت ردان تھا جہان

داتا گھڑا اور داتا گھڑا

داستان آمدن گورنر زمرہ دوم بچہ سلطانی

ہرے داخل بارگہ شہریار  
 لگے کھولنے اپنی اپنی کمر  
 لگانے لگے گہوڑے چاکر تمام  
 کمر باندھے حاضر تھے تھویدار  
 ہوئی شام پہان ہوا آفتاب  
 جہانیاں کو خاص سے فرصت ہوئی  
 خوش آواز تین لولیان اسقدر  
 بہت گوشمالی ہوئی ساز کو  
 بہر جب بجائو اوکھے بادشاہ  
 طالیہ کی اسوار پھرنے لگے  
 وہ آواز قریا تھی وہ بانگ کڑ  
 فلک سے برہتی تھی اس درخش  
 زمین فرط شہم سے تر ہو گئی  
 ہوئی خواب راحت سیویدار شاہ  
 ادا کر چکے جب نداد سحر  
 ندیم اور قواب حاضر ہوئے  
 گیا کوئی دانا سے درگاہ شاہ  
 یکایک چلی توپ دریا کے پار  
 ہزاروں تھے گرد سوار سیو  
 سواروں کے تھے باد پا خوش قدم  
 پہنکتی تھی وردی ہر اسوار کی  
 غرض لشکر شہن داخل ہوا  
 حد خیمہ گہ تک گئے بادشاہ

کئے بے ترون پر یاد می سوار  
 کھڑی کردی تلوار کھدی سپہر  
 کئے تھک پیل اوتار سی دکام  
 وہ کرتے تھے لعل و گھر کا شمار  
 پڑی چہرہ شب پر اجلی نقاب  
 بڑا خاصہ گانے کی صحبت ہوئی  
 کہ غش تھے ایک سب لاک پر  
 نہ پہونچے مگر اونکی آواز کو  
 ہوئے رونق افزا سو خواہ گاہ  
 پیادے کشکدار پھرنے لگے  
 کہ خوابیدگان عدم کو جگایے  
 کہ بہاری تھی سہلن سی آواز کوس  
 ہوئی رات آخر سحر ہو گئی  
 دیا حکم طیار ہو سب سپاہ  
 ہوا جلوہ وہ فریق پر تاج زر  
 سب ارکان وارباب حاضر ہوئے  
 گورنر کو لینے بعد فرو جاہ  
 ہوا خیمہ گھ سے گورنر سوار  
 فرنگی بھی عہدہ تھے بشمار  
 کمر بستہ تھے اہل خیل و حشم  
 چمک برق خاطر تھی تلوار کی  
 سو درگاہ شاہ مایل ہوا  
 اوسے لینگے جانب بارگاہ

لکھنؤ  
 بہار کی سب سے بڑی شہر



بدست اول ہوئی انجن  
 وہی چاہے پانی کی صحبت ہوئی  
 ہوئے سبکو تقسیم گوئے کے بار  
 ہو وقت خضت دیا ہوا شاہ  
 قبول او سکوار شاہ حضرت ہوا  
 گورنر گیا جانب خیمہ گاہ  
 سستی سب فی آواز کوس رحل  
 چرخ غول کے غول برتا و پیر  
 سب افسر تھے ہر اہی شاہ مین  
 گئے جب سے گئے مین بادشاہ  
 تھی ایک لختہ سواری و مان  
 کسی گاؤں کا اک نہ میندار تھا  
 سواروں سے نکلا بچا کر نظر  
 زمین چوم کر نذر دی شاہ کو  
 عنایت سے پوچھا تو کیا ہی کیوں  
 وہ بولا گشتیان سلامت رہین  
 نہیں دینے عامل حق خانہ زاد  
 گزارش یہ جب کر چکا داود خواہ  
 ابھی حکم ہو نیا و ناظم کو نام  
 کیا ساتھ دہقان کے اک چوہدار  
 بہر بحر مین سے ہو گئی جب زاد

گرا بختن تھی وہ رشک باختری  
 پڑا و سدن سے جلد آج وقت  
 گورنر سے پہلے و رشتہ ہوا  
 کہ چلے تھان سے سو شگاہ  
 او تھے اہل صحبت و خدمت ہوا  
 چلے شنگہ کی طرف بادشاہ  
 لرے خیمہ شاہ بالا سے نعل  
 چلی پیشتر فوج پیچھے بچہ  
 سلامی ہوئی ہر جگہ راہ مین  
 وہاں ایک تھا خیمہ بامین راہ  
 بدلو انیکو ڈاک کی گھوڑیاں  
 شمش سمدیدہ ناچار تھا  
 گیا پیش حضرت صفین چہر کر  
 پذیرا ہوئی شاہ ذبیحہ کو  
 بیان کر کہ یہ نذر لایا ہی کیوں  
 سلامت رہین تا قیامت رہین  
 جھاندار سے ہوں طلبکار واد  
 کسی خیمہ کو ہوا حکم شاہ  
 کہ کچھ اسکے حق سے نہیں ملو کام  
 روانہ ہوئے شاہ عالی وقار  
 گئے شمشیر مین نظر ادا

آمدن گورنر از کاہنہ پور و شگاہ و سامان ضیافتش بہار گاہ سلطانی  
 بلا جام ای ساسے مہربان کہ آتا ہی گھر مین مری مہمان

ہوئے داخل بارگاہ پیر  
 لگے کھڑا نہ دکھاؤں اوسے  
 مرے گہرین مہان وہ لطف آتھا  
 ہوا نیرے روزیوں حکم شاہ  
 جب اسطرح شہ کا اشارہ ہوا  
 جو دکان سادی تھی رنگین ہوئی  
 تمامی سے اکثر مند ہے سایان  
 کنول جھارے دکانوں میں تھے  
 سرراہ پیر تھے حوض آب  
 آوہر کا نہ پور سے گور نہ چلا  
 روانہ ہوئے شاہ کے المکار  
 گئے نیز گامی سے لائے اوسے  
 کیا اوسے جب شہر بین مقام  
 سرشام احکام سب کو گئے  
 انیران درگھ پیادے سوار  
 ہوئے شاہ حبوہ نافیل پر  
 زرویم کی ہر طرف تھی چاک  
 یہ کہتے تھے اہل تماشا بغور  
 جو سکہ پال اوسدن ہتھ وہ یہ نہیں  
 اس آد سے اوسدن سواری تھی  
 سواری میں اوس روز بھی کیا نہ تھا  
 غرض شہر کے تک گئے باوشتا  
 سواری کی آمد بھی دیر تک

نام خاستہ گزشتہ روز کا

کہ ہوئی ہے مہان کی خاطر عزیز  
 نے خدام صحبت پلاؤں اوسے  
 کہ دل وقت خصت یہیں چہوڑ جا  
 کہ آراستہ سب ہون بازار و راہ  
 اوسے روز سامان سارا ہوا  
 کنول جھارے سبکی ترنم ہوئی  
 ہوئے نور آگین سر رہ مکان  
 کلاس آئینے سایا نو میں تھے  
 ہجوم آب پاشوں کے تھے حجاب  
 پاتے خیام اوسکے بھی جا بجا  
 بہت عاقل وزیرک وہو شیار  
 بڑی نیکامی سے لائے اوسے  
 ہوا درگھ شاہ میں اتمام  
 سحر گاہ طیار سب ہو گئے  
 کمر باندھ کر آئے سب جان تیار  
 وہی تھا سواری میں سب کروفر  
 ہوئی زرفشانی سے پُر زمرک  
 کہ اوس دن تھے اور آج میں آپ  
 کہاں اونہیں اتنے تھے دُر یمن  
 یہ ہو دج نہ تھا یہ عازمی نہ تھی  
 تجل مگر آج کا سنا نہ تھا  
 پھرے اوسکو لیکر سوچی بارگاہ  
 ہم اس سے کہو گئی سب کی



دکھائے سلسلے پھر تیان پلیمان  
پس پیل جنگی لڑے کر گدن  
پہر دن رہی ختم صحبت ہوئی  
ہوئی روشنی اس قدر دن ہوا  
کئی دو پھر شب تو چوٹی امار  
وہی باد شہ نے ہر ایا گران

لڑے آتھ نو جوڑ پیل زمان  
لڑے بعد گیندوں کی جیتی ہرن  
مکرات کو پھر ضیافت ہوئی  
منور دل کور باطن ہو  
جہانیاں سے رخصت ہوئی قار  
کئی سو جواہر کی دین کشتیاں

کچھ چنانچہ  
کچھ کچھ  
موتی

بیان حال صحبت بادشاہ وندیمان  
شغل سخن گوئی و آرائشیں وغیرہ

پلا بھگو ای سائی ایسی شراب  
کرون گفتگو اس طرح ہو کے است  
مجھے ایسی تابشیر پیمانہ ہو  
سیاہی مرے قلب سے دور ہو  
پیون جام سے فکر سے غور سے  
زمین آسمان کا لکھون حال میں  
پس دعوت و رخصت یہاں  
تمام اہل دربار حاضر ہوئے  
جہان کا سر انجام ہونے لگا  
بے توبہ کام جاری ہوئے  
نذیموں کی صحبت شب و روز تھی  
خوش اخلاق تہی خوش بیا تہی ندیم  
لطافت ظرافت میں تھے انتخاب  
عجب اونکی تفریر میں تھا مزا  
سب ارکان تھے مغلوب غالب تھے  
وہ جاو و بیان تھے جو سب ذیوقا

کہ او تھ جائے چٹان ل سی حجاب  
کہ خوش ہوں مری بات سے محبت  
کہ جو بیت موزوں ہوستانہ ہو  
مے نظم سے سینہ پر نور ہو  
مکرنے پرے العجا اور سے  
کہوں ماجرا کے مدد سال میں  
ہوے بزم آرا خدیو جہان  
نمک خوار سرکار حاضر ہوئے  
مناسب ہر اک کام ہونے لگا  
وزارت میں احکام جاری ہوئے  
وہ دلچپ صحبت دل افروز تھی  
خردمند تھے راز دان تہی ندیم  
سوالوں میں تھے سب وہ حاضر ہوئے  
بجلا تے تھے عاشق کو غم بھر کا  
کہ سلطان سے یک جان و دو قلوب تھے  
نہ تھا اونکی دوری میں شہ کو قرا

نیک کو درختی کو در  
نیک کو درختی کو در  
نیک کو درختی کو در  
نیک کو درختی کو در

وہ پروانہ چشم رخسار ہے  
قبول دور نشان و برق و اسیر  
وہ گویا تھے غامضی و انوری  
رواقِ معانی کی بنیاد تھے  
ندیم ملک شاہ ملک سخن  
ہزاروں تھے فتنے کی آفتاب  
فلاطون عالم سیح الزمان  
تو چتر سے پانی بہاتے تھے وہ  
جما صورت ہر آبِ روان  
بر اسی مرض تھا تو اچھا ہوا  
کہ اعجاز عیسیٰ کہہ جاتے تھے وہ  
اوس پر ہوئی نیکنامی تمام  
بے کو بڑا کوئی کہتا نہیں  
مگر ختم اوس پر وزارت ہوئی  
بہت خیر اندیش درگاہ تھا  
وہ سب عہد میں اپنی ستیائیں  
صداؤں کی رشک مزا میر تھی  
درختوں سے گر پڑتی تھیں جانور  
بہ مشکل ہوئے تھے وہ سب ستیاب  
چٹا حسنے اؤنگو ہوا بقیار  
نوازندگان سر جو درباب  
وہ آگاہ آئندہ و حال تھے  
جو آہر رقم خان ہر ایک وین تھا

عجب اونکے ہاتھوں میں تھیں تو من  
 خطہ دست میں روشنی تھی کمال  
 صورت تھے جتنے سب استاد تھے  
 فزون حد سے تھی قوت دست و فہم  
 اوہوں نے کبھی نقشہ غور شید کا  
 فراہم تھے سب کا ملانِ جہان  
 مگر شہ کی تکمیل کا شاہیہ حال  
 سختی بہت گرو تھے شاہ کے  
 ولی اول و نون فکر کا شاہیہ حال  
 کئی شہ نے دیوان فرمایا تھے  
 زبان فصاحت بیان کا کلام  
 ابھی تک وہ غزلین ہیں درد زبان  
 وہ دیوان کہہ کر کبھی غنوی  
 بہت خوش بیانی سے مونی پر وہ  
 بعلی کہیں روزمرہ کہیں  
 وہ سب ماہ پیکر کے رنج و محن  
 کہا اس لطافت سے سب اجرا  
 پسند آئی وہ غنوی اس قدر  
 مگر شاہ نے یہ تکلف کیا  
 کیا تھا جو کچھ غنوی میں بیان  
 ملازم ہوئے فضل و پیر و جوان  
 ہر اک گلرخ و گلبدان اوغین تھی  
 عجب اونکر زیور جو اہر کے تھے

کہ تھا نور غور شید ہر حرف میں  
 و اس شب نار میں تھی ہلال  
 کئی اوغین تھی تھی ہزار و ہزار  
 کہ آسان تھی جنگو تصویر و ہم  
 او تار اجوش کو تو دن ہو گیا  
 بلیب و سخن سنج و را شکران  
 کہ لیتے تھے اصلاح اہل کمال  
 سخن سنج شاگرد تھے شاہ کے  
 نہ محاشل شہ کوئی نازک خیال  
 مع چند تصنیف چھپوا کر تھے  
 بہت تھا پسندیدہ خاص عام  
 نہیں تھی بھار سخن کو خزان  
 کبھی دوسری قیسری غنوی  
 کہ دار فتنہ دل جب کوں بنکر وہ  
 عجب حسن بدش سی پتین کہیں  
 پریشان ہونا پڑے سیمین  
 کہ نقش دل اہل عالم ہوا  
 کہ پڑھتے گئے لوگ شام و سحر  
 بنا یا رہس بھی او سی حال کا  
 دکھا دی وہ بیچ کر کے داستان  
 ملازم ہوئے سیکڑوں کو لیا  
 خطابی مگر سیمین اوغین تھی  
 پری کے لٹے پر جو اہر کے تھے

لعل و ہیکر میں رنگ  
 غنوی اس کا نقش تو تھیں  
 بود ۱۲

مزن سر اپا تھے سب مردوزن  
 کوئی اونین طاؤس جادو بنا  
 کئی مشاہد سے کئی دیو تھے  
 کئی عورتوں کی بری تہو خطاب  
 کوئی سرو قاست تھی تکر و تہی  
 کیسا کو بدر الدجے نام تھا  
 کوئی اونین تھا شاہ کوئی وزیر  
 کئی اونین تھو رمال تہو غیب دان  
 زن و مرد سب واقف کار تھے  
 رہس و ونون طیار شہ نے کیے  
 رہس مین ملازم جو بہن عورتین  
 بہت عاشق شاہ والا ہو مین  
 اونین مذکور انشکاری رہی  
 قصہ قتی قدیر جو خیر و سہی  
 غزالہ کو اکملوں سے الفت ہی  
 بہت شربت و صل یتی رہن

سکندر نامہ  
 محنت و مشق  
 بیان حال و سبب  
 قیود و احکام

جو اہر کے اوس کیل مین ہو رہن  
 کوئی آدمی شکل آہو بنا  
 نہ تھے دیو وہ رستم و گیو تھے  
 بڑے مردان مشتری تہو خطاب  
 کوئی اونین تھا تاجدار مہی  
 کوئی ماکہ پیکر و لارام تھا  
 رہس مین بھی تھا پیر جواہر سریر  
 کئی تھے سخن بیخ جادو بیان  
 اونین بردبان شہ کی اشارت تھے  
 جو قلعے سماعی تھے دکھلا دیے  
 عجب اون کے دلکی ہو مین حالتین  
 دل و جان سے مفتون و شیدا تھیں  
 غم عشق سے بھراری رہی  
 تو مہی سین شیفہ جسم کی  
 کیسا سر اپا محبت رہی  
 بہت تحکامی سے جیتی رہن

### داستان کتخدا می مرزا و لعل بھادر

جیسے آج درکار ہے وہ شراب  
 وہ جام مے ناب راحت ملے  
 کوئی رنگ نشہ ہویدا کرے  
 حجاب عروس بیان کیوں رہی  
 مگر مختصر مختصر ہو بیان  
 کئی بیٹوں کی شہ نے کین شادیان

جو سرخی مین ہو رشک جام شہا  
 کہ پینے مین بھی لطف شربت ملے  
 قلم شاخ مہندی کی پیدا کرے  
 پس پر وہ راز نہاں کیوں ہے  
 کہ دے لطف خم ساغر و ہستان  
 تمام اہل عالم کو تہن شادیان

برس دن سے جو رونکی قسم تھی  
 یہ ایک ایک انسان کو جو آدیا  
 دیتے خلعت اک اک کو ایسے گران  
 فقط عطر اویٹھا کیوں لاکھ من  
 مہینوں رہی روز بخت طعام  
 اگر برٹ سے دانت گر کر گئے  
 کرتے تھے جو تھر پڑے روشنی  
 وہ تھر مہراہ ستھہ بحساب  
 عجب حسن نقارہ خانوں میں تھا  
 سہرا باندھے تھے وہ زربفت سے  
 عجب عالم اہل دربار تھا  
 ہر اک کا خوشی سے عجب حال تھا  
 دل افروز تھی لال بار ادبھی  
 عجب انجن تھی عجب تھی ہر  
 قرینے سے مسند تھی نوشاہ کی  
 پریر و تہی ہر نوٹ لالہ فام  
 وہ باریک گلزار تہا پرہن  
 غضب کی تھی اون کا فرونگی ادا  
 زمانے میں اس طرح کی دہم تھی  
 فراہم تھے ہر قصر میں میمان  
 محل بادشاہ کے تھے سب ایک جا  
 محلدار سلطان شہنشاہ کی خوش  
 پس پردہ آئی جو چھٹی نوٹیں

نہ جوڑے کے ہمراہ تو راوی  
 نہ لنگزینین بوجھ سے کشتیاں  
 لیے جامہ ہستی مردوزن  
 گئے خواں لاکھوں فی خاص عام  
 نوکھائے سے لوگوں کے شہہ بھر گئے  
 ہزاروں جگہ حوض تھے روغنی  
 زمین پر بھی تھا گلستان کا جو آ  
 بہت کار زر شایانوں میں تھا  
 بلند اختر بخت سے کم نہ تھے  
 کہ جو تھا سراپا وہ گلزار تھا  
 مثال قبا رنگ رخ لال تھا  
 مع تحت و چتر جہان پروری  
 کہ گلزار تھے پر ہن زر نگار  
 وہیں نہیں جگہ شاہ و بجاہ کی  
 خوش آواز و خوش فاست و خوشخام  
 نمودار تھا جس سے گور ابدن  
 دل و دین تھے ہریک ادا پر فدا  
 کہ نوبت کی آواز سوہوم نہی  
 وہ ذریعہ تہن و شرف تہن  
 کہ حور دن سے تھا قصر حبت بھر  
 دکھاتی تہن جوین اورانی تہن  
 نو بولا کوئی کیا رقم سی نفس

[illegible]

میں نے فراموش نہیں کیا



عس  
میں نے جو کچھ  
کہا ہے وہ سب  
سچ ہے

رہوئے سے بولی کوئی ناز نہیں  
اب آئندہ اس بات پر کان نہ  
ہراک دوسری یون تہی نغمہ سرا  
وہ تھا سحر گانا بجانا نہ تھا  
عجب اونٹین تھیں گریسا شوخیاں  
ریا حال یہ الغرض رات بھر  
مبارک ہو دو لہا برآمد ہوا  
وہ چہرہ وہ ہر مین و خوش آب  
عیان جب ہوئی شان نوشاہ کی  
غرض داخل بزم دولہا ہوا  
ہوا حکم اسوار ہوں سب محل  
خواتین ہو مین مخلونین سوار  
ہوئے زیب وہ قیل پر مہر و ماہ  
سب ارباب محفل ہوئی جب سوار  
کہان بڑھ کے جانے کہ رستہ تھا  
جلوس اس قور نہانہ تھی جسکی حد  
چپ درست تھی پلٹو نکی قہطار  
وہ گلزار چورے تھے جیسا ب  
زرافشان جو تھی ہر طرف دست شاہ  
صدائیں تھیں بایو نکی تا آسمان  
گئے اس طرح تمام مکان عروس  
وہاں بھی ہراک چیز مشاہدہ تھی  
جب آراستہ بزم عشرت ہوئی

کہ یہ چہرہ و مہر پان اچھو نہیں  
کہ تیلی رنگین بیگی پان ہوں  
کہ یہ خود تھے ارباب دولت سرا  
وہ تھی دلفریبی تہا نہ تھا  
کہ کبیل تھے سب بی بیو کی میان  
ہوا شور نا گاہ وقت سحر  
عجب ماہ سیا برآمد ہوا  
ستارہ نکی پردے میں تہا ماساب  
تو کم ہو گئی روشنی ماہ کی  
سرا کھین حسن و وفا ہوا  
کہ تاخیر کا یہ نہیں اب محل  
رہنیں پسین بھی چلین بشار  
سوراستہ نوشاہ باکین کو شاہ  
دور وہ کھرے ہو گئے سب سوار  
وہاں کے مکان ملک جانا پرا  
سنہرے رو پہلو تھے لاکھوں عدد  
ہزاروں ہو آگے سوار اہلکار  
توپر تو سے تہا مہر جام شہاب  
تو اس روز سب سرخ تہا فرش راہ  
پے دید آئے تھے پیر و جوان  
متو بہت تہا مکان عروس  
کنول چہارے زینت خانہ تھی  
ہوا عقد و ماد فرمت ہوئی

سبک سلامت کی گنجی خدا  
 مہینو نسو آراستہ تھا جسمین  
 زرد و سیم کے طرف تھے ہمیشہ  
 ہزاروں تھے صندوق ملبوس زر  
 غرض ہو گئی شام اس خالقین  
 سر شام رخصت ہوئی جب برات  
 کہاں تک ہوا دس روشنی کا بیان  
 در شاہ تک جب سواری گئی  
 وہ وہ لہا و لہن غیرت مہر و ماہ  
 پس عقد بھی جشن و سنن رہا  
 دو گلیر من کب بلب ہو گئے

سبک سلامت کی گنجی خدا  
 راہ کد کد کے آیا جسمین  
 چہر کھٹ کئی تھے جو اہر نگار  
 ہزاروں تھے پیل و شتر بارور  
 وہن نے کیا جلوہ سکسکال میں  
 تجلی سے شک تہا یمن جو کہ رات  
 نظر آتی تھیں راہ میں چو تہا یمن  
 محل میں سواری اوتاری گئی  
 ہوئے رونق افروز آرام گاہ  
 مورخ نے تاریخ میں یہ کہا  
 دو نور شنید و ایک اب ہو گئے

### حال قصہ باغ

گلانی پلا ساتھ گلبدن  
 قرینے سے خوبی سے معمول سے  
 ذرا جام مے کی دکھا دی بہار  
 دل افروز مہیا کے گنگام ہو  
 سر تخت جب شہ نے رکھا قدم  
 رہی او سمن مزدور تا پنج سال  
 وہ گلزار پہو لون سی سحر مہا  
 نہ تھا کوئی گلزار ایسا کہین  
 وہ تھا باغ یون رنگ مین چین  
 وسیع و کشادہ وہ تھا بوستان  
 فرشتے بھی کہتے تھے کیا باغ ہی

نظر آئے تا مجھو سیر چین  
 پیالے کو لبریز کر پہول سے  
 کہ ہو جائیں گنگام سب بادہ خوار  
 گل لالہ سے خوبتر جام ہو  
 بنا قیصری باغ زرشک ارم  
 مع باغبان ہو گئے گسب نہال  
 گل اندام ایک ایک فروز تہا  
 کہ دنیا میں تھا وہ بہشت برین  
 شب ماہ کا لطف تھا دہو یمن  
 مثال دل صاحب بہشت ان  
 گلستان جنت ہے یا باغ ہے

و قصہ باغی و باغی  
 و قصہ باغی و باغی  
 و قصہ باغی و باغی  
 و قصہ باغی و باغی

عجیب غریب تھے اوسمین تمام  
 وہ کوئی چوتھی سنگ مرمر کی تھی  
 وہ ہندک کہ دن پر ہوشک (نک)  
 بہار اوسمین پابند تھی اس طرح  
 تصاویر سنگی کی کچھ خدہ تھی  
 بل نہ تھا اس طرح جلوہ گر  
 خم بل سے یہ دل کو آیا خیال  
 ہوا دیکھ کر بل کو یہ دل میں شک  
 ہر انسان کو بل پر ہوا یہ گمان  
 غرض حکم سلطان سے پہلے تھے  
 یہ تھا حکم خون غیرت ارغوان  
 نزاردن کئے باغین مردوزن  
 ہنگام کی صورت خدا داد تھی  
 دکابن پر تلکف کے سامان تھی  
 دوسری سفیدی میں تھی حیرت  
 یہ تا غیر بخشین جو منہ لال ہو  
 معطر ہر اک خوان یا لودہ تھا  
 سبد گل کر کہو ہوئی گل فروش  
 معطر برب بار پہلے کے ہیں  
 جھکے دکھائی تھیں سب کیرن  
 شب آفت کی تھی دن جوانی کی تھی  
 گریبان وہ کرتی میں آفت بلا  
 قیامت کے دیدے تھی خدا و بہر

سکاٹ صبر سے مانند دار السلام  
 وہ بار اور سی لال پتھر کی تھی  
 طیش میں بھی نہا لطف برسات  
 کہ پوند تھا شاخ میں جھڑجھڑ  
 کہاں اوسمین خشت زبرد تھی  
 کہ ہی کھٹان جس طرح جھڑجھڑ  
 کہ اوڑا ہے بام فلک سی ہلال  
 کہ ہی شائے ریش پر فلک  
 کہ درزش کو خم ہے کوئی پہلوان  
 کئی سال کو گونے ریتے ہوئے  
 لباس تن لعل و پیر و جوان  
 مگر سب کے گلزب تھے ہر سن  
 تبولن تھی جو وہ پیر زاد تھی  
 بہت خوب تر پستی پان سے  
 خط عارض سیمبر جس طرح  
 سخن گو ہو جیسی زبان لال ہو  
 گلاب اور کیورے آلودہ تھا  
 سناتی تھی خون مثل لعل جوش  
 پہن لو بھی لطف پہلے کی میں  
 دکابن لگائے خیابان میں  
 لباس بدن کا مدانی کے سے  
 کہ دیوانہ جبر ہوا چتا بھلا  
 بلا قیامت سے کات پر رنک سے

وہ اٹلس کو لشکر وہ اٹلس کی گولہ  
 سناقتی تہین ہر دم لب لال سی  
 فراہم جو تہین لوگیاں بجا ب  
 کوئی مہر طلعت کوئی سہ جین  
 وہ سب ولفریب و دلا رام تہین  
 ہر اک پیر سن رشاک گلزار تہا  
 شہابی دو چتر بھی تہو زیب تن  
 غرض مرد و زن کا بھی حال تہا  
 پے لیسیر لوگ آئے تھے دور سے  
 یس پر وہ بیٹھیں تھیں سب سگین  
 رنگیلی تہین مغلانیاں بھی تمام  
 رہیں مین تھے سب زہرہ و شتر می  
 عجب رنگ سے پہولی تھی وہ فق  
 شہابی جو تھا جاسہ بادشاہ  
 عزیزان سلطان جمشید فر  
 نہ تھے لوگ غمگین نہ دل تنگ تھو  
 زمانیکو ورد زبان تھی یہ بات  
 کیا ہے بیان جب طرح سب حال

کہ دیکھے تو انسان  
 کہ شربت کو مین شکر ہی قال سے  
 کھلے تھے گل بوستان شباب  
 کوئی زہرہ و شتر بھی کوئی ناؤ مین  
 وہ سب غیرت سر و گلخام تہین  
 کوئی شتر ہی کوئی گلزار تہا  
 گلابی بھی تھے سیکڑون پیر مین  
 زمین سرخ تھی آسمان لال تہا  
 بنارس سے شہر جو پنور سے  
 ہر اک قصر مین تہین ہر ایوان مین  
 کینہ مین خواص مین تہین سب لالہ ام  
 تن حور مین تہا لباس پر ہی  
 کہ تہا رنگ روی شفق جس سو فی  
 مصاحب تھی عمرنگ ظن آ کہ  
 سراپا تھے عمرنگ مہر سحر  
 جہان تک تھے انسان کیز گاہ تھے  
 یہ دو مہا سلامت رہی یہ برات  
 اسی طرح میلے ہوئے جت رسال

### داستان عدالت بادشاہ

یلا ساقی ایسی مے لالہ گون  
 بیان سخن مین چلی یون زبان  
 یہاں تک ہو بھر طبیعت کو خوش  
 کہین تھے نجین اہل زمین

کہ نقشے مین جیکے رہون سرنگون  
 کہ گٹ جائے غیرت سے ابوان  
 کہ پہونچے سچھر برین ہر خوش  
 ملاک فلک پر کہین آفرین

پسندیدہ ہے کار مردانگی  
 اہلالت سے زندہ ہی نوشیروان  
 خدائی جہان ہی عدالت پسند  
 عجب سلطنت تھی عجب تختگاہ  
 الہی جہان ہوشہ خوش خصال  
 سر تخت تھے شاہ انجم سپاہ  
 بہت داد گستر تھے شاہ زمان

ایک دفعہ ایک شخص نے

خدا کو یہ کہتا تھا کہ اے السلام  
 عدالت ہے فوج بقا کا  
 عدالت ہے بنیاد نام ملت  
 وہی اب ہی جیسی تھی جب تختگاہ  
 سلامت رہیں تا صد و سب سال  
 وہ بے فوج بھی ہیں ملک بارگاہ  
 زمانہ وہ تھا عہد نوشیروان

### حکایت دریا پیکار

ہوا خون اک شخص کا ناگمان  
 یہ مجھ سے احوال قاتل کھلا  
 غرض رات گزری ہوئی جب سحر  
 خبر جب سستی تو قیامت ہوئی  
 ہوا چہرہ شاہ غصے میں لال  
 یہ ارشاد منہ سے کیا عین میں  
 تہ تخت اب خون ہونے لگے  
 یہاں جب یہ احوال ہر ظلم کا  
 یہاں تک ہیں غفلت میں الٹا  
 شاہ کہ یہ گہر آب کھاتی ہیں سب  
 میں اپنی طبیعت سے مجھ رہوں  
 نہیں مہلت اک روز تیرید سے  
 دیا اس لیے کل اونہیں اختیار  
 اونہوں نے بھی کین غفلتیں مستدر  
 مجھے آج پہنچا ہے حد یہ کمال

فریب در بادشاہ زمان  
 کہ باشندہ تھادہ کسی گالوں کا  
 سنائی گئی بادشاہ کو خبر  
 تمام اہلکاروں پر آفت ہوئی  
 بے خون مقتول آیا جلال  
 کہ یہ غفلتیں ہیں کھلا اب ہمیں  
 کبیر خشم بیدا ہونے لگے  
 ممالک میں تو اور ہو گا سوا  
 کہ اصلاً نہیں خوف پروردگار  
 بے تخت سجد گر اسے ہیں سب  
 وہ بھیخیر ہے جس سے معذور ہوں  
 فقط زلیت ہے حق کی ناید سے  
 کہ آئے ذرا میرے دلو قرار  
 کہ ہونے لگے خون دروازی پر  
 بہت اس خبر سے ہیں رنج و مال

۱۱۰  
 اعلیٰ اسرار و اعلیٰ اسرار کی کوٹ ہو  
 ناظر ہر اک کی اجل آئی ہو  
 جب اس طرح ارشاد سلطان ہوا  
 اسی وقت لشکر روانہ ہوا  
 مکان کوٹ سب کھو دیا لے گئے  
 غرض جب گرفتار قاتل ہوا  
 لیاشام کو خون کا انتقام

نور ہو نہ زمین جہان وہ گنہگار ہو  
 نہ کھائیں گے خاصا قسم کھائی ہو  
 ہر اک شخص لرزان و ترسان ہوا  
 منور اور اسکا تھکا نا ہو  
 جو تے اہل شر وہ نکالے گئے  
 خبر سنکے خوش شاہ کا دل ہوا  
 کیا فوش اوس وقت شدہ طعام

✓ حکایت در باب عدل

کسی طرح حضرت کو غفلت نہ تھی  
 سنا شاہ نے جسکی فریاد کو  
 یہ دین ہے اک روز کا ناجرا  
 بہت خوبصورت نہایت حسین  
 عجب بھولی بھولی تھی ہر ایک بات  
 سمدیدہ تھا بخششوں سے پیر  
 در عشق منزل تک آنے لگا  
 نہ پہونچا کہان کس کی منت نہ کی  
 رہا سال بھر تک وہ لڑکا حراب  
 نہ پایا کہین گو ہر مدح  
 خبر سب سے لیتا رہا بات میں  
 قضا ہوا اور صبح گاہ  
 صاحب سچے ساتھ اور چو کوچہ  
 ادھر تاک میں تو وہ لڑکا ہی تھا  
 سپاہی نے رو کا کہان جالیگا

کہان بانگ کو س عدالت نہ تھی  
 اوسی وقت پہونچا دیاد کو  
 کہ تھا ایک لڑکا اک انبوار کا  
 بہان ملک کہ تھا مثل ماہ مبین  
 کہ سن سنکے کتے تھے سب انفات  
 پئے داو خواہی اوٹھا تھا پسیر  
 امیرون کے ہی پاس جاسے لگا  
 کسی نے پراوسکی سماعت نہ کی  
 ہوا افس غم سے سینہ کباب  
 ارادہ کیا خدمت شاہ کا  
 شب و روز رہنے لگا گاتین  
 گئے فیضی باغ میں بادشاہ  
 غرض اوسکڑی لوگ تہی خاص خاص  
 در باغ میں رہنے لگے گیس  
 بڑھیک قدم تو سزا پا لگا

و میرا نہ اڑنے دیا یہ جواب  
 بحث روکتا ہے تو اس دم مجھے  
 یہ کہتا ہوا وہ گیا باغ میں  
 وہ تھار شک گل اور مہتا گنڈار  
 پہنچ کر وہ شہ کے قدم پر گرا  
 مگر خوف سے زرد ہونے لگا  
 ہوا سوچ زن بہر الطاف شاہ  
 کہا اوس سے احوال اظہار کر  
 وہ طفل آہ سینے سے بہرے لگا  
 کہ مہتا جا کر شاہ میرا پدر  
 لازم جو شہ کے سوار و نہیں تھا  
 پڑی ایک گولی جو ہنگام جنگ  
 ہوا وہ تو زخمی دم کارزار  
 اوسے بے خطا بر طرف کر دیا  
 اوسے رخصت کوئی خواری کیا  
 لڑائی میں گولی پڑی پاؤں پر  
 وہ بچارہ زخمی پریشان ہوا  
 مہرے چھوٹے دو بہانی میں ایک ان  
 نہیں طاقت اتنی کہ جائے کہیں  
 شب و روز فاقے گنتے ہیں اب  
 برس دن سے برباد ہے خانہ زاد  
 سنے کون کی کوئی تھے سے ہوش  
 یہ کہہ کر جو وہ طفل گریان ہوا

کہ ہون کا دم شاہ والا جناب  
 بلائے میں سلطان عالم مجھے  
 کیا در سے شل ہوا باغ میں  
 خیابان میں آیا برباد بچار  
 کئی مرتبہ گرد حضرت پھرا  
 حضور جہاندار روئے لگا  
 غایت سے کی اوس پسر بنگاہ  
 کہ سے مضطرب کس لگی اس قدر  
 مگر حال دل عرض کرنے لگا  
 ملک خوار حضرت رہا عمر پھر  
 لڑائی میں ہوا دھنم گت  
 او مہتا بہت مدد بہا لنگ  
 گر مل گیا بخشین کو شکار  
 حق صاحب حق تلف کر دیا  
 کسی اور کا کسم جاری کیا  
 لگا تیر تھے بہان جگر  
 نفسیوں کی گردش سے حیران ہوا  
 پدر زخم پائے ہوا ناتوان  
 مقدر کو پھر از مائے کہیں  
 صعوبت سے الحفال مرقی میں اب  
 ندی اہلکاران شاہی نے دا د  
 کہ ہے پندہ عطر غفلت بہ گوش  
 اوسی وقت ارشاد سلطان ہوا

کہ بخشگری میں اسے لیکے جاؤ  
 اس سے ایک گہوارہ اعنایت کیا  
 غرض شاہ کو جبکی پہونچی خبر  
 نہ پہونچے خبر تو سے کیا اختیار

ابھی اسکے چہرے کو بتو  
 اسے اس سلطان نے زور بھی دیا  
 ہوا اپنے مطلب سے وہ بہرہ ور  
 اگر لاکھ عادل ہو یا ہوشیار

### حکایت دریا بادل

بنافیرہ باغ کی جب پری  
 ہزاروں مکان باغ میں آگئے  
 وہاں اک ضعیفہ کی ہتی جو پری  
 دل تنگ سے ہی وہ ہتی تنگ تر  
 بہت اسکو زرشاہ دیتا رہی  
 بہت لوگ جاچا کے عاجز ہوئے  
 شامانی ضعیفہ نے ہرگز یہ بات  
 نہ ہی جسم سلطان غالی ہنم  
 اوشاہ نے اس سے زور یہ کیا نہ تھا  
 گہرا اسکا اوسی طرح رہنے دیا  
 وہ گہرا گیا دریاں چمن  
 سینکڑا شہ نے خوان غذا  
 نہین حد الطاف شاہ زمان

بے حد دیوار بیرق گری  
 گہروں کے مگر دام سب پاگور  
 وہ پالیش باغ میں آپری  
 شرف اسکو ہتا گورتا یک پر  
 بر غبت رضا اوس سے لیتے رہی  
 بہت اسکو سمجھا کی عاجز ہوئی  
 نہ کی جانب سیم و زرافات  
 رہا حال سرتاب پہ ہی کرم  
 مگر دل دکھانا گوارا نہ تھا  
 اذیت ندی باغ بنوا لیا  
 اوسی گھر میں بیٹھی رہی پیرزن  
 دو شاہ زمستان میں بھجوا دیا  
 خطاوار پر ہی رہے مہربان

### حکایت دریا بادل

کسی گاؤں میں تھا کوئی چودہری  
 مسلمان تھا صاحب مال تھا  
 وہاں ایک تھی بہت حلوا فروش  
 بہت تھی خیمہ بہت نازنین

بنانی تھی ایک اوسنے باراوی  
 جوان بخت تھا وہ جوان سیال تھا  
 مگر تھی وہ غارتگر عقل و ہوش  
 ابھی تھی لچھو قی لب شکرین

چو شاہ سلطان  
 خاں و خانہ خورشیدی



نظر آگئی او سکوجب وہ پری  
 اور ہانے لگا روز رنج و تعب  
 کسی طرح وہ ہاتھ آتی نہ تھی  
 ترقی ہوئی شوق کو ہر گھڑی  
 شب و روز جب اشکباری ہوئی  
 دل مضطرب کو نہ آیا جو صبر  
 بہت اوسکے ہاں باب نالان ہوئے  
 عزیز اقربا اوسکے یک جا ہوئے  
 غرض صدم سبے باندھی کمر  
 قفسار اگلے ستے شد داد گر  
 پہرے باغ سے جب گھڑی بادشاہ  
 کہ سلطان عالم سلامت رہیں  
 وہ ہائی سے لوگے خانہ زاد  
 نہ بردست نے ظلم پہر کیا  
 سنا جب گھڑی نالہ داد خواہ  
 گئے حکم شدہ سکے دوا بلکار  
 غرض جا کے لوگوں نے دیکھا وہاں  
 اوسی وقت عرضی لکھی شاہ کو  
 ہوا حکم اوسکو کروئے نشان  
 گرفتار وہ چودہری ہو گیا  
 آگئی بیٹی حلوائی کی اپنے گھر

برقعہ لکھی  
 لکھی بیٹی لکھی  
 لکھی بیٹی لکھی

گرفتار آگئی ہو چودہری  
 ہوئی تلکامی ہے قند لب  
 کبھی شکل اوسکو دکھاتی نہ تھی  
 ہم اشک کی لگ گئی اک جہری  
 بہت روح کو بیقرار سی ہوئی  
 اوسے اپنے گھر میں وہ لایا بھر  
 بہت چاک غم سے گریبان ہوئے  
 کہ ہم قوم میں اپنی رسوا ہوئے  
 پئے داد ہوئے ویر شاہ پر  
 سو بادشاہ باغ وقت سحر  
 ہوئے نالہ کش راہ میں داد خواہ  
 نگہبان عالم سلامت رہیں  
 چھٹی بہت ناگوارانا مراد  
 نہیں علم کیا حال و خیر کیا  
 پئے داد سکین ہوا حکم شاہ  
 گئے ساتھ اوسکے یاد سے سوار  
 کہ شہ صورت قفسر شاہی مکان  
 کہ اس باب میں جو کچھ ارشاد ہو  
 غرض کہو دوا لگیا وہ مکان  
 نصیباً جو بیدار تھا سو گیا  
 ہوئی شاہ مادر ہوا خوش پیر

### حکایت در باب ل

وہی بادشاہ زمان داد گر کہ بیٹے اگر کرے داد پر

تو ہوتا تھا پاس کچھ شاہ کو  
 ہوئی رو بکار ہی بڑی ایک دن  
 کسی چاچھانوں کے تھے چند باغ  
 یہ تو اسم ہر صاحب بوستان  
 ہر اک باغ میں تھے کئی سو شجر  
 غریبوں کو تھی اون سے الفت  
 تنہا لون سے دل ونگو خورندہ تھے  
 محل کی تھی جاگیر میں وہ زمین  
 دل شاہ الفت سے پامال تھا  
 بہت اوس محل کی جو تو قبر تھی  
 غرض تھا جو داروغہ جاگیر کا  
 چھانوں سے اوسکو خصوصیت ہوئی  
 غریب اور ناچار او نہیں جانکر  
 پریشان ہوئے سب آفت نصیب  
 وہ جانا او دہر کا ستم ہو گیا  
 بہت خاک عاجزا اور ایا کئے  
 بہت اہلکاروں سے فریاد کی  
 ہر راہ حضرت کو دی عرضداشت  
 وہ عرضی پڑھی جگہ ہی شاہ نے  
 ہوئے داخل عشق منزل جو شاہ  
 گئے لیکے اسناد وہ اہلکار  
 جب اسناد سب سن چکے بادشاہ  
 کہ دخل اس میں ہرگز محل کو نہیں

محل ہو کہ بہا  
 غریبوں کی قسمت لڑی ایک دن  
 کہ تھے وہ او نہیں وجہ تو تفرغ  
 براسیم خان و جاگیر خان  
 وہ شاداب ہو اور تھے بارور  
 او نہیں دیکھ کر ہوتے تھے وہ نہال  
 او نہیں وہ شجر مثل فرزند تھے  
 محل خود خاتون پر وہ نشین  
 سلیمان و بلقیس کا حال تھا  
 بہت دور تک حد جاگیر تھی  
 حد باغ پر اوس سے جھگڑا ہوا  
 بے ظلم ہادی حکومت ہوئی  
 کیا قبضہ داروغہ نے باغ پر  
 گئے اہلکاران شہ کے قریب  
 کہ ہر محل نشان قلم ہو گیا  
 ندیموں کو بھی پاس جایا کئے  
 نہ پائی مگر داد بیدا کی  
 کہ ہو باغ کی سر زمین داگدشت  
 سنی اون غریبوں کی اللہ نے  
 بلائے گئے پیشتر داد خواہ  
 کہ تھا جکو جاگیر کا اختیار  
 تو کی دستخط عرضے داد خواہ  
 یہ خارج ہے جاگیر سے سب زمین

سداقت کو موجہ اسناد ہین  
 محل نے سنی یہ خبر ناگہان  
 کہا جا کے شہ سے یہ میرا ہی باغ  
 ہوا دل کو اس غم سے صد مکمال  
 تم اوپر کر دے اگر التفات  
 کہا شہ نے سرگزید ہونا نہیں  
 سند باس رکھتے ہین وہ باغ کی  
 محل کچہ رعایا سے پیارا نہیں  
 غرض تین دن تک بکھڑا رہا  
 محل کو غم آگین کیا شاہ نے  
 درختوں کی قیمت او نہیں مل گئی  
 عدالت کی باتن تو ہین بے شمار  
 سنی شہ نے جن لہ کش کی صدا  
 مگر اہلکاروں نے روکی تھی راہ  
 جو پہونچی تو مطلب براری ہوئی

سزاوار باغ اہل فرما دہری  
 دیان کا کیا قصد شہ سے جہان  
 او نہیں باغ تمنے دیا مجھ کو داغ  
 کہ میرا نہیں شاہ کو کچہ خیال  
 شبک اسمین ہو جائیگی میزی بہت  
 پسندیدہ مجھ کو یہ ردنا نہیں  
 دوا کیا تمہارے غم دواغ کی  
 ہین ایسی خاطر گوارا نہیں  
 محل نے نہ کہا فی کئی دن غذا  
 او نہیں باغ دلوا دیا شاہ نے  
 ملی داؤ دل کلفت دل گئی  
 لکھی ہین مگر مختصر پانچ چار  
 تو انصاف اوسکا اوسو دم کیا  
 پہونچی نہ تھی عرصے دوا خواہ  
 اوسو دم اویس وقت جاری ہوئی

### بیان سخاوت بادشاہ

سخاوت سے ہوتا ہے دنیا میں نام  
 سخاوت سے حاتم ہوا نامور  
 سخاوت ہے آوازہ کو س ذات  
 سخی نام سلطان عالم ہوا  
 فراوان دیا مال گنج خطیر  
 وہ مہت نہی یہ بھی بہت کم ہوا  
 امیرون کو موتی کے مارے دے

سخاوت سے بنتے ہین بعضی کو کام  
 سخاوت ہے تیغ بلا کی سپہ  
 سخاوت سے عطر لباس حیات  
 زمانے سے گننام حاتم ہوا  
 غنی ہو گئے مینواؤ فقیر  
 کہ جام گدا ساغر جسم ہوا  
 غریبوں کو لاکھوں دوشالے دے

تو ہونا بہتے کوئیں شاہ درخشین  
 تھی سے سے شاعرون سی اگر  
 دیا اہل عالم کو زرب حساب  
 کبھی زرد یا گاہ رستہ دیے  
 زرد و سیم سے سب کے گھر بھر دیے  
 جسے زرد دیا حد سے افزون دیا  
 لکھو لگا جو مخلوق کی جاگیر کو  
 ندیموں کو پہناے ایسے لباس  
 جو پورو دہلی میں جاگیر دے  
 ہوا دار بجھ دیے زرد نگار  
 دیے اسب لاکھوں بسا زویراق  
 دیے اتنے درباریوں کو خطاب  
 سخاوت کو یوں ختم شدہ فرمایا  
 یہ ادنیٰ ہر اک بذل شاہ زمان

کہ زربہ گفت بچہ ہر  
 تولد وادے پہل بعل و گھر  
 ہر اک ڈرے کو کر دیا آفتاب  
 عرض چین دل کو نہ تھا دوست  
 جو اہر کے محبوں کو زیور دیے  
 کہ ایک ایک کو گنج قارون دیا  
 تو ہو جائیگا طول تحریر کو  
 کہ ویسے نہ تھے بادشاہوں کی پاس  
 ندیموں کو کیا کیا نہ تو قیرونی  
 دیے ہر وجہ و پیل ہی ہیشمار  
 پری حسن میں چال میں تھو براق  
 کہ دقت ہو گئیے جو فرد حساب  
 فرنگی کو ملک اودہ دے دیا  
 زمانیکہ ہے یاد یہ داستان

لے  
 زربہ عالم درویش  
 نظام الدولہ کا بیٹا  
 جاگیر غایت شاہ جوئی

حال رضی الدولہ وغیرہ

برائے سے جو پہلے مذہبان چند  
 بہت پیار کرتے تھے حضرت ابو  
 وہ تھے مورد لطف شہ جزو کل  
 غایت جو حضرت فی کی بیکران  
 کرم اوان ندیموں پر ایسا کیا  
 ہر اک بات بھی اونکی منظور کی  
 دہان دلب شاہ والا وہ تھے  
 جو اہر خزانہ دیا شاہ نے

بہت اہل شوکت تھے وہ خود پہلے  
 مراتب کے تھے غایت اونہیں  
 کہ ہو ہو گیا تھا ہر اک خار گل  
 کیا سنگرزون کو کوہ گران  
 کہ ایک ایک قطرے کو دریا کیا  
 چراغون کو دی روشنی طور کی  
 زبان جہاندار گویا وہ تھے  
 اونہیں کان۔ خد سبج و سمان

ملہ اور قیادت  
شر

خطا ایک سے کہتے ہوئی ناگمان  
ہوئے واقف جرم ہر چند شاہ  
زہے رحم مدد نہ گوارا کیا  
مگر لیکہ وہ جو فرومایہ تھا  
نہ لایا جو وہ وہاں میں حکم شاہ  
منعقد ہوئے سب سے شاہ دین  
اویسی کے جو تھے واسطہ دار سب  
مخالفت جو چرخ کہیں ہو گیا  
ہوئے قہر سلطان سے جب اسیر  
پس ہفتہ پہر رحم سلطان ہوا  
کہ اب بھی کریں کوئی اہل خطا  
یہی جائیں وہ سب مری شہر سے  
گلابی جو ہرے دیئے ہیں اوہ نہیں  
زمر و گہر اعلیٰ یا قوت زور  
نہ سہ نام ہرگز کوئی ضبط کا  
غرض تھہرے وہ نگاہ سے گئے  
زہے بخشش و رحمت یا و شاہ  
وہ آغاز تھا عہد اقبال کا  
سخت و کھین دس برس کی جو ہم  
حد بذل سلطان ہے کارِ محال  
کسی طرح ممکن نہیں اسے صغیر  
کسی سے بھی انجم شادی ہوئی

شب الوداع  
وجہ الوداع

کیا کوئی کار فرما یگان  
نہ پہری مگر غافل کی نگاہ  
بے اعتدال فقیر اشار کیا  
بجھوڑی کسی طرح راہ خطا  
وہاں لگا رنگ بخت سیاہ  
ہوا بھر تھر و غضب موج زن  
ہوئے ساتھ اس کے گرفتار سب  
توشت وہ سارا ہرن ہو گیا  
طاوڑ بکوزندان میں فرش حصیر  
یہ ارشاد بہر اسیران ہوا  
نہ مابین تو مجلس سے کرد و رہا  
بچا جائیں جان آفت و قہر سے  
جو غفلت غنات کئی ہیں اوہ نہیں  
نہوں ضبط یجا میں سب لاو کر  
کہ جو حکم ہوتے دیا وہ دیا  
مع سیم و زر جانے والے گئے  
دیا زر بجا سے سراسرے گناہ  
کہ اہل خطا پر ہوئی یہ عطا  
تو کا فذ کے جسے ہوں جید ہم  
گئے سوچ و رہا کوئی کیا محال  
کہ درے سے ہو مع ہر منیر  
کہاں ہو سمجھ کیا انحصار ہی ہوئی

ایرون کوئی نہ احوال مجمل مع حال صاحب کمالان

کہاں ہے تو اسے ساقی نکلا  
 لئے آبِ حیات پلا دے مجھے  
 بے جامِ بادہ تامل نہ کر  
 یہ خشمِ خانہ ماتم سراسے مجھے  
 پئے اگر عرضِ مقبول ہو  
 کہیں دل کو آرام ملتا نہیں  
 غمِ ہجرِ بادہ جو مر آن ہے  
 غمِ ہجر سے بچا لے مجھے  
 زبے شاہِ ماہِ نجومِ شہان  
 کوئی عہدِ دولت میں ٹھیک تھا  
 نہ چارہ نہ تھا چراغِ گدا  
 پریشانِ سناجھی نہ تھا دل کوئی  
 عجب عہدِ دولت میں تھا سکون  
 یہ حالِ جہان ہر محرم میں تھا  
 میانِ محلِ ذکر و ناکِ ہجوم  
 کنولِ جھاڑ سے عالمِ نور تھا  
 یہ تقسیمِ ادنیٰ سی تھی بات تھی  
 سوائے محترم یہ احوال تھا  
 ننونِ عطر کا صفتِ مخلوق میں تھا  
 بنتِ پانچو نہیں بہانِ ملکِ ملی  
 فلکِ پست تھا اولیٰ اکرام سے  
 عجب سیرِ چشمی تھی ہر ایک کو  
 زمانیکو تھا عیش و راحت سی کام

کہ لبریز ہوتا ہے جسمِ حیات  
 میں ہوں طالبِ جانِ جلاوی مجھے  
 چراغِ طلبگار کو گل نہ کر  
 تری ذات کا آسرا ہے مجھے  
 تو داغِ جگر جو ہے وہ بہول ہو  
 کہ شیشے سے اب جامِ ملتا نہیں  
 دلِ آفت میں اندوہ میں جان ہے  
 پلا دے پیالے پیالے مجھے  
 ہلالِ اودہ آفتابِ جہان  
 کوئی آدمی نا تو ان میں نہ تھا  
 کہ تھا آسمان پر دماغِ گدا  
 ہنوتی تھی درپیشِ شکلِ کوئی  
 نہ تھا غم سوائے غمِ حسین  
 کہ جو تھا سیہ پوش اس غم میں تھا  
 وہ دلدل کی آمد وہ سہد کی دہوم  
 سرِ شمع پر جلوہ طور تھا  
 کہ جوشی تھی وہ نذرِ سادات تھی  
 کہ تھا عید کا روز جو سال تھا  
 بیان کس سے ہو حالِ پوشاک کا  
 کہ درون سے دوفی گری ریز کی  
 زمانہ رہا شاد و انعام سے  
 ہوا فیضِ یکسان بدو نیک کو  
 و عاشق کو دیتے تھے سب صبح و شام

کوئی مثل کیسو پر پشیمان نہ تھا  
 بہار اس طرح عشق منزل میں تھی  
 کہیں مرد ہے تھے کہیں چو بدار  
 یہ تھا حال شاہ شکیاں جن جناب  
 کہا مرثیہ یا غزل یا سلام  
 سلام اہل دربار کے جب لیے  
 جو دستور نے عرض کی کوئی بات  
 اگر کوئی پرچہ کہنے دو یا  
 کسی وقت گانا بجانا ہوا  
 عرض اس طرح جب ہوا دن نام  
 ہوا شاہ کہانے تھے تانفت شب  
 او شہا میں تین حضرت نے ہمارا  
 کوئی فیصل سہل سے خالی نہ تھی  
 اچھانے ہر چند تدبیر کی  
 کسیدن طبیعت ٹھہرتی نہ تھی  
 زمینان میں پروانہ تھی شال کی  
 حرارت تھی سرمایہ ہی اس قدر  
 جو کرتے تھے گاند کی سمت القات  
 کہ اوشے تھے شعلہ شال چراغ  
 جواب تھے نواب کو کام سب  
 وہی مالک لشکر و مال تھا  
 یہاں تک تھی اوس پر عنایا شاہ  
 وہ دستور بھی تھا بہت نیکداشت

کوئی مشکل آئینہ حیران نہ تھا  
 خوشی جسطرح خانہ دل میں تھی  
 زری پوش تھو خادم شہر یار  
 ناز سحر بڑھ کے تا وقت خواب  
 کہ تھی دل کو ہر وقت فکر کلام  
 جزوری خواجہ کام تھے وہ دیے  
 سنی التماس اوسلی یا القات  
 اوسے دستخط بادشاہ تھے کیا  
 محل آگے تو زانا نا ہو کر  
 تو گلشن میں بگتی لگی وقت شام  
 کہ بخیر سے حال دل تھا عجب  
 مثال گل برگس ہوسٹیاں  
 مگر صحت ذات عالی نہ تھی  
 نہ بدلی مگر شکل بخیر کی  
 کہ تیزید نا شیر کرتی نہ تھی  
 ولایت کی حاجت نہ رومال کی  
 کہ موسے تھے کیسے پسینے میں تر  
 تو کتنی تھی اوسدین خرابی سحر  
 وہ چاہتے تھے سینے سے سوئی دماغ  
 اوسی کی زبان پر تھے احکام  
 وہ مختار گھر کا بہر حال تھا  
 کہ تھا اچھتید سفید و سیاہ  
 کہ ہر طرح خوالان آج نہایت کائنات

مُل گلشن خیر خواہی وہ تھا  
 کریم دزیر او سکو جو بادشاہ  
 رضا جوئی شہ تھادہ شام و سحر  
 بظاہر تو اوسکا یہ احوال تھا  
 کئی نسبتیں تھیں اوسے شاہ سے  
 رہا نو برس تک اوسے اختیار  
 جہان ہو وہ دستور فرزندِ فال

بہار گلستا  
 تو اوسکا ہوا سر تباہ  
 وہ تھا خیر خواہ شدہ دادگر  
 مگر حال دل سے ہے واقف خدا  
 قرابت تھی ہر غیرت ماہ سے  
 عیان ہے ہوا جو کچھ انجام کار  
 نہ آئے کسی سلطنت پر زوال

### مخصوص حال صاحبِ گلان

ہوئے سبکد زن جب سلیمان جانا  
 رزیدنس دو آئے باغ و شان  
 رہی اویں سے رسم و رہ شہریار  
 سلیمین کی آمد ہوئی ناگہان  
 اوسے لوگ کہتے تھے سیاحِ دہر  
 جب آیا سو درگاہ بادشاہ  
 ملاقات کے بعد رخصت ہوا  
 فرودکش ہوا عافیت گاہ میں  
 مگر مدتِ عہد میں شہریار  
 رہی آرزو پہر رزیدنس کو  
 طبیعت جو رہتی تھی شہ کی علیل  
 غرض وہ رزیدنس صبح و مسا  
 کیا دو برس تختگاہ میں قیام  
 یہ سلطانعام سے ظاہر کیا  
 ہمارا ارادہ ہے بہر سفر

تو اجلاسِ گردن سے تا انقلاب  
 مگر پہلے تھا لوہ صاحبِ گلان  
 گیا بعد یکسال وہ دیو قار  
 ہوا تختگاہ کا وہ صاحبِ گلان  
 پہر اٹھا وہ ہر ملک میں شہر شہر  
 تو اوتر ادب سے سہل کلاہ  
 جو معمول تھا وہ عنایت ہوا  
 شرف رہا خدمتِ شاہ میں  
 رزیدنس کے گہر گئے ایک بار  
 کہ آئین دوبارہ شہ نیک خوا  
 مکر رہ جانے کی تھی یہ دلیل  
 بدستور سرگرم عہدہ رہا  
 ساحت کو آخر نکالے خیام  
 کہ ہے ناموافق یہاں کی ہوا  
 کہ ہو دل کو قنبر صبح شام و سحر

نہایت خوب و خوش کردار  
 صاحبِ گلان بادشاہ بود

نہایت خوب و خوش کردار  
 بادشاہ بود و در خدمتِ کلام



ہوا کہا نیکی ملک سلطان میں ہم  
 سنا شاہ نے جس گہری یہ پیام  
 غرض اونٹ چھکے لہری بیشتر  
 چلا تخت گر سے جو وہ ذی وقار  
 گیا ساتھ ایک ایچی ذی شعور  
 غرض جھگڑے جا کے ہوئے خیم  
 زمیندار ہر سو سے آئے لگے  
 ہونے جمع پیر و جوان سیکڑوں  
 جو تھے دادیا بان و زگاہ شاہ  
 رعایا کی فریاد اکثر سنی  
 کہیں دن کو تھیرا کہیں رات کو  
 زمینداروں سے بھید لینا رہا  
 یہ درخواست کی ہر زمیندار نے  
 اگر چاہیں صاحب کو تحفہ ہو  
 غرض اس نے جکے لیے لکھ دیا  
 بہر اہلک سلطانین وہ چند ماہ

پہر نیکی ہر اک سویا بان میں ہم  
 کہا جائیں چند اختران خیم  
 گئے فیل سرکار سے بیشتر  
 گئے جا کر سٹہ پاوے سوار  
 گئے لٹے بیابان و دشت و جزیر  
 ہوا جانب شاہ سے اتھام  
 سب احوال اپنا سنانے لگے  
 گزرنے لگین عرضیاں سیکڑوں  
 مکر وہ اس سے ہوئے دادخواہ  
 مکر ز سنی خود بلا کر سنی  
 گئے چند ناظم ملاقات کو  
 نسلی غریبوں کو دینا رہا  
 کہ جو جمع باند ہی ہے سرکار نے  
 بہو جیر ہیرہ تکلیف ہو  
 نوشتہ وہ رشتہ نے پذیر کیا  
 غرض پہر ہوا داخل تختگاہ

### حکایت شک

کئی سال گزرتے آئے اور جب  
 کہ سوتا وہ نہا بستر فیش پر  
 صد آئی بند و ق کی ناگہان  
 تلنگ بھی دوڑے ہر اک سمت کو  
 خبردار لینا ہوئی یہ جو دھوم  
 حقیقت ناگہان سے پوچھی گئی

عجب ماجرا یہ ہوا ایک شب  
 تلنگ تھے ایتادہ باند سے کمر  
 اوتے خواب غفلت سے پرواز  
 کہ یہ کیا ہوا کہنے مارا گئے  
 کیا کہنی سے بھی جم کر چھو  
 کہ تباؤ آواز کیوں سننے لگی

کوئی اور نہیں بولا کہ اگر شخص تھا  
 کئی بار میں نے پکارا اوسے  
 غرض لے گئے روشنی ہر طرف  
 کیسکا نشان بھی نہ پایا کہین  
 میان بخش جو گزری وہ رات  
 تعجب ہوا سنے شہ کو کمال  
 کہلا وقت تیج یہ ماجرا  
 اوسی کی کت دست تھی چونچکان  
 قرینے سے معلوم یہ ہو گیا  
 وہ اونگھتا تو بدوق خود چل گئی  
 غلط گو وہ اٹھار اوسکا ہوا  
 سچین وہاں مردم چند ہوں  
 بہت پاس صاحب جو تھا شاہ کو  
 رزیدنس جو کچھ کہے وہ کرو  
 عرض تھا یہ حال امیر وزیر  
 لکھا اوسنے جو شہ کو پرچہ پیام  
 غرض تھا یہ رتبہ رزیدنس کا  
 قلم و مین عمال شہ جب گئے  
 اسی دن گیا پاس اوسکے وزیر  
 یہ تھا شہ سے ایما رزیدنس کا  
 یہ دستور انا و عاقل نہیں  
 مگر ہر شہ تھی جو دستور پر  
 رزیدنس دانا کہن سال تھا

۲۰۰  
 نہ دی اوستہ  
 بہت جستجو سنے کی ہر طرف  
 اگر کوئی ہوتا تو ملتا کہین  
 گیا پرچہ پیش شہ نیکذات  
 اشارہ کیا بھر تحقیق حال  
 تلنگا جو پہرے پر استواء تھا  
 شبک تھی گوئی سے سفت رگانی  
 ہتھی دہرے مال پر سو گیا  
 کت دست پر وہ بلا ٹٹل گئی  
 مگر یوں اشارہ ہوا شاہ کا  
 بے اجنبی راستے بند ہوں  
 یہ تھا حکم امیران درگاہ کو  
 کسی طرح کی برخلا فی نہو  
 رزیدنس کے سب شہ فرمان پذیر  
 اوسی وقت اوسکا ہوا اہتمام  
 کہ ہر مشورے میں وہ شامل رہا  
 رزیدنس کی راہ سے سب گئے  
 شب و روز حاضر رہا اک سفیر  
 وزیر خرد مسند ہو دوسرا  
 نیابت وزارت کے قابل نہیں  
 نہ بدلا اوسے خود نہ بہیری نظر  
 زبان گو تھی منہ میں مگر لال تھا

ہوئے تب دوست اور بھی چار سال  
ترقی پوریش کو ہوتی گئی  
نہ ٹھہری صفائی کی صورت ذرا  
بطاہر وہ پچھلے مخالفت نہ تھا  
خصوصیت جو ہر سو نہانی رہی  
مٹی پچھلے دستور سے رسم و راہ  
برائے سچ تو صورت گرد باد  
ہمیشہ طریقہ یہ اوسکا رہا  
وہ لکھتا رہا حال شام و یگانہ  
لکھایوں کہ ہوتے ہیں اب ظلم و جور  
نہیں لایق کار دستور شاہ  
کسندہ ہے شاہ عالی وقار  
قلم و مین و ورے کو جب مین کیا  
ہر اک بنوا کشتہ جو رہے  
غرض یوں لکھا روزِ احوال شاہ

بعض روای ہیں  
کاغذ بنان کر دینا  
و بعض لیت و چھاپ  
لکھتے ہیں  
شاہ صفائی لکھتے ہیں  
دینے پر لکھ دیا  
بہشت ۱۲

### حال رفیق سلیمین کی وہ امدان و مرم و مہنگاہ

رزیڈنس کو طول منظر تھا  
اور اتہا یہاں تک عمارت طال  
یہ تھی فکر دستور کو روز و شب  
غرض بند و بست اس طرح کا کیا  
سو کوہ جب وہ روانہ ہوا  
برائی تمنا بلارہ ہو گئی  
کئی سال عہد سے پراورم رہا

ہوا اوسکے دستور سے چھ مہنگاہ  
کدورت صفائی کو دہوتی گئی  
نہ لکھی دلوں سے کدورت ذرا  
مگر کوئی باطن سے واقف نہ تھا  
بہت فکر انداز سانی رہی  
ہوا آخر کار پیر خواہ شاہ  
اور اس نے لگا وہ عمارت فساد  
برائی گورنر کو لکھتا رہا  
کیا نامہ ہائے عمل کو سیاہ  
سمجھیدہ ناجار کرتے ہیں صبر  
رغایا ہے سب بادشاہ کی تباد  
وزیر الممالک کو ہے اختیار  
تو دیکھا عجب حال ہر ایک کا  
بہت شاہ کا ملک بیخبر ہے  
کہے دوستے خالیں دوستے سیاہ

گرفتار اندوہ دستور تھا  
کہ رشتہ بھی چلنا ہوا اتہا محال  
بدل جاسے یہ کچھ ہوا لیا سبب  
اوسے سخت گہ سے بدلوادیا  
چلی توپ واقف نہ مانہ ہوا  
کیا وہ تو اور مرم کی آمد ہوئی  
سلیمین سے لیکن بہت کم رہا

سلیمن کے غم کا جو تھا کچھ خیال  
نظارہ بہت خیر اندیش تھا  
سرایا جیسے رہا شاہ سے  
رہا کام پر اپنے وہ ذی وقار  
رزیدنس وہ تھا بہت ذلی شعور  
نہ تھا اسکو ظاہر میں شہ و لال  
گورنر کو لکھتا رہا حال سب  
ہوئے عہد میں اس کے جو سانچے  
مگر شامل عدل شہ ہے جو حال  
کرونگا میں پھر ذکر صاحب کمال

رہی دل میں اس کے بھی گرد و بال  
بہانی مگر صورت غیش تہا  
جو کہتا ہوا وہ کہا شاہ سے  
نہ تھا کچھ دل باو شہ میں عیار  
رہا سرخرو باد شہ کے حضور  
نہیں جانتا کوئی باطن کا حال  
لکھا حال ہر ماہ و ہر سال سب  
نہیں مطلب اون سب کی تحریر سے  
اویسی سے عرض ہے اویسی کا خیال  
سناؤں کوئی اور اب داستان

### داستان قتل شدن مولوی امیر علی

پلا ساقی الہی سے تند و تیز  
پلا دے مے سرخ کا وہ سیو  
وہ نشہ کرے باد لالہ گون  
وہ دور سے تاب گلزیگ ہو  
پر آشوب ہیں آسمان و زمین  
خدا جاسے کل کیسی اقتاد ہو  
برابر ہوں سب دوست و دشمن مجھے  
عدالت سے کی سلطنت شاہ نو  
رہس کے تاشے سے غبت رہی  
کبھی صحبت شہر خوانی ہوئی  
غریبوں کو انعام دیتے رہے  
علی بیشتر داد خواہوں کو داد

کہ ہو جسکے کشتہ میں قصیدہ ستیز  
کہ چشمان زاہد میں اوترے لہو  
کہ اسے نظر محبو دریا ی خون  
کہ پیر خرابات سے جنگ ہو  
زمانے میں ہے شورش کفر و دین  
پلا آج ساقی کہ دل شاد ہو  
نہو پاس شیخ و برہمن مجھے  
سخاوت سے کی سلطنت شاہ نو  
ندیموں سے دذرات صحبت رہی  
کبھی بحث لفظ و معانی ہوئی  
امیرون کو احکام دیتے رہے  
علی نامرادوں کے دل کی مراد

ہو جب اسے اور بھی چند سال  
 ترقی جو بخش کو ہوتی گئی  
 نہ ٹھہری صفائی کی صورت ذرا  
 بظاہر وہ پچھلے مخالفانہ تھا  
 خصوصیت جو ہر سو مہانی رہی  
 مٹی پچھلے دستور سے رسم و راہ  
 برآئیںج تو صورت گر و باد  
 ہمیشہ طریقہ یہ اوسکا رہا  
 وہ لکھتا رہا حال شام و بگاہ  
 لکھایوں کہ ہوتے ہیں اب ظلم و جبر  
 نہیں لایق کار دستور شاہ  
 کلمند ہے شاہ عالی و قار  
 قلم و مین و نور سے کوجب میں گیا  
 ہر اک بنوا کشتہ جو رہے  
 غرض یوں لکھا رہا حال شاہ

ہوا اور سلو دستور سے چہ ملا  
 کہ دورت صفائی کو دہوتی گئی  
 نہ ٹکلی دلون سے کہ دورت ذرا  
 لکھ کوئی باطن سے واقعہ نہ تھا  
 بہت فکر ایدارسانی رہی  
 ہوا آخر کار بد خواہ شاہ  
 اور آنے لگا وہ عمار فنا  
 برآئی گورنر کو لکھتا رہا  
 کیا نامہ ہائے عمل کو سیاہ  
 سندیدہ ناچار کرتے ہیں صبر  
 رعایا سے سب بادشاہ کی تباہ  
 وزیر الممالک کو ہے اختیار  
 تو دیکھا عجب حال ہر ایک کا  
 بہت شاہ کا ملک بیغور ہے  
 کیے اوسنے چالیس دستے سیاہ

### حال رفتن سلیمین کو وہ وادان و نرم نگاہ

رزیدنس کو طول منظور تھا  
 اور استہایہان تک عمار ملال  
 یہ تھی فکر دستور کو روز و شب  
 غرض میزدست اس طرح کا کیا  
 سو کہ وہ جب وہ روانہ ہوا  
 برآئی تمنا بلارو ہو  
 کئی سال عہد سے پراور نرم رہا

گرفتار اندوہ دستور تھا  
 کہ رشتہ بھی چلنا ہوا مہا جمال  
 بدل جاسے یہ کچھ ہوا بسبب  
 اوسے تخت گہ سے بدلوادیا  
 چلی تو پ واقعہ زمانہ ہوا  
 کیا وہ تو اور نرم کی آمد ہوئی  
 سلیمین سے لیکن بہت کم رہا

بعض راوی ہیں کہ  
 لکھنویان کو وہ  
 دینے سے پہلے  
 لکھنوی  
 راہ خلی گزشتہ  
 دربارہ دینا  
 نداشت

سلیں کے غم کا جو تھا لچہ خیال  
نظاہر بہت خیر اندیش تھا  
سرایا خیمہ رہا شاہ سے  
رہا کام پر اپنے وہ ذی وقار  
ریڈنس وہ تھا بہت ذلیغور  
نہ تھا او سکو ظاہر میں شہ و مال  
گورنر کو لکھتا رہا سال سب  
ہوئے عہد میں اوسکے جو سانچے  
مگر شامل عدل شہ ہے جو حال  
کرونگا میں پھر ذکر صاحب کانا

ری دل میں ار  
بہانی مگر صورت میں  
جو کہنا ہوا وہ کہا شاہ سے  
نہ تھا کچھ دل باو شہ میں عمار  
رہا سرخرو باد شہ کے حضور  
نہیں جانتا کوئی باطن کا حال  
لکھا حال ہر ماہ و ہر سال سب  
نہیں مطلب اون سب کی تحریر ہے  
اوسے سے غرض ہے اوسے کا خیال  
سناؤں کوئی اور اب داستان

### داستان قتل شدن ہولوی امیر علی

پلا ساقی الہی سے تند و تیز  
پلا دے سے سرخ کا وہ سبو  
وہ نشہ کرے بادہ لالہ گون  
وہ دور سے ناب گلزبان ہو  
پرا آشوب میں آسمان وزمین  
خدا جاسنے کل کیسی افتاد ہو  
برابر ہوں سب دوست دشمن مجھے  
عدالت سے کی سلطنت شاہ فی  
رہس کے تماشے سے غبت رہی  
کبھی صحبت شہر خوانی ہوئی  
غنیوں کو انعام دیتے رہے  
ملی بیشیتر داد خواہوں کو داد

کہ ہو جیسے نشہ میں قصد ستر  
کہ چشمان زاہد میں اوترے ہو  
کہ آسے نظر مجاہد دریا ی خون  
کہ پیر خرابات سے جنگ ہو  
زمانے میں ہے شورش کفر و دین  
پلا آج ساقی کہ دل شاد ہو  
نہو پاس شیخ و برہمن مجھے  
سخاوت سے کی سلطنت شاہ سے  
ندیموں سے دذرات صحبت رہی  
کبھی بحث لفظ و معانی ہوئی  
امیرون کو احکام دیتے رہے  
ملی نامرادوں کے دل کی مراد

اسی طرح کی سلطنت نو برسن  
 آلودہ سے نوین سال آئی خبر  
 کہ ہندو مسلمان میں جھگڑا ہوا  
 قناتی ہے مسجد گرائی ہوئی  
 سو کعبہ ہر ایک دیندار تھا  
 بہت اہل اسلام مارے گئے  
 زبردستی دست فاسد ہوئی  
 غرض جب یہ گزری خبر شاہ کو  
 بہ تعجیل اسکا تدارک کرو  
 مائل ہوا بہ تحقیق حال  
 غرض جب حکم سلیمان جناب  
 روانہ کیے تخت آگے سے امین  
 کیا حکم ناظم کو تحقیق کا  
 لکھا بعد کچھ دن کے ناظم نے حال  
 بہت ہی دریافت آؤں کیا  
 نہیں ہے بنا کا ٹھکانا کہیں  
 وزیر الممالک نے پڑھ کر یہ حال  
 ہوا حکم پھر اسکی تحقیق ہو  
 تدارک کو گزرے پہنچے کئی  
 سنا اہل اسلام نے جب یہ حال  
 اچھٹی تین تھا ایک مرد خدا  
 وہ تھا اپنے مذہب میں طاعت گزار  
 بڑے عجیب اوستے کسی تہی کرا

دعائیں تہی ہتھ جیلین سو برسن  
 کئی مجبور دن سنے سنائی خبر  
 چلی تیغ کعبہ کلبا ہو  
 منہوان گڑھ میں لڑائی ہوئی  
 کلیسا میں ابنوہ کفار تھا  
 تنوں سے بہت مراد مارے گئے  
 نہایت سے آلودہ مسجد ہوئی  
 ہوا حکم دستور دیکھا کو  
 شریرون کو تعزیر معقول دو  
 کہ اس سانسے کا برائے مال  
 وزیر خستہ سیر نے شایب  
 نہیں یاد اتنا دہ دو تھے کہ تین  
 کہ تم بھی مفصل لکھو ماجرا  
 کہ جوہن بزرگان دیرینہ سال  
 نہیں شہید ملتا نشان بنا  
 مخالفت سے اثبات مسجد نہیں  
 کیا عرض پیش شد خوشفصال  
 امین اور کوئی روانہ کرو  
 خبر شہر و قریہ میں پیہم گئی  
 ہر اک کو ہوا رنج مسجد کمال  
 وہ درویش تھا عالم عصر تھا  
 جو امر وثابت قدم جان نثار  
 تو سجدہ کیا تھا ہر اک گام پر

دین روشن ہے ہر چند نام  
 ہمارے کہنے پر اسے نقیب  
 مختصر ہنسی اوستہ جب وجہ خاک  
 کہارت کرادے غنیمت ہوگی  
 رشتہ کین ہر سال ہوتا  
 حقارت ہوتا دین اسلام کی  
 کہ یہ چند روز دہے دنیا سے دون  
 سنا اہل صحبت نے جب یہ کلام  
 دیا سوچے خوب اس کا حال  
 یہ ہے امر دشوار بازی نہیں  
 کہ ہر وہ بیان امیر دہوشیار ہے  
 دیا اونکو یہ مولوی نے جواب  
 مرا گو سے سر اور میدان سے  
 یہ کہہ کر اوتھا اور باندھی کمر  
 ہوا شام تک داخل لکھنؤ  
 کیا مشورہ اون سے بہر جہاد  
 ایسی کو پہر وہ روانہ ہوا  
 ہر اک گالون سے لوگ آفرنگے  
 ہوئے بیشتر جمع پیر و جوان  
 وقایع نگاروں نے لکھی خبر  
 کہ نو سو بیان جمع دیندارین  
 ہو اچاہتا ہے فساد عظیم  
 دوزیر الممالک نے سسکر خیر

شکست سے آیا بیان کلام  
 شہر ہے تمام ملکی سے اسیر  
 ہوا اوستہ نہ ہرگز مرزا ملک  
 کہ اسلام کو صفت اب ہو گیا  
 قیامت ہے یا مال قرآن ہوا  
 جیامین تو یہ زلیت کس کام کی  
 رد ایزد پاک میں جان دین  
 کہا مولوی سے کہ ای نیک نام  
 کہہ رہا ہے کہہ لیا ہے محال  
 یہ نیت شکوک نمازی نہیں  
 کہ نہ بہت امر دشوار ہے  
 کہ اب زندگانی ہے محکوم عذاب  
 کہ دست اجل میں گریمان ہے  
 چلا کر سے پڑھ کر نماز سحر  
 گیا عالمون کے قرین چار سو  
 کہا سب نے واجب ہوئے اجتہاد  
 خبر من سکے حاضر زمانہ ہوا  
 بے مرگ بڑا اوشٹا نے گئے  
 لگا ہے تین دیر و کمان  
 سو بار گاہ شہر و اوگر  
 وہ دیندار اعلیٰ کے طلبگار ہیں  
 کہ آمادہ میں لوگ بخیر و عزم  
 امیرین سے شوریٰ کیا ہو کر

مولوی کا فکر و ہمت  
 مولوی کا وقت ان  
 مولوی کا خدمت  
 مولوی کا سہارا  
 مولوی کا فکر و ہمت  
 مولوی کا فکر و ہمت



ای بات پر سب ہوئے ہریان  
 یہاں وہ جو آئے تو سمجھا ہے  
 پس ذاتی سب کو ہی بات جب  
 جب آگاہ نو آت ناظر ہوا  
 ہوا اس طرح حکم دستور شاہ  
 اسے خط لکھوا اور بلواؤ تم  
 لکھا نامہ خواجہ سرائے دین  
 سزا سے بزرگی لکھی  
 روانہ کیا ایک ذی قدر کو  
 کیا نامہ پراور ہو پنا وہاں  
 ملاقات کی اور نامہ دیا  
 جب آمادہ وہ پیر دانا ہوا  
 گیا جب وہ نزدیک خواجہ سرا  
 گیا پیش دستور وہ نیکنام  
 فریقین کے اور دو عالم آئے  
 وزیر الممالک کے اور شاہ سے  
 کہا ہے یہ حکم خدا اور نبی  
 مناسب ہے اس قصد سے باز آؤ  
 کرو گے اگر قصد اسکے خلاف  
 مناسب نہیں تم کو غم جہاد  
 غرض بند کی جب اونہوں کتاب  
 کہ برحق ہے حکم خدا اور رسول  
 اگر حاکم وقت سے انتقام

کہ یاد آئے ہو گئے ہی کو یہاں  
 نشیب فرازا اسکے دکھلائے  
 کیا ایک خواجہ سرا کو طلب  
 حضور وزیر آئے حاضر ہوا  
 کہ ہے مولوی سے تحقیر سم وراہ  
 یہاں جس طرح ہو سکے لاؤ تم  
 یہ فرد دیندار صاحب یقین  
 بہت اس کے دل کو تنہی لکھی  
 کہا جائے سمجھاؤ یہ نامہ دو  
 کہ تہی جس جگہ فوج اسلامیان  
 کہی روز میں اسکو راضی کیا  
 مع چند مردم روایہ ہوا  
 وزارت میں خواجہ سرائے گیا  
 سلام علیکم کہا و السلام  
 کتابین ہی کچھ اپنے ہر دلائے  
 ہوئی بحث اس پر نامہ شاہ سے  
 اطاعت کرو حاکم وقت کی  
 کہ خود فکر حاکم کو ہے تم بجاؤ  
 تو ہو جائیگا شرع سے انحراف  
 کہ پڑ جائیگا سلطنت میں فساد  
 مجاہد نے اونکو دیا یہ جواب  
 کہیگا جو حاکم کرے قبول  
 کہ ماندھنے سے عین کیا ہی کام

غرض ہے کہ اہل کو تعمیر ہو  
 مگر کچھ ہو تعداد ایام کی  
 غرض وہ عدد چہ روز دنگا ہو گیا  
 وزیر معظم سے رخصت ہوا  
 وہ کشتی نہ کی یہ اشارہ کیا  
 روانہ ہوا مولوی پھر ادھر  
 کیا قول و اقرار کا انتظار  
 ہوئی مدت اقرار کی جب تمام  
 کیا جا کے بالمشقین اوسنے جاوا  
 ہر اک جا سے زندہ آئے لگے  
 رزیدنس کو جب یہ پہنچی خبر  
 یہ تعجیل وہ پیش حضرت گیا  
 ہوا حال جنگ اودہ جب بیان  
 کہ ہے مولوی کو جو قصد و قضا  
 نہیں گئے کا جب بڑے کساد  
 و گرنہ بہت خون ہو جائیگے  
 اوسے پہلے فہمائشیں کیجئے  
 رزیدنس جب کہ چکا یہ بیان  
 کہ کندیدہ سجد ہو تحقیق اگر  
 کیا سب نے پامال قرآن کو  
 مجاہدین آمادہ رکھتے نہیں  
 ہم اب آپ کو دیتے ہیں ختیا  
 اعانت کیسکی نہیں کرتے ہم

جو مجاہد لڑی سے وہ تعمیر ہو  
 کہ تیر کب ہو گی اس کام کی  
 مجاہد اوٹھا فیعدہ ہو گے  
 چلا جب تو ہمراہ خلعت ہوا  
 دو ششائے سے مینے کتارہ کیا  
 کہ نہا لشکر اہل ایمان جدہر  
 جماعت سے ہر دم رہا ہوشیار  
 نہ آئی نظر صبح مطلب کی شام  
 کیا سب سے مرنا ہو یا روتوا  
 اجل کے خریدار آئے لگے  
 کہ آمادہ ہے مولوی جنگ پر  
 نکالا کوئی سلسلہ بات کا  
 یہ گویا ہوا شہ سے صاحبکاران  
 خیال سمین لازم ہے انجام کا  
 رو فتنہ کا چاہئے افساد  
 ہزاروں لڑائی میں کام آئیگے  
 نہ مانے تو بیشک اوراد تھے  
 ہوئے گو ہر افشان خدیو جہان  
 تو نازل ہو قہر اہل زنا پر  
 نہ ہو قصدہ کیونکر مسلمان کو  
 اوٹھایا ہے سب نے جیکے نہیں  
 کہ تاسرد ہو آتش کا رزار  
 رہ وہ واجبی میں ہے اپنا قدم

خطا آپ تحقیق کر لیجئے  
 رزیدنس نے شاہ سے یہ کہا  
 نہیں فیصلے کا ہمیں اختیار  
 مناسب ہے تیغ آزمائی ہونو  
 یہ کہہ کر رزیدنس رخصت ہوا  
 کہ تدبیر اسکی کرو جلد تر  
 مناسب ہے سمجھا کے روکو اور نہیں  
 کہیں کوچ اب مولوی کا ہونو  
 مناسب یہ نواب نے حکم شاہ  
 سران سپہ کو یہ سمجھا دیا  
 کہ قمار کرنا اگرین پڑے  
 ملافسرون کو یہ فرمان جب  
 کہا دل میں کیا یہ سلمان نہیں  
 دیا عقل نے یہ اوسنی دم جواب  
 یہ بجا نہیں بات فرمائی ہے  
 ہو اگو سپہ کو بہت ناگوار  
 روانہ علاقوں سے عامل ہوئے  
 سپہ کا جو راوی سے پوچھا شمار  
 بزرگان لشکر جو تھے اہل دین  
 طریقہ بجالائے ادا اب کا  
 کہ سمجھانے کا حکم ہے ہمیشہ  
 مناسب یہی ہے کہ کہو بسے  
 کہ حاکم سے کچھ زور چلتا نہیں

جو خبر مہو او سکھ سزا دے  
 کہ اسٹین نہیں دخل کہو ذرا  
 کہ مالک ہیں سلطان مالی و  
 پے ملت و دین لڑائی نہ ہو  
 ہوا حکم نواب کو شاہ کا  
 مجاہد کسی طرح کہو لین کر  
 نہ سمجھیں تو دیکھا کے روکو اور نہیں  
 عجبت خون دیکھو کسیکا ہونو  
 دیا اذین جائے اسی دم سپاہ  
 کہ حافظ پتھیں مولوی کا کیا  
 نہ کرنا تامل جو تم سے لئے  
 سلمان تھے شکر اسے سب  
 کہ جنگو ذرا پاس ایمان نہیں  
 عجبت ہے تر دوجبت منظر اب  
 یہ آگے سے ہوتی چلی آئی ہے  
 مگر کس کے گھوڑے گئے سوار  
 مع فوج بانسریں داخل ہوئے  
 کہا اوتھے تھی فوج بابر انوار  
 گئے متفق مولوی کے قسرن  
 ہستایا او سے حکم نواب کا  
 برائے اسیری سے حکم دہر  
 نہ دم مارے کچھ نہ کچھ بولے  
 لڑائی سے سب طلب نکلتا نہیں

کہا مولوی نے کہ جیسے ہو سب  
 بہنیں سرکشی ہو سکر کار سے  
 وفاقہ عہد کرتا جو اپنا وزیر  
 قسم کہا کے سب افسروں نے کہا  
 چھینا بھر اور آپ پھرین یہاں  
 نہوا تھے عرصہ میں تیار اگر  
 یہ وعدہ کیا مولوی نے قبول  
 کہی جا کے نواب سے یہ خبر  
 اگر اب یہ اقرار مل جائیگا  
 ہوا حکم غشی کو نواب کا  
 ادھکا کر قسم غشی ذی کمال

مروی نہایت ارسطو حیات  
 اگر بد تھا ہے تو کفار سے  
 کر کس لئے باندھتا یہ فقیر  
 کہ ہم وعدہ کرتے ہیں کچھ روز کا  
 کہ پڑ جائے بنیاد مسجد و ماں  
 تو پھر جہاد آپ باندھیں کر  
 روانہ ہوئے اضر و ن کے رسول  
 تھا ہے وہ درد شیش چاہی بھر  
 تو پھر وہ لبث و قی اجل جائیگا  
 لکھو مفتیوں کو یہ سب ماجرا  
 نہ کہتے لکھو مفتیوں کو سوال

خلاصہ استفتار مذہب اشاعہ عشری

کہ کیا کہتے ہیں سفستان متین  
کہ خاک اودہ میں بہت اہلین  
یروش کا فرو نکا ہوا اس قدر  
کیا قتل ہر ایک غمناک کو  
لہو اہل دین کا یہاں تک بہا  
ہوئی بدعت کفر حد سے زیاد  
فرلہم میں اب اور کچھ خاص عام  
مگر اسے حاکم ہے اس پنج پر  
عدالت سے جوامی میں آئیگا  
نجاتین برائے جہاد اہلین  
امامیہ مذہب ہے سلطان کا

نیابت کن سید مرسلین  
 ہوئے راہ حق میں نہ تیغ کین  
 کہ بھاگے مسلمان گھر چوڑ کر  
 کیا بے نشان مسجد پاک کو  
 کہ چشمے کے مانند جاری رہا  
 مضائقہ ہوے پایمال غدا  
 کہ کفار سے جا کے، لیں انتقام  
 کہ کہو لیں مسلمان تیغ و سپر  
 وہ حکم مناسب دیا جائے گا  
 مگر حکم شہہ مانتے وہ نہیں  
 سب اہل تسکین میں اہل و عا

مجلس ششمین  
روزنامه  
خاندان گلشن  
که در مجرای این مجله  
در حالت خورشیدی  
و به یکسان  
از استیلا  
ایران سلام  
سبحان عزت آنجا  
محبوب شود که در جوی  
گرفته و بکام الله را بدید  
کرده و بیاید خود را در  
دگر گیتی این بابیان

بیت هفتاد و هفتم  
چون شنیده ام از پیش زبان  
ایران سلام  
که با وجود این  
بیان و تائید تو خدا  
سجاده من نشود پس باید  
با چو کعبه سنان  
را در حق است ایست  
و کسی تا به کعبه نرسد  
بی نفس نهاده سرافراز  
عشق ایشان عشقش  
حاجز هرگز  
نیافته فقط

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰

ایک جابر الیونکی ہے یا نہیں  
 ہم الیون کی تعظیم دین یا ندین  
 مسلمان حیوض اوان سے لین لین

کہ ہے اختلاف طریق دینین  
 کرین دستخط آپ برب بدین  
 طلبکار فتویٰ میں اس حال میں

کہ شش استقنا بنظر اقدس جناب سید علما مجتہد العصر قلم و کعبہ جناب محمد رضا  
 جداگانہ کہے گئے جب سوال  
 ہوا آستان بوس سلطان دین  
 زمین بوس ہوتا ہوا وہ گیا  
 وہ نور مجسم نظر اگیا  
 شرفہ خدایں ملا یک صفات  
 بہار گل گلشن حیدری  
 زمین کوٹھے خف اوٹے اقدام سے  
 نہیں رکتے بے مضیٰ قدم  
 زمین کے لیے بین سپر برین  
 پسندیدہ حق ہے ہر ایک بات  
 بزرگی میں بین مثل کار صواب  
 او نہیں پر ہوا علم کا اختتام  
 بجاہ و جلالت تھے مسند نشین  
 کیا جھک بکے پیغامبر زسلام  
 حضور نظر جب گئے وہ سوال  
 کئے دستخط وہ مضامین چند

کیا لیکے یک مرد شیرین مقال  
 فلک رتبہ سے جھکے گھر کی زمین  
 ہو اقبند کعبہ کا ساسن  
 کہ ہر عنقوتن جس سے تہر اگیا  
 وحید الزمان بادئی کالیناٹ  
 نہال گلستان پیغمبر ہی  
 شرافت ہے بہر رنگین نام سے  
 نہیں بے رتسا اندورفت و ام  
 سپھر برین کو بین محرم بین  
 پذیرا ہے مانند غوم و صلوات  
 وہ بین روز دین کے لئے آفتاب  
 کہ مخصوص بحر زبان سے کلام  
 صف آرا چپ و راست تہو نہیں  
 دیا پر چہ تعب دادائے پیام  
 پیر حلقہ اہل ایمان فیحل  
 بشر کیا خدا کو جو آئی پسند

خلاصہ دستخط جناب مجتہد العصر

یہ واجب ہے حکام اسلام پر  
 شیرارت کرین دور کفار کی

کہ سب اہل اسلام کی لین خبر  
 اعانت مناسب ہر دیندار کی

پناہ و خیر و نیک سوز و جلال  
 اپنے حاکم دین سے لازم ہے بات  
 مناسب ہے شہید یا کفار پر  
 اگر شرک حاکم وقت ہو  
 یہ حاکم کو حے حکم شرع بنی  
 قصاص اودن سے کیے اہل اسلام کا  
 مگر حاکم شرع کی رائے سے  
 مجاہد کی تعظیم درکار ہے  
 جو جہہ خدا وہ لڑائی میں ہے  
 کیا جیسے اکرام و سیدار کا  
 اہانت مجاہد کی جس سے ہوئی

کہ قرآن کو مہند و کریم پایمال  
 کہ بہر تدارک کرنے اقتیاس  
 کہ ہو اہل اسلام سے دفع شر  
 تو لازم ہے چٹا اہل اسلام کو  
 کہ بنواسے مسجد گرائی ہوئی  
 کرے سرجد اہر بد اسجام کا  
 حد شرع دین تا وہ جاری کرے  
 کہ دیدار ہے نیک کردار ہے  
 خوشی او سکی اسکی بڑائی میں ہے  
 تو اکرام او سکا خدا نے کیا  
 تو او سکی امانت خدا نے بھی کی

گذشتن استفتائین علی اهل سنت

جب ان مسئلوں سے فراغت ہوئی  
وہ کاغذ پیمبر کو چسب مل گیا  
دسٹے مسئلے جب وہ نواب کو  
ردانہ ہوا پھر کوئی حق شناس  
اوکھنوں نے یہ احکام جاری کئے

تہ وہ خطِ محرم حضرت ہو ہی  
جہاں بہرِ تسلیم رخصت ہوا  
سوال ایسے لکھے گئے اور دو  
گیا خاتمِ اہل سنت کے پاس  
جواب آؤں سوالوں کو ان کے لیے

خلافت‌نمای علمای اهل سنت مولوی محمد یونس مولوی حبیب مولوی احمد مولوی محمد

مجاہد کو لازم ہے کہ وہ  
نہیں ہے رواجاً اہل حق میں  
کلام الہی میں آیا ہے یہ  
نہ ڈالو ہلاکت میں تم آپ کو  
ڈرنا جو برعکس حکم خدا

سچے راہ حکم جہاں دار پر  
کہ حاکم ہے آمادہ جس خال میں  
ہمیں اوستے رستہ بنایا ہے یہ  
ہلاک اپنے یا تہوں سے ہرگز نہ ہو  
نواب شہادت نہ وہ پاؤں گا

سید و افاضتین سید  
 نخست از آفتابین  
 کدورت جویم کوار کسین  
 جانی ناز و  
 سول غایتی  
 سید و افاضتین سید  
 نخست از آفتابین

خدایک بر سر محمد و آل  
 سلمان و دیگر ائمه است  
 اسلام و اهل حق عالم  
 اسلام بر سر حضرت بر  
 سلمان و آل و اهل حق  
 واجب است یا نه فقط  
 عالم بر سر ائمه است  
 حکم بر سر ائمه است  
 از آل ائمه است  
 ابراهیم و آل ابراهیم  
 سرزمین و سرزمین  
 سلمان و آل سلمان  
 و آل ائمه است  
 فقط

روانہ شدہ سیدہ بلوخی امیر علی ازبک فساد پر رہا آبا و

ملا اہل سنت سے جب بیچہ اب  
 تمام اسطرح جب مینا ہو  
 ہر افسر سے یوں مولوی نے کہا  
 کسی کے کہے سے نہ ترہینے کھسم  
 یہ کہہ کر ہوا دنت پر وہ سوار  
 چلی فوج سلطان بھی ہمراہ  
 غرض ایک لمبی <sup>بڑی</sup> بین داخل ہوئے  
 علاقوں سے آئے مسلمان بہت  
 جنازہ مینا متحیار اکثر بہرے  
 کرتا حکم متحیار لیکر بجائے  
 تو اثر گئے لکھنؤ سے بشر  
 کسی نے کہا مال و زر بھیجے  
 کسی نے کہا مرد دیندار سے  
 کہیں آپ بھیلین جہادت کریں  
 کہا او سننے پر اسے دولت نہیں  
 گنا نامہ مجتہد بھی اسے

شاد دل سے دستور کے اضطراب  
 او دہر کوچ گا پہر فرینہ ہوا  
 کہ وعدہ تھا را بھی اب ہو گیا  
 کہ دیکھے ب اقرار دہی قسم  
 مسلمان ہر اہ تھے دو ہزار  
 لڑے تھے مگر صبا غنا ادب  
 وہاں بھی بہت لوگ شامل ہوئے  
 گئے تختہ گاہ سے ہی انسان بہت  
 وہ تابوشت کا ندھون پر اپنے دہرے  
 سلخوینا کے سے باہر نچاے  
 کہ سمجھا کے لائین او سے پہر کر  
 برائے زیارت سفر کیجئے  
 کہ جاگیر ملتی ہے سرکار سے  
 بہر حال ترک غریبت کرین  
 بجز مرگ کچھ اور حسرت نہیں  
 لکھا تھا بہت لطف و انشفا سے

نامہ مجتہد العصر سوسیٹو لوی اہیر علی

کہ اسے روٹی دین پینیر ہی  
چراغ رو منزل شرع و دین  
وہ کی بات جو کوئی کرتا نہیں  
کیا کام رستہ نون سے سو ا  
قدم اس جگہ جیکے ثابت رہیں

تکبہدار آئین پیغمبری  
یہ جرات یہ بہت ہزار آفرین  
بت مرگ پر کوئی مرنا نہیں  
ہو انا مرسند لون سے سوا  
اوسے کیون نہ تا یلذی کہیں

۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲

بہت اس کے حاکم سے ہو گا خلاف  
برسم محبت یہ نامہ لکھا  
کر کوئی نے میں حقارت نہیں

اگر جائے گا برائے سعاد  
کہ تھا اس طرح دقت کا تقاضا  
پھر آنا خلافت طریقت نہیں

جواب مکتوب محمد القصر

وہ خط پڑھ کے اوسنے لکھا یہ جواب  
تجلی و ممبر احمدی  
ضیا بخش قندیل محراب دین  
لکھا تھا جو سفیون خط سے کہنا  
یہ فرمائیے مجھ کو کیونکر ہر وہ  
روح حق میں دیتے ہیں جب کوئی چیز  
پڑے جان نباری جو اقرار ہے

کراے مہر دین رسالت مآب  
 کشا بندہ دفتر احمدی  
 حق آگاہ و خضر و مومنین  
 ادا شکر کیونکر ہو الطاف کا  
 اجل کے تقاضے سے ناچار ہوں  
 پھر او سکو نہیں لیتے اہل تیز  
 سرا بنانا مجھے دوش پر مار سے

آمدن هر چهار سفتیان اهل سنت بجماعت مولوی رید علی

لکے چند کلمے ہووا افتخار  
 بگئے فوج کے لوگ تھنیم کو  
 کہا دست بستہ یہ ہر ایک نے  
 توقف یہاں کچھ دنوں کچھ  
 گرفتار میں سخت مشکل میں ہم  
 لڑیں تو ہے ایمان داری میں خلل  
 اگر دو چینی ٹھہر جائے  
 کوئی راہ جب ہما نکل آئی گی  
 جواب اؤ نکو یون سو لوی فی دیا  
 جہاں آپ کہیں کریں یہ قیام  
 کہ پھر بعد وعدہ نہ روکین گمراہ

کیا ایک خط نامہ بر نے سلام  
 جھکے سامنے جا کے تسلیم کو  
 کہ باز آئے آپ اس قصد کے  
 ہیں یہی غضب سے امان دیکھیے  
 پشیمان ہیں اس بات سے دلیل نام  
 نہ لڑنے سے ہے نوکری میں خلل  
 تو ہم پر یہ احسان فرمائیے  
 تنہائے دل شکل دکھلائے لگی  
 کہ منظور ہے قول یہ آپ کا  
 مگر مہر کر دین یہ اخسر تمام  
 دم غم سیدان نہ ٹوکیں گے ہم

وہابی

بسم الله الرحمن الرحيم

والله اعلم



مجلس شورای اسلامی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

البيان

سید محمد رفیع الدین صاحب

وہی ہے





عزیزداشت مولوی امیر علی بھٹو

<p>خدا یو چہ انداز کیتی آستان          پناہ جہان و فریدون شہم          مین دنیا ہون سر پہ کار خدا          عرض ہے فقط قتل کفار سے          گنہگار کا سر جو در کار ہو          غم جان نہیں صد سہ نہیں          فراہم ہن اسوا سٹے خاص عام          اگر شہ کی جانب سے تامل ہو          نہیں کرتے تا پید اگر بادشاہ          عمامہ بجائے سر خاکسار          عمل ماہ سے تابا ہی رہے</p>	<p>ملک بارگاہ و فلک آستان          در تاج کبرا و در تاج حشم          نہیں حرص دنیا سے کچھ درجا          نہیں غرر کچھ محکوسر کار سے          تو خود لیکے حاضر گنہگار ہو          یہ فدوی اطاعت سے باہر نہیں          کہ لین اہل زنا سے انتقام          تو اس خاقہ کش کے لیے عید ہو          مجاہد کو کیوں روکتی تو سپاہ          پہن سچتا ہے سوئے در شہر یار          جہان زیر فرمان شاہی رہے</p>
--	--

رفیق بارگاہ سچاغت مولوی امیر علی

<p>ہو ہی مہر ارسال نامہ ہوا          ہوا جانیر بارگاہ نامہ بر          نہ پہنچی وہ عرضی گر شاہک          کہا بہتی تو یہ کہد یا شاہ سے          کہنا یوں حضور سلیمانچاہ          کہ کہنا ہی بات فرامی ہے          نہیں تو بڑا بیچ پڑ جائیگا          یہ سنگر روانہ ہوا نامہ بر          کہ تم فوج لیکر اسی وقت جاؤ          سمجھنا اجل کا نشا اوسے</p>	<p>روانہ سوشہ عمامہ ہوا          کسیکو فاقہ دیا قبول کر          ہی اہلکاران درگاہ تک          مجاہدین برگشتہ درگاہ سے          مگر نامہ بر کو دیا یہ جواب          کہ کہو لیے کیوں اجل آئی ہے          عمامے کے مانہ سر آئیگا          ملا حکم یوں بارگاہ کو اودھر          نچائے کہیں سولوی گھیر لاؤ          جہان جائے گولی لگاتا اوسے</p>
---	---

مولا کا کوئی بیان نہ فرما دینا چاہیے

مولا کا کوئی بیان نہ فرما دینا چاہیے

تو مشتہ کیا ہر کسیدان کو  
 کہ اب بار تو میرا شکر ہو  
 وہ جو کچھ کہے وہ بجا لائیں  
 ہونے و انت حکم پیردوان  
 یہ احوال جب مولوی نے سنا  
 کہا اوسنے یہ فوج اسلام سے  
 سحر گاہ ہے کوچ اپنا اودھ  
 نمازون میں لوگوں کی گائی وہ  
 بہت تھے مجاہد کہ سویا کئے  
 ہوا جلوہ افسردہ و زخمیں  
 کئی آسمان تک صدائے اذان  
 و صو کر چکے سب تو بکجا ہوئے  
 نمازین پر مھین اور کمرین کسین  
 علاطہ ہوا شاہ کی فوج میں  
 سوار اور پیدل کمر باند کمر  
 مگر وہ جان تھا سب کو ایمان کا  
 مجاہد بڑے آگے لیکر نشان  
 وہ دینار سب سے صد و دہزار  
 سوار ہی دم بیچ پینس کی تھی  
 مجاہد نے غازی تھے لی اپنی راہ  
 مگر بار کونے بڑیا یا قدم  
 گروہ مجاہد سے جب بڑہ گیا  
 گزارش یہ ہے باوری بجان کر

دیکھو کہ کس قدر کھلم کھلا ہے

دیکھو کہ کس قدر کھلم کھلا ہے

کیا حکم ہر ایک کشتان کو  
 تمام افسردہ پر وہ افسر ہوا  
 جہان لیکے جائے وہاں جا میں سب  
 گیا الغرض بار تو بھی وہاں  
 کہ افسر فرنگی ہوا فوج کا  
 نمازین پر ہو سور ہو شام سے  
 اودھ سے ہے مقتل سارا جہاں  
 کہ ہے مسجد خواب مہر فحاش  
 بہت یاد خالق میں رویا کئے  
 عیان کچھ ہوئی روشنی جہاں  
 اوسنے خواب غفلت سے اسلمان  
 بڑا پیئے جماعت صف آرا ہوئے  
 چلے پہل لشکر ہتھیار کوس دین  
 سمت کر ہو میں ایکجا پلٹیں  
 دور وہ کمرے ہو گئے راہ پر  
 نہ ڈر نوکری کا نہ تھا جان کا  
 لگائے تھے تلوار ترش کمان  
 مگر بیچ میں مولوی تھا سوار  
 وہ چولی تھی یہ شک ہتھیار کی تھی  
 کیا خوف ایمان نہ بولای سپاہ  
 لے ساتھ بدخواہ دین یکقام  
 ٹھہر کر فرنگی سفیدی یہ ندا  
 ٹھہرے ہیں بہتری جان کر

اب آگے بھان سے جو رکھا قدم  
 کیسے کہا او سکو چل دور ہو  
 یہاں کے شہر سے کہا کچھ کام  
 قضا راویان اور بھی ایک راہ  
 اوسے راستے پر فرنگی گئی  
 بہرین او تینے تو پین پر گزار  
 ہو اداخل اوس باغ میں مولوی  
 کیسے درختوں میں کہا فی ہوا  
 کوئی ہے وضو ہا کوئی با وضو  
 پڑھی ٹھہر کی اہل دین فی غار  
 دعا کی کہ سب پر ہے رحمت تری  
 ہوا مولوی جب وہاں سے سوار  
 کین گاہ میں توپ دن سر جلی  
 بہت اہل اسلام بھان ہوئے  
 مگر لوگ تھوڑے یہاں تک لڑی  
 یہاں تک تھے وہ سب نڈر توپ سے  
 او دہر گولہ انداز مارے گئے  
 بہت تھے تلنگ مجاہد تھے چند  
 تلنگوں سے تلوار چلنے لگی  
 غرض ہندوؤں پر جو بکس گرے  
 پڑی جیلی تلوار بند و ق پر  
 چکا جب نشان ایک کو باہر سے  
 رہی کھیت بند و بہت کھیت میں

تو میدان میں آپ بن اور  
 نہ کر دیر جو جنگجو منظور ہو  
 ردولی میں جا کر کرن کی قیام  
 بیان بیستان میان گیاہ  
 کیا بڑہ کے سامان کین گاہ کا  
 لگا یلین کہین دو کہین تین چار  
 جہان سے قرین وہ کہین گاہ تھی  
 کینے لب چاہ پانی پیا  
 کیا رفع شک کر کے تازا وضو  
 بجالے سب عت بے نیاز  
 پذیرا ہو یہ سجدہ آخری  
 چلے ساتھ گھوڑے کے تھوڑے پار  
 بس توپ گولی بھی سن نہ جلی  
 جو پیچھے رہے وہ گریزان ہوئے  
 کہ لیکر نشان توپ پر جا پڑے  
 کہ بڑھ کر ملا وہی سپر توپ سے  
 او ہر چند جان بازارے گئے  
 لڑے اس طرح ہو گئی توپ بند  
 حیات اپنے چامے بدلنے لگی  
 گرے دو مجاہد تو وہ دس گرے  
 مگر تک گئی نالی کو کاٹ کر  
 بڑا دوسرا آگے لیکر اوسے  
 گرے کچھ مسلمان ہیارت میں

سہاں اک کو لہ انداز سہا  
 بچا یا بہت اہل اسلام کو  
 مسلمان وہ تہا مہندہ و فسی لڑا  
 کیے قتل جب پانچ سات آدمی  
 بہت چہا گیا خوف کشتان پر  
 گیا بہاگ کردو سری توپ نک  
 دہوان توپ کا چہا گیا آن مین  
 جہان مولوی زخم کھا کر گرا  
 دم مرگ بھی کار ایمان کس  
 کہ نو تو بھی وقت سے لوٹ کا  
 جہان مولوی تہا مستلا نشین  
 مڑ پٹی نہیں لاسٹین برابر کیٹی  
 پئے شکر سجدے مین سر رکھ دیا  
 وہ بیجان ہوا تو صفائی ہوئی  
 فرنگی نے جا کر دمان کی تلاش  
 شناسا ست کر کوئی ہٹ گیا  
 روانہ کیا سر سو تھکا  
 دتالچ نگارون نے پرچہ لکھا  
 سب اہل و ناعا مئی دین پاک  
 تلنگون کے کشتوں کی کچھ حد نہیں  
 یہ پرچہ جو کہو لاگب تا گہان  
 سو رخ نے سنا اور مہا یا قلم  
 سر دپاے الفاظ کہو کر کہہ

بڑا وہ جو انمزد و جاننا دست  
 نکالی مگر شیخ اسخام کو  
 کیا نام اوستے بھی اپنا بڑا  
 گرا آپ تلوار او سدھم نہیں  
 لڑائی جو بگڑی بنی جان پر  
 اوڑھی رنج آ فی حد کی پاک  
 کرے دو مسلمان میدان مین  
 دہین بہا سجا بھی برابر گرا  
 یہ ایما سو ہر مسلمان کس  
 یہ ہے دولت مرگ راہ حذر  
 عزیز اور احباب بھی تھے دہین  
 چرین گو لیان مولوی پر کٹی  
 نہ بہو لادم مرگ یاد خدا  
 ہوا غل کہ ختم اب لڑائی ہوئی  
 کہاں ہے فقیر مجاہد کی لاش  
 سر مولوی تیغ سے کٹ گب  
 کہ ہون شاد نواب ایمان نہا  
 کہ وہ مولوی آج مارا گیا  
 ہوئے یکھد و نوزدہ کس ہلاک  
 پئے اہل اسلام مرقہ نہیں  
 ہوا کوئی غلین کوئی شادمان  
 کہ ہو سال و تاریخ ہجر ہی قسم  
 کما حلق زائد غضب ہو گب  
 شہزادی

رہے اسے کو اب عاجز و ناتوان  
 کہتے تھے اہل زمین آفرین  
 مگر حال اہل زمانہ یہ ہے  
 کسی بہت میں نام آغا علی  
 کہ اس خون کے دونوں بانی ہیں  
 نہیں اس بکھیری سے کیا ای صغیر  
 اس حوال کو اب یہیں چھوڑ دو

کار کا رہی رہا ہے حوا  
 ملک کہتے تھے آفرین آفرین  
 لکھنا میں نہیں بخوبی بہت جا بجا  
 کسی شعر میں اسماعیل علی  
 لکھا تھا کہ بد زندگانی یہ ہیں  
 عبت نام ناظم لکھا ای صغیر  
 خان کیت قسم موڑ دو

بیان فتن سلیم صاحب کلان از کوہ در کلکتہ کچھو کوہ تروہو سی و اہل ہارنی نظامی کا دہ

نہو شاد یارب دل اہل کین  
 پریشان بد خواہ عالم رہے  
 برائی سے لازم ہے سب کو حذر  
 بڑی نیکی میں پہلائی میں ہے  
 جو ہو تو پہلائی سے دل شاد کر  
 برائی کرے گا تو کیا پائے گا  
 کیسے ستانے سے کیا فائدہ  
 مگر ظلم نادل نہو کوئی شک  
 عجب واقعہ ہو لو ہی کا ہوا  
 زمانے میں اور کم کی گزرا جال  
 شب و روز دکھائی ہوا کوہ پر  
 ملاں دلی سب سے بہان کیا  
 رہا ہیچ و تاب او سکوندہ سے  
 گورنر سے او سنے ملاقات کی  
 بہت حال او سنے زبانی کہا

بروئے زمین ہو کہ زیر زمین  
 لبون پرسم و رنج سے دم رہے  
 کہ لعنت ہے ختم بدی کا اثر  
 زمانے کی لعنت برائی میں ہے  
 صد کشور نام آباد کر  
 بہت اسے ستمگار بچائے گا  
 اسے دل دکھانے سے کیا فائدہ  
 کہ دکھائیگا صبر سلو م رنگ  
 کہ دل چاک ہر آدمی کا ہوا  
 سلیم مگر تھا سقم جبال  
 غرض چند مدت رہا کوہ پر  
 وہ نہی آتش سنگ یا بھید تھا  
 کیا سو کلکتہ وہ کوہ سے  
 لکھو جس سے وہ بات کی  
 یہ تفصیل راز نہانی کہا

مہینوں رہا مشورہ درمیان  
جب اس نے سخن ختم اپنا کیا  
کہ اور تم کو نامہ طلب کا لکھ  
نو لیدہ نے خطر روانہ کیا  
پڑا نامہ اور تم نے جب کہو لکھ  
گورنر کے آگے بوقت بیان  
کہیں اس نے بھی داستان بہت  
گورنر جب اظہار سب شن چکا  
ہوئے اہل تجویز حاضر دہان

سناتا رہا روز تازہ بیان  
کسی کو گورنر نے فرمان دیا  
یہاں جلد تر آسے عرصہ نہو  
سو لکھو کے گب ڈاک  
گیا وہ بھی لکھتے کو ڈاک پر  
سلیم اور اورم ہوئے ہریان  
کہ تھانج احوال دل میں بہت  
دیا حکم کو سل میں تجویز کا  
کہ جواد کے اجلاس کا تہا مکان

### تجویز دانا بیان فرما

لگی ہوئے تجویز آپس میں بون  
ہا رار ہے کچھ دنوں بند و بست  
نرمک تحصیل ہو جس قدر  
برس دو برس کر کے یوں انتظام  
کسی نے کہا ہے ہار می پر اسے  
نہو کچھ غرض ملک سے شاہ کو  
کہا یوں کہنے یہ بہتر نہیں  
اسی گہر سے فیض اہل مالم کو ہے  
بہت اس میں بدنام ہو جاوے  
مناسب نہیں چھٹا ملک کا  
جہا تک میں اقرار قول و قسم  
مگر اس طرح ہو دہان انتظام  
بدستور تخت اور لشکر ہے

کہ ملک اودہ چھٹے سترے کیوں  
کہ جو میں زبردست ہوں زبردست  
روانہ ہو سو در تا جو ر  
کرد پھر سپرد شہ نیکان  
کہ ملک اودہ اپنے قبضے میں آئے  
غنیمت گنیں اپنی تنخواہ کو  
کہ ایسا کوئی دوسرا گہر نہیں  
محبت مروت بہت ملکہ ہے  
بکاڑو گے یہ گہر تو کیا پاؤ گے  
کہ ہے عہد ناموں میں کیا کیا لکھا  
وہ منوخ ہو جائیگے یک قلم  
کہ ہم بھی رہیں خلق میں نیک نام  
مگر ہر جگہ اک کمشنر ہے

رہے تبتہ شہ بین ملک و سپاہ  
کیا اور نہیں سے ایک فوج کلام  
بدل دو فقط حاکم وقت کو  
کسی اور صاحب خرد نے کہا  
وہ اپنی عزالت سے معذور ہی  
دیا ہے اس سے اس لیے اختیار  
اویسی ہے غفلت اویسی کا قصور  
عرض سب نے یوں اپنی اپنی کہی  
جدا گانہ لکھی گئی سب کی رائے  
پسند آئی اوسکو یہی بات آہ  
قلم و ہمارے تصرف میں آئے  
سبیل کو تسکین حاصل ہوئی

کشتی سے تاج بادشاہ  
کہ اسے بھڑون سے کیا ہو کام  
کسی اور کوخت و تاج و دو  
بتا دو تو حاکم کی تفسیر کیا  
جو مالک ہے گھر کا تو دستور ہی  
کہ تاہو بخوبی سرا انجام کار  
خطا و سکی ہے شاہ کا کیا قصور  
گورنر کی تجویز پر اوٹھ رہی  
وہ کاغذ گورنر کو آخر دکھائے  
سعین ہو تنخواہ کچھ بھر شاہ  
فلک مردم لکھنؤ کو ستائے  
کہ اب صورت راحت دل ہوئی

عرضداشت گورنر دہلی کی حضورندگان شاہنشاہ ملکہ و گوریہ سلطانہ اقا قلم

گورنر نے عرضی میں یوں بیدار  
کہ اے تاجور تاج بخش شہان  
عدالت گزین و عدالت پسند  
بیو در گھہ عالیہ عرض ہے  
کہ شاہ اوہہ بیکہ رنجور ہے  
وہ دستور غفلت میں ہو اس قدر  
ہمیشہ یہاں سے ہوئی اوسکو پند  
سچو نکا صدائے نصیحت سے وہ  
وہاں کے رزیدنس نے یک قلم  
و بال ستم قہر اللہ ہے

لکھا سوئی فرمانروائے قریب  
ہمائے سرحد و ان جہان  
شہ بحر و بر شاہ بیت و بلند  
گزارش بد و نیک کی فوض  
فقط مالک ملک دستور ہے  
کہ اوسکو نہیں کچھ کیسی خبر  
نصیحت اوسے کچھ نہ آئی پسند  
نہ جاگا کبھی خواب غفلت سے وہ  
لکھائیں دستون میں حالی ستم  
پے داد ذات شخص شاہ ہے



دہان کے ریڈنس نے بار بار  
ریڈنس کا جو کچھ اظہار ہے  
مناسب ہے اس ملک کا نظام  
ہوئی ختم عرضی لغاتہ ہوا

جو احوال گذرا وہاں وہ کہا  
مع عرضی ارسال سرکار ہے  
زیادہ ہو آباد کی خاص عام  
جہاز دہانی روانہ ہوا

احال استغنائی وزیر و خبر رسیدن بادشاہ

کیا سو لندن لغاتہ اودہ  
سنا تھا جو مضمون تجویز کا  
کہ ہو جائیگا متصل انقلاب  
ابھی ہے سو برا خبر لیجئے  
تو اترجیون نامے آنے لگے  
گئے لیکے ذی اعتبار اپنی خط  
مناسب ہے کیجئے خبر شاہ سے  
کہا اوستے یہ سب سنا کیجئے  
منہیں اصل مطلق اس اخبار کی  
جواب اونکو دیکر وہ خط لے لیا  
لگا میں غرض گویان پانچ سا  
تضار کوئی خط گیا شاہ تک  
وہ خط پڑھ کے تشویش پیدا ہوئی  
بلا یا اوستی وقت دستور کو  
جہان بان سے دستور نے عرض کی  
کمرین نے باندہی جو تحقیق پر  
نمک خوار سرکار سے خانہ زاد  
منادی ہے یہ جا بجا بشعر میں

چلے لکھنؤ کی طرف نامہ بر  
وہ لکھتے والوں نے سیم کہا  
وہ ملک اور وہ شہر ہو گا خراب  
بہ تعجیل تدبیر کچھ کیجئے  
تو دستور کو سب سنا کر لگے  
کہا سچ ہے مضمون نہیں غلط  
کہ نا کچھ تازک ہو درگاہ سے  
جو ہو دسو سہ تو دیا کیجئے  
کہ باتیں یہ ہیں اہل بازار کی  
ہٹ کی جگہ نامہ رکھو ادیا  
نشانہ بنا کر اوڑادی وہ بات  
بشر لیکے پہونچا کہ لایا ملک  
پر لٹائی دل ہویدا ہوئی  
کہا نامہ دیکر اسے تو پڑ ہو  
کہ فدوی کو پہلے خبر آ چکی  
تو ثابت ہوا یہ ہے جو بھی خبر  
پڑے ہرزہ گویان کیا السداد  
کہ اسکا نہ ہو تذکرہ شہر ۱۳

والفوق راہل  
کے مضمون  
اہل علم و  
تذکرہ  
اوستی  
میکر وہ

اگر ماوہ کو پھر کر بیٹے بیان	تو ہو گی تیر کارڈ او بی زبان
یہ شکر ہو او ورا ندوہ شاہ	رہے شغل سامانہ شام و بگاہ

فرمان ملکہ معظّمہ و کٹوریا شہنشاہ اقلیم	
---	--

یہاں تو کس کیونہ تھا کچھ ہر امن پڑا او سننے فرمان و کٹوریا کہ اچھا اگر شاہ معذور ہے مناسب معین ہو تنخواہ شاہ بدو سکے یہ حکم خورم ہوئے ہوئی پشت اہل جہان غم سے غم گورنر نے فرمان دیا فوج کو روانہ ہو سب فوج نزدیک دور ہو اکی طرح اوڑ گئیں چھٹیاں گورنر نے اوٹرم کو نامہ دیا	وہاں حکم آیا گورنر کے پاس یہ مضمون تھا اور مطلب یہ تھا ہمیں قبضہ ملک منظور ہے رہے پردہ ہی حرمت و عروج جاہ ہوا خواہ جو سکے وہ پر غم ہوئے کہ تھا فرق افسوس زانوی غم کہ ہر جاوئی سے ابھی کوچ ہو بند ہے لاکھ جا کر سو کا پوچھ سنا حکم سب نے چلا کاروان سو درگاہ شاہ رخصت کب
---	--

ساقی نامہ و رجال انقلاب سلطنت و پرنسپال اہل شہر و شہر پار	
---	--

پلا بھگو اسے ساقی ایسی شراب زمانہ میں وہ دور چمانہ ہو نہ شیشہ نہ سے کش نہ ساقی رہے نہو قطرہ سے میسر کہیں ہو اوڑ اسے فلک میکدہ میں وہ گرد ترزل میں آسے زمین کا طبق وہ ہو واقعہ اور وہ واردات یرانی ہے دنیا بیا دور ہو دلون سے اوستے اعتبار جہان	کہ دیکھو یونین کیفیت انقلاب کہ جس سے خراب اور میخانہ ہو رہے ہیں تو جو تنخواہ باقی رہے صراحی کہیں ہو تو ساغر کہیں کہ ہو پیر میخانہ صحرا نور د اولٹ جائے دنیا شمال ورق کہ چشم زمانہ میں دن کو ہواست ابھی تک تو ہے اور اب اور ہو کہ سب کو حال قرار جہان
--	--

دور کا کٹوریا  
ساقی نامہ  
فرمان ملکہ  
دور کا کٹوریا  
ساقی نامہ

قرا بہان پر نہ پہونے کوئی  
 کہ یہ چاہے آرام دنیا نہیں  
 اگر بیچ کو عالم نور ہے  
 ستارے قوس پر بیان ہیں کہیں  
 زمانہ حقیقت میں ہے کجدار  
 عجب بادِ دہر کا حال ہے  
 کہیں چین سے کوئی سویا نہیں  
 بلا سے زیادہ ستاتی ہے یہ  
 زمانے سے دیکھی ہے کسے وفا  
 جہاں شادیاں تہن دیاں گم ہو  
 جو تہا باغ وہ اب بیابان ہو  
 مٹاتے شکے لیے تختِ زر  
 گئیے ظالم دھرو عادل گئے  
 کہاں اب اٹھے دارا سکندر کہاں  
 فریدون و ضحاک باقی نہیں  
 عدم کی ہوئی راہ حاتم سے ملے  
 قضا سے گئی زال کو سام کو  
 کہاں قصر کہ الکی بنیاد ہے  
 ہوئی خاک نہ درآ در روزگار

بھار چین پر نہ پہونے کوئی  
 تباہ اس زمانے کو اہل نہیں  
 پس شامِ شب ہے تو دیکھو رہے  
 کہیں ابر ہے بوندیاں ہیں کہیں  
 نہیں صورتِ سایہ اسکو قرار  
 ضعیفہ یہ بدخواہ اطفال ہے  
 کب آغوش میں اسکو رو نہیں  
 کہلا نا کھان کہا ہے جاتی ہے  
 کہ اسکی کمر میں ہے تیغِ جفا  
 مرتب جو دفتر ہے برسمِ جوئے  
 جو آباد گھر تھا وہ ویران ہے  
 وہی صورتِ سایہ میں خاک پر  
 قنات ہو گئے خاک میں مل گئے  
 حکومت کہاں اور لشکر کہاں  
 کہاں ہڈیاں خاک باقی نہیں  
 ہوئی خاک ہمیشہ و کاوس کے  
 بچھوڑا اتریمان و بھرام کو  
 وہ برباد ہو گیا جو آباد ہے  
 نہ رستم ہے باقی نہ اسفندیار

داستانِ امدان اور تم صاحبِ کراں از کلکتہ و خبرِ صیقلی ملکِ سائیندک بادشاہ

سلامت رہیں شاد عالی ہستم  
 نہیں بہو لبتا لطفِ ادس محمد  
 مع تماچ و اقبال و جاہ و چشم  
 مرا تلخ کامی میں ہے شہد کا  
 نہ ہے واقفِ رنج و غم آدمی  
 زمانیکو ہتی راحتِ دیواری

نہ تھا کوئی غم راندن عید تھی  
 کوئی بار غم سے خمیدہ نہ تھا  
 پریشانی حال سبیل نہ تھی  
 عجب وقت وہ تھا عجب دور تھا  
 یکایک جو اوٹرم کی آمد ہوئی  
 ہوئی اوسکی آمد سے شہ کو خبر  
 اشارہ کیا شہ نے دستور کو  
 لیا اوسکے لینے کو دستور شاہ  
 سواری گئی تا در چار باغ  
 عیار ایک آگے اور اناگمان  
 ہوئی جب ملاقات کی رسم ادا  
 ہوا ایک خطے میں طے راستا  
 جب اوٹرا تو دستور سے یہ کہا  
 سوا لاکھ ہر ماہ بیٹی شاہ کین  
 نہیں کام کچھ ملک سے شاہ کو  
 کہ شہ کے ہم اب ملک کا انتظام  
 کیونکہ اسی وقت بھیجین حضور  
 کہ آئے ہیں فوجوں کے باہم پر  
 سنایا جو اوٹرم سے نواب نے  
 ہوا دل خیزین سپہ نگون ہو گیا  
 کئی اور کا تو نہ آیا خیال  
 کہ عزت بچے دیکھے کس طرح  
 رزیدنس سے جلد رخصت ہوا

خوشی روزمرہ بتجدید تھی  
 سترین آفت رسیدہ نہ تھا  
 وہ نغمے تھے فریاد بلبل نہ تھی  
 غرض شاد ہر یک بہر طور تھا  
 صفت لشکر غم کی آمد ہوئی  
 کہ آج آگیا شام تک داک پر  
 بجا لاؤ تم اپنے دستور کو  
 مع اشتہار میل و اسب و سپاہ  
 ہوئے باغ کے پاس روئے حراج  
 ہوا داخل باغ و احیال ان  
 سواری بھری سوی دولہا  
 رزیدنس کو بھی میں داخل ہوا  
 کہ فرمان یون ہے شہشاہ کا  
 کہین جشن دن رات تنخواہ کین  
 کہ منظور اب یون ہے اللہ کو  
 سپہ شاہ کی بر طرف ہو تمام  
 بہ تعجیل جاسے سو کا پتہ  
 سر رہہ رسد وہ فراہم کرے  
 چکایا اوسے ناگمان خواب نے  
 خوشی کم ہوئی غم فروں ہو گیا  
 ہوا بیشتر دل کو اپنا خیال  
 غلاب جیسے دیکھے کس طرح  
 روانہ سو قصر حضرت ہوا

علم و دستور  
 کیونکہ اس وقت  
 نہ تھا اشتہار  
 پرست

سوار کا شہنشاہ ہر چند تھی روشنی  
 اور کھانچا خون سے دوسرا  
 کہیں بچنے اس وجہ سے شعلیں  
 یہ گہوڑوں کی جا پونے دل پر تپتی  
 سواری میں تاکہ بجا جو ترم  
 در شاہ تک یوں سواری گئی  
 وزیر استان بوس ہوتا چلا  
 تر دیر دل میں کہ کیونکر کہوں  
 چہا نے کے قابل نہیں تیر بات  
 سین کے گوشہ تو غضب آئیگا  
 گیا پیش شہ چشم پر نم کیے  
 زمین بوس ہو کر کھا اس طرح  
 خداوند غمت غضب ہو گیا  
 مٹی آج سے سلطنت شاہ کی  
 یہ ہے حکم موقوف ہو بسا  
 مکان ایک رشتہ کو کر لین پسند  
 نہ تو بین نہ یہ کارخانہ رہے  
 سنا پہ تو دل پر قلع ہو گیا  
 بھے اشک رخسار پاک پر  
 تب غم سے حال جنون ہو گیا  
 فلک تک گئے نالہائے خرب  
 زمانے میں پہونچی خبر ناگمان  
 سرا سیمہ ہو ہو سکے دور سے محل

سیاہی کے مانند تھی روشنی  
 فقیہ وہ سب بکے تہ آم  
 کہ ہم جل چکے خوبا رب ان جین  
 کہ آئی ہے آواز سینہ زنی  
 تو نکلی صدا جس ہمیں تاک ہو جم  
 کہنا چرخ فریاد زاری گئی  
 اوتر کر سواری سے روتا چلا  
 کہوں یا الہی کہ میں چپ ہوں  
 غضب کی قیامت کی ہی درد آت  
 خدا جانے کیا حال ہو جائیگا  
 جھکائے ہوئے سر کمر خم کیے  
 کہ سکتے ہیں ابزد ملین جس طرح  
 کہ ملک اودہ منتبط سب ہو گیا  
 معین شہنشاہ نے تنخواہ کی  
 رہیں چند اشتیاق میں سے بادشاہ  
 رہیں حسین عفت پناہان چند  
 جگر تیر غم کا نشانہ رہے  
 کہ رنگ رخ شاہ فق ہو گیا  
 گر آماج سر ستر خاک پر  
 ہر اک قطرہ اشک خون ہو گیا  
 ہم اشک سے ہو گئی تر زمین  
 کہ حضرت ہیں سرور آہ و فغان  
 کہ کیا وجہ روئے ہیں کہیں محل

سر پا کی اونکو نہ تھی کچھ خبر  
 سر راہ اچھل نکلتا ہوا  
 جھپٹ کر چلین تو عرق آگیا  
 محلدار دوری خبر لاؤ نہیں  
 چلین دوڑ کر جو زنان محل  
 او بھکر کوئی پانچون سے گری  
 کسی نازنین کو غش آئے لگا  
 کنول گوشتے ہمراہ جلتے ہوئے  
 گئیں اس طرح سب وہ حضرت کو پا  
 ہو میں سب پس پردہ رونق فزا  
 کہ ہوتی ہیں لوگو نہیں سرگوشتیان  
 کہو جلد مشتاق آواز ہیں  
 کہنا شاہ نے حال دل کیا کہوں  
 مری شوکت منزلت مٹ گئی  
 یہ کہہ کر جو شہ صرف افغان ہو  
 روان اشک رخسار پر ہو گئے  
 وہ سب سر و قامت خمیدہ ہوئے  
 کہا شاہ نے والدہ کو بلاؤ  
 اوسی وقت تشریف لائیں جہا  
 پر لیٹان ہر اسان غم آگین اور دم  
 قریب بسر جاسکے پہونچی جوان  
 ادھر تو جناب آئین بادرو غم  
 ندیموں کو پہونچی جو کچھ کچھ خبر

کہ جوتا کہاں ہے دوپٹا کہہ  
 چلا خاک پر سر چکنا سو  
 پسینے سے دل اور گہرا گھٹیا  
 کہاری سے ہی پیشتر جاؤ نہیں  
 گرسے کہا کے شو کر کوئی منہ کی بہل  
 کسی کے بدعین پڑی تھر تھری  
 کیا جگر سن سناسنے لگا  
 یہ تھا پول دل سے اوچھلے ہوئے  
 روان اشک آنکھوں سے چہرے اوڑھ  
 ندادی کہ حضرت یہ سے حال کیا  
 خدا کے لئے چھپ کر تو بیان  
 کہ جھٹو سوا محرم راز ہیں  
 ارادہ یہ سے کہا کے کہہ سورہون  
 غضب ہو گیا سلطنت مٹ گئی  
 محل ہی پس پردہ فالان ہوئے  
 وہ گلبرگ شہنشاہ سے ترمو سکے  
 وہ گل و سب آفت رسیدہ ہوئے  
 ارے کوئی جبریل صا کو لاؤ  
 عجب بھکاری سے آئین جناب  
 بھگائے سے دل کی صورت ہو اس  
 اوتھے بھر تعظیم شاہ زمان  
 اودھر آئے مزار اسکندر چشم  
 جہلی بار اندوہ و غم سے

کوئی اشک ماتم نہاے لگا  
 بکارا کسی نے ہوا در لاؤ  
 بہت لکھنوں پر روانہ ہوئے  
 در عشق منزل تک آئے خوب  
 غرض پیش حضرت کے لب ندیم  
 پریشان ہوئے شاہ کو دیکھ کر  
 غرض جمع جب ہو گئے وصال  
 تر ہو گئے ہم ریاست گلی  
 یہ گھسٹ گیا خاتمہ ہو گیا  
 جیسے بے ریاست تو کس کام کو  
 کہ تخت دین تاج دین ملکین  
 نہ لڑ نہیں بدنام ہو جائیں گے  
 تقاضے محبت تو سے لڑ مرو  
 کہیں گے یہ آپسین چھوٹی بڑے  
 کہا یوں جو شاہ و ظفریاب فی  
 کہ ارشاد حضرت پسندیدہ ہے  
 مناسب نہیں قصد جنگ جدل  
 یہ ہے مصلحت جبراب کیجئے  
 یہ گلے جو سبکی زبانوں پر آئے  
 وزیر الممالک نے پہریوں کہا  
 کہ کوئی رسد کے بیٹے جلد جاسے  
 ہو احکم سلطان مناسب جو ہو  
 مگر کہدو جو کوئی جاسے اودھر

خبر کوئی بہم منگا کے نہ لگا  
 کسیر کب جلد بہتی لگاؤ  
 پریشان و مضطر روانہ ہوئے  
 تو اترے بدستور رسم ادب  
 مگر دل میں تھا حال اسید و نیم  
 کہ نیٹھے ہن سرنگے با چشم تر  
 تو حضرت نے اوسے کیا یوں بیان  
 سنا نام جینے کی لذت گئی  
 در مقصد زندگی کہو گیب  
 کہ قدر نگین کیا ہے بے نام کے  
 کہ سر پہلے دین عرصہ جنگ میں  
 شجاعان عالم سے شرمین گے  
 یہ ہے حکم دانش قابل کر دے  
 دیا تاج جینے اوسے سے لڑے  
 گزارش یہ کی سنے نواب نے  
 در بے بہا ہے گل چیدہ ہے  
 صلاح خرد پرستے لازم عمل  
 او نہیں ملک پر قبضہ دے دیکھے  
 کہا شاہ نے خبر جو سبکی راستے  
 کہ ہے یہ اشارہ رزیدنس کا  
 او ہر فوج آتی ہے ایذا پائے  
 وہ کام اپنی تجویز سے تم کرو  
 یہ ہیں اپنی رکھ جائے تیغ و سپہ

جب ایسا سے شاد و زمانہ ہوا  
نہتا وہ ذیرتبہ روتا گیا

ادسی وقت کوئی روانہ ہوا  
رنڈینس کے پاس ہوتا گیا

خبر انقلاب رسیدن پائل شہر

شب غم کی باقی پہرات تھی  
بلاخیز تھی جان ستان تھی وہ شب  
کسی طرح آخر نہ ہوتی تھی رات  
بہی تھی یہ آواز گھریاں کی  
جگر مثل پروانہ جلتے رہے  
ترپتے رہے مضطرب رات بہر  
یہ مسجد میں شور موزن ہوا  
وہ تھا مھر زرین سر آسمان  
فکاس کا بھی تھا غم سے سینہ کباب  
غرض مھر تابان جو پیدا ہوا  
خبر جا بجا شہر میں اور گئی  
کچی آگئی پشت اقبال میں  
دل شاہ کو یہ بہت مضطرب  
خبر شکوب کو تلاطم ہوا  
پے سلطنت لوگ رونے لگے  
کسی درخت کے پاس کوئی گیا  
سراسیمہ ہا ہر سے آیا کوئی  
بیان تھا کہ آفت یہ نازل ہوئی  
دکھایا تقدّر نے روز سیاہ  
کسیکو ہوا رنج سوداگر خی

وہ تاریک شب رشکات تھی  
سنارے تھے سب دیدہ پر غضب  
وہ گرتی تھی شبنم کہ روتی تھی رات  
کہ اب ہے کمی بخت اقبال کی  
رُخ شمع پر اشک ڈھلتے ہے  
ہوتا ناگہان شور مرغ سحر  
اد ہوا غافل و حشر کا دن ہوا  
کہ تھی سرخی چشم گریان عیان  
ہوا داغ فکر عیان آفتاب  
وہ راز نہفتہ ہویدا ہوا  
کہ تیغ جہان بانی اب مڑ گئی  
شکن پڑ گئی دامن حال میں  
ہوا سلطنت کے لئے انقلاب  
ترد و فکر تا ظلم ہوا  
گر بیان دل چاک ہونے لگے  
کہ کچھ تو کہو کیا ہے یہ ماجرا  
خبر اہلکاروں سے لایا کوئی  
سکافات اعمال حاصل ہوئی  
ہوا تھانہ زندگانی تباہ  
کسیکو ہوا صدمہ چاکری

خبر انقلاب رسیدن پائل شہر



مہاجن دکان بڑھانے لگے  
 ہوئے سرد وہ گرم تھی جو تنور  
 اطالیٹ نے گانے سے پکڑ چوکا  
 غرض سو گوارا اہل عالم ہوئے  
 دعاؤں میں صرف تھے مردوزن  
 بچائے اس آفت سے سلطان کو  
 خبر یہ امیر دن نے بھی جب سنی  
 کہا نجات بیدار اب سو گیا  
 غم آلودہ اندھ لگین اشکبار  
 عزیزان سلطان عالم پناہ  
 وزیران معزول عہد پدر  
 چچا شاہ کے شاہ کے این غم  
 غرض جتنے حاضر تھے دقت رواں  
 کہ تھا یہ مناسب جو نہ فی کیا  
 کہ شاہ کہتے جو بہر مصاف  
 نہ تھی اسین کنجائیش گفتگو  
 مگر کی ہے وہ بات سلطان فی  
 غرض تہین یہاں تودر بارین  
 ہجوم اس قدر تھا در شاہ پر  
 یہاں تک ملازم تہوب بچوس  
 ہوئی تھی جو قابو سے باہر  
 اڑایا کیا اچھی خاک راہ

غرض کہ وہاں اس اور بارہا صحنہ

سو خانہ صراف جانے لگے  
 کیا سے پرستون فی شبنو کو چور  
 کوئیون فی بھی بند کر لی زبان  
 دلوں کو بہت صدمہ دہم ہوئے  
 کہ یارب بچی حسین د حن  
 بچا دست غم سے گریبان کو  
 ہوئی سب تشویش و ہنہ گنی  
 کہ تھا کیا ابھی اور کیا ہو گیا  
 رزانہ ہوئے جانب شہر بار  
 گئے پیش حضرت بحال تہا  
 ہوئے خاکبوس منہ داد گر  
 چمکائے تھے سب بزانوی غم  
 ہوئے رستے حضرت کے سب جان  
 کسی طرح موقع نہ تھا جنگ کا  
 تو ہوتا یہ ثابت کہ می انحراف  
 جو مطلب کی کرتا کوئی جستجو  
 کہ گھڑی ہوئی سلطنت پرستہ  
 پیا حشر تھا خاص بازار میں  
 کہ تھی ہند کثرت سے راہ خبر  
 کہ اصلاً نہ تھا ہوش جسم و لباس  
 نہنیں کی جگہ منہ سے کہتی تھی  
 رزیدنس کے گھر سے تیار گدا

امدان صاحب کلان بارگاہ سلطانی

صاحب گئی اور اسکے ہمراہ کتے  
 بدستور پیشین وہ اندر گئے  
 پس پردہ کرسی نشین تھیں  
 گیتا کا کہ دست صاحب کلان  
 جناب معلّٰی عالی مقام  
 کہ ثابت خطا کیا ہماری ہوئی  
 ہمیشہ اطاعت سے پیش آئی ہم  
 کوئی بات کب کی تمہاری خلاف  
 جو دستور کا کام ہونا پسند  
 وہ بولا جو پہلے یہ ہوتا خیال  
 کوئی کیا کرے چارہ و فکر کار  
 ملے حکم کیونکر سننا ہا  
 اوٹھا بات یہ کہلے صاحب کلان  
 سنا تھا جو کچھ ہم سلطان فی حال  
 تزدوزیادہ ہوا شاہ کو  
 وزیر دن نے حضرت سی آکر کہا  
 رزیدنس کو یاد فرمائے  
 ذرا اوس سے سنئے وہ کہتا ہی کیا  
 ڈہلی دو ستر روز جب دو پہر  
 فرنگی گئی اور صاحب کلان  
 رزیدنس نے منہ کو نامہ دیا

پس صاحب چاہہ ذیجاہ تھے  
 زمین بوس درگاہ ہو کر گئے  
 مع خاص نواب عصمت ماب  
 مراتب سے سبکو ملین گریبان  
 کسی کی زبان سے ہوئے مہکلام  
 کہ یہ نہز آفت کی جاری ہوئی  
 کہا تھے جو وہ بجالاے ہم  
 ہوا ہم سے کس کام میں انحراف  
 تو ادسکی عوض اور مویشمند  
 نہ آتا کبھی سلطنت پر زوال  
 گورنر کو یہی اب نہیں اختیار  
 ہوا وہ خدا کو جو منظور تھا  
 گئی جانب بادشاہ نشہ کی مان  
 پس سے کہا سب برنج و ملال  
 بلایا وزیر ان درگاہ کو  
 نہ گہرا بیٹے سے نگہبان خدا  
 جو بین عہد نامے وہ دیکھ لائے  
 کہ لکھا ہے کیا اور رہتا ہے کیا  
 کیا پاس اور ثم کے پیغامبر  
 پہر آئے اوتار کے لئے گریبان  
 گورنر نے حضرت کو بھیجا جو شہا

لکھا تھا کہ اسے سہریار جهان  
 سلیمان بزمِ پری پس کران  
 سلف سے ہے گردِ شِ آسمان  
 یہی کو ہماروں کو پستی ہوئی  
 کہی ہے خزان تو کہی ہے بہار  
 خدا کے جہان کا پر داز ہے  
 نمک کو وہ چاہے تو کو دی زمین  
 وہ چاہے تو کو و گران کاہ ہو  
 اگر قدرت اپنی وہ ظاہر کرے  
 پے سلطنت چاہے بیگان  
 عنایات سلطان تھی و سنور پر  
 ہوئے اہلِ عالم میانِ تک تباہ  
 تہین چاہے اب اور اسکے سوا  
 جفا پیشگان کے حوائے کرین  
 نہین طاقت وید ظلم و ستم  
 یہ فرمان آبا شہنشاہ کا  
 وہ سابق کے ہیں عہد نامی جو ب  
 جواب عہد نامہ لکھا جائے گا  
 سہ اس کے اور نرم کرے جو بیان

اس کوئی  
 دہلی کا ہو گا

فریدون خیم تا تجدار جهان  
 در تاج حکام ہندوستان  
 ہمیشہ ہو میں اس سے نیرنگیان  
 ہر اجرا کہی گاہ بستی ہوئی  
 یہی کارخانے میں لیل و نهار  
 وہی واقف پر دہ راز ہے  
 زمین کو بناوے سپہر برین  
 شب تار مثل شبِ مادہ ہو  
 سکانون کو کان جو اہر کرے  
 وزیر جہا تدیدہ و کاروان  
 ہمیشہ رہی طاقت کی نظر  
 کہ نین گئے تالہ داد خواہ  
 کہ بانی چین رعایا کے ہم پست ہوا  
 شمش سمدیدہ نائے کرین  
 پے داد وہ ملک لیتو میں ہم  
 جہینا ہو خستہ ام و رگا و کا  
 او نہین یہی کیا تھے منوج اب  
 کسی طرح او سین نہ فرق آئیگا  
 تو او سکو سمجھے ہمارے زبان

ارشاد حضرت سلطان عالم از اورم صاحب کمال

پر ہا نامہ جب شاہ ذیجاوے  
 مخاطب ہوئے سو صاحب کمال  
 تمہارے سخن کا نہین اعتبار

جلایا جگر شعلہ آہ سنے  
 غضب میں ہوئے شاہ گوہر خان  
 کیے تھے یہی عہد ناپایدار

تہاری جسے سرکار کیا است گو  
 لکھا ہے کہ تا آب گنگ و جن  
 نہ تو رینگے ہم رشتہ رسم و راہ  
 وہ دریا بھی کیا خشک رہے گئے  
 جو حکام تھے رتے سے بیشتر  
 خطا و ایرین ہند میں ایک ہم  
 اطاعت کیے بھی کی اس طرح  
 زرد پیل و شکر طلب جو کب  
 نہیں کی کسی بات میں سرگشی  
 کہاں دزد و چار ہوتی نہیں  
 تہاری طرف راہزن کیا نہیں  
 ہتھارا بھی گھر چین و کوئی یون  
 رنڈنس خاموش سنتا رہا  
 کہ ہم تابع حکم سرکار میں  
 کہ ارشاد حضرت بھی ہر سب بجا  
 اودہ میں اب اپنا کرد انتظام  
 رہے وہاں میں حرمت بادہ  
 مگر محض سلطان ہو اس بات پر  
 نہیں عرض بیجا سمجھ لیجئے  
 سنایہ تو پھر یاد نشہ نے کہا  
 ہمیں پر تو ہوتے ہیں یہ سب ستم  
 رضا کیسے دی اہل بیداد کو  
 زبردست تم صاحب وقت ہو

ذرا عہد ناموں کو تو تم پر ہو  
 نہ ہو گی یہ سرکار بیان شکن  
 یہ ہے عہد نامہ جلوہ مہر و ماہ  
 کہ منسوخ بیان سب ہو گئے  
 بلکہ رتے نہیں تھے یون اوٹلی گھر  
 کہ بد عہد ہوتے ہو کہا کر قسم  
 کہ نور ستم سے رہے جس طرح  
 اوسی وقت بے عذر ہو ادا پا  
 نہیں کی کہی تھے شکر بخشی  
 کہاں مردم آزار ہوتے نہیں  
 کہو یون اکثر ہوئے یا نہیں  
 کہ دزد اور رهن سے غافل ہو گئے  
 بہت دیر میں شاہ سے یہ کہا  
 یہاں سخت مجبور و ناچار ہیں  
 مگر ہے میں حکم سرکار کا  
 اگر ہے رضا رشتہ نیک نام  
 یہ سطور طوط ہو غزو جاہ  
 رضا سے خوشی سے دیا منے گھر  
 مناسب یہ ہے محض کرد تیجے  
 خردمند ہو کر یہ کہتے ہو کب  
 ہمیں محض کر دین کہ راضی ہیں تم  
 کہ ہم میں بہت شاد گدگد کو  
 ہمیں چھین کر مہر بھی چھاپ لو

یہ ہوتی ہے انزائش عز و جاہ  
 سچا خلق پر کاش تیغ ستم  
 ادھے شہ رزید نس یا ہر گیا  
 زہے رای مایب و بی کیا جواب  
 منسوب نہیں چہا پنا مہر کا  
 اوسے دن ندیاں شہ سے ستا  
 وزیر نکلت پیش سلطان گیا  
 کہا بادشہ نے جو بہود ہے  
 خواہ میں جو استادہ تہیں دور  
 کہا متقی سب نے سے غضب  
 کچھ اس طرح دستورے کہہ یا  
 کیا مادر شہ نے قیدی اوسے  
 رہا ایک دن قید وہ نیک نام  
 اوسے یاد ہر بادشہ نے کی  
 کہ سے سب سالیوں سے یہاں تھا  
 بیان کس کی کہی کروں خوبان

کہ گہریکے کرتے ہو چکے تباہ  
 مگر محصر ہرگز نہ چہا بین کی ہم  
 وزیر ان پیش نے شہ سے کہا  
 ہو سے سامعین ہر نگون لا جواب  
 کہ مٹ جائے گا دعو سے مدعا  
 کہ جب سے بگڑے تخیل ہو گیا  
 کیا ذکر کچھ مہر و سحر کا  
 تو کیا عذر ہے مہر ہو خود سے  
 گئیں مادر بادشہ کے حضور  
 کہ حضرت کیے دیتے ہیں مہر اب  
 کہ سلطان نے اوسکو پذیرا کیا  
 برادر نے شہ کے سر آؤی اوسے  
 مگر دوسرے روز منگام شام  
 مع مہر شفقت سے یہ کہہ یا  
 اگر کچھ بھی ہی تو کیا وہ معاف  
 وزیر چنین شہ یار چہاں

### احال شہا بنام ناطان و بزرگان فوج

لکھا شاہ کو ایک راجہ درین  
 ہم ادنی سے ادنی زمین  
 اوترتی ہے دریا فزنی کی فوج  
 اگر حکم ہو تو اوترے نہ دین  
 سانی گئیں عرصہاں شاہ کو  
 کہنی واقعی تم ہو خوشی عقاد

گستیان میں ایسے پریشان کیوں  
 مگر خیر اندیش سدا کار میں  
 سوار و پیادہ ہیں سب سوچ سوچ  
 قدم تاؤ پیر اوں کو ہر زمین  
 مہر حکم شفیق روانہ کر دو  
 اگر سکو منظر ہو تا فشاں

ملک کے طلبگار بھی ہم نہیں  
 تم اب جندی اور کی اطاعت کرو  
 کہ اب حاکم وقت ہے دوسرا  
 اوسے اپنے دفتر جاسے کرو  
 کمر اوسے کہولی جو آمادہ تھا  
 شایب گئے لکھنؤ تک سوار  
 سواروں سے پیدل جدا ہو گئے  
 علم سب تہہ سرخ و سپید و سیاہ  
 کہ وہ بھی نہ تھی جکی صورت کہی  
 نہ دکھائے وہ صورتیں پھر خدا

تو کچھ فوج سرکار میں کم نہیں  
 اور تھی جو ہے فوج اوسے آفرود  
 یہی ناظرین کو بھی لکھا گیا  
 اجازت یہ ہوتی ہے عمال کو  
 غرض حکم پہنچا جو یوں جا بجا  
 سپاہ فرنگ آئی گنگا کے پار  
 خدام نصاریٰ بنا ہو گئے  
 کئی کوس کے گرد میں تھی سیاہ  
 بہت ساتھ تھے مشرقی مغربی  
 فی بولی ان تھیں زبانیں خدا

### احکاماتِ شہنشاہ

سو عافیت گاہ صاحب کراں  
 گئے پیش شہ مخبر نیک خواہ  
 سواروں کی صف ہی میاؤں کی صف  
 زمین خود بخود خاک اور آبی کیوں  
 ہوئے دل کو سو سو طرح خیال  
 جو پھر کے میں لوگوں نے کہی  
 کمانین کماندار کہیں کہیں  
 گرا دو اسی چرخ پر سے انہیں  
 سیاہی بجالائے فرمان شاہ  
 تلام سے ملتا نہ تھا راستا  
 ہوا عصر کو خاص بازار بند  
 کہ ہے خیریت کچھ نہیں اور دور

ہوئی آمد فوج کچھ ناگہان  
 بن آہنی تک وہ پہنچا سیاہ  
 کہا فوج آتی ہے کچھ سرف  
 نہیں علم وہ فوج آتی کیوں  
 تردد ہوا بادشہ کو کس  
 دیا حکم دروازے سب کھول دو  
 کہ بند و ق تلوار رکھ دین کہیں  
 لگی ہیں جو تو ہیں جلو خانہ میں  
 غرض کہل گئے سب دربار گاہ  
 مگر حال اہل زمانہ یہ تھا  
 دکان کر گئے سب دکاندار بند  
 کئی مخبر آئے یہ لیکر خبر

علم حاکم کی دربار میں

یہ چوکی کو بہرے کو لوگ آئیں

حقاقت کو اور مرم سے بلوائی ہیں

بیان سو قونی طار زمان شاہی

رہیں بر طرف شاہ سے جب کئے  
درخانہ پر جب لگین ڈولیاں  
جہان وہ خوش الحان ساز تھی  
جہان سب بجاتے تھے ہر دم تار  
جو گاتی تھیں چہ لون پر اکثر طار  
گئیں لولیاں سر پگیتی ہو میں  
ہوے بر طرف اہل علم تمام  
معتل ہوئے بیت انشا کو لوگ  
وزارت کے بخشیری کے لبشہ  
مدالت میں بھی تہی قیامت بیا  
محل سے نکلتی تھیں یون ڈولیاں  
دل آواز محزون سے ہوتی تھو خاک  
غرض بر طرف جب سارے ہوئے  
پیاد و غنیمت محشر بیا ہو گیا  
سپہ بر طرف یکدم ہو گئی  
ہر اک گہر میں تھا شور فریاد و آہ  
صد اکو س شاہی کی تھی اس طرح  
یہ شہنا کی آواز سے تھا بیاں  
جمادی اولی کی تھی بیستوین

یہ بھی خدائے  
لڑے تھو لوگو  
دھندلی لالوگو

تو بد خواہ شجوار سب رود سئے  
چلین لولیاں شعل شکرون  
دہان آہ و زاری کی آواز تھی  
بندھے تھے اوی گہر میں انگوٹھ تار  
وہی صورت ابر تھیں انکبار  
حق دشمن شہ میں بیتی ہو میں  
شہ دفتر شاہ سے سب کے نام  
غم آگین تھو سب موت اہل ہو گیا  
اوڑا تے تھے سب خاک بالا سر  
بھی حال دیو انخانے میں تھا  
کہ جاتی تھو آواز تا آسمان  
سر رہ سواری اور قی تھی خاک  
نکاب سا مسواریوں کے ہالی ہوئے  
جہان اونکو ماتم سدا ہو گیا  
کمر صورت تیغ خیم ہو گئی  
کہ تھی اہل عالم کی کشتی تباہ  
کہ آواز دھندلگان جس طرح  
کہ اب شاد دبانے کی قوت کہاں  
کہ جس روز شہ کا سوا دل خزمین

داستان بندوبست انگریزی بکاشت و رفتن الہ کاران شاہی پیش صاحبان

بلا ساقی ایسی سے آتشین

کہ گہر بیٹھین ہم صورت تہ نشین

مئے نویسان پس انداز رہے  
 نیا میکدہ میں سدا انجام ہو  
 نیا حکم جاری ہو ہر بات میں  
 یہاں تک ہو جو شخم آسمان  
 ہوئی بر طرف فوج جب شاہ کی  
 بہہ وقت تہا شہ کو رونی کام  
 وہ شہ کو شب و روز گہری رہی  
 سب اس طرح سمجھاتے تہ شاہ کو  
 وہ بگڑے ہوئے بھی بناتا ہے کام  
 نظر رکھئے اوسکی عنایات پر  
 اوس کی عنایات درکار ہے  
 وزیران معزول آتی تہ روز  
 ہوئے آئندہ دن جب المنین تمام  
 کہ پرسون سے ہو گا یہاں تنظیم  
 یہ سنکر ہوا اور بھی شہ کو غم  
 اجازت یہ دی شہ فی ثواب کو  
 کہ جائیں رزیدنس کی پاس سب  
 ہوئے واقف حکم جب اہلکار  
 زیادہ ہوا جو مش چشم پر آب  
 غرض شام بست و ہم جب ہوئی  
 وہ روز قیامت ہوا جب عیان  
 در حاکم نو سے تارنگہ ر  
 پہر دن چڑھے تک گئے اہلکار

عراق مئے دیر سالہ رہے  
 تھی ہو صراحی نیا جام ہو  
 تھی گفتگو ہو خرابا بات میں  
 کہ شیشے کہین الامان الامان  
 گئی رونق و زیب درگاہ کی  
 نذیموں کو تھا آب و دانہ حرام  
 رخ اپنے سکانوں سے پہر چرخ  
 کہ اب نیکی یاد الہ کو  
 دعا کر کے ناکام پاتا ہی کام  
 کمر بند رحمت سے کیئے کمر  
 عبت یاس ہے فکر بیکار ہے  
 یہی و غلط وہ بھی سناقتی روز  
 توچہ ہو نچا یہ صاحب کلاں کا پیام  
 سب آئین امیران عالی مقام  
 اوٹھایا مگر بار کوہ الم  
 کہ ارکان سے افسروں کو کہو  
 وہ دربار سے مرجع خلق اب  
 کہا سب نے کیا بخت سے اختیار  
 ہو اہل بیت و شتم سے اور نظر اب  
 تو گو یا قیامت کی وہ شب ہوئی  
 گئے ہر متحدہ سے پیر و جوان  
 ہزاروں تھے گہرے ہزاروں بشر  
 وزیر اور امیران عالی وقار



رسالوں کے افسر بھی پہنچ کر تمام  
 غرض جمع سب ہو گئے جو بیان  
 ہوا حکم بقیت گئے استتہار  
 ہوا آج اسے کہنی کا عمل  
 اسی مختصر کو متوال کیا  
 روانہ ہوئی پہلے تھوڑی سیاد  
 ہوئے منبسط ہر جدید وقیم  
 فرنگی جو تھے زیرک و نیکام  
 رزیدنس اول کشنر ہوا  
 ہوا کام مالی کیے لیے  
 غرض اس طرح سب کو حد سے  
 گئے شہر جو تھا آجہ پریان شاد  
 یہ اور تم نے اذن صاحب سے کہا  
 جوشا ہی میں تہیں خدمت میں ہو  
 وہ بوسے یہ منظور ہر گز نہیں  
 نہیں ارزوئے ذر و احتشام  
 یہ کہہ کیلے وہ سب تو خفت ہوئے  
 نصاریٰ نے سب کو دلاسا دیا  
 جو چڑھتی ہے تنخواہ سب پائیں گے  
 نہیں ہے جسے خواہش روزگار  
 ہزاروں فی منظور کی نوکری  
 کئی روز تک یہ پکپک رہا  
 لگی ہوئے جو وقت تقسیم عام

گئے چند کپتان ذی احترام  
 برابر سے سب ملین گرسبان  
 کہ ہو جاسے ہر ایک پر آشکار  
 ہوا بعد زہر کے وقت زحل  
 خلاصہ یہ ہے جو بیان کر دیا  
 بے ضبطی و فتر تھکا  
 فرنگی ہوئے ہر مکان میں مقیم  
 ہوئے اور کو تقسیم حد سے تمام  
 وہی حاکم وقت سب پر ہوا  
 ہوئی کو تو الی کیسے لے لے  
 کل آرزو سے نصاریٰ کیلے  
 ہر ایک اور نین ہوا صاحب غرض  
 کہ میں واقعی آپ اہل و قا  
 وہ قایم رہیں اب جو منظور ہو  
 کہ سلطان نے وہ غرضین ہو دیں  
 غنی میں ہمارے ملازم غلام  
 و بمان حاضر اور اہل خدمت ہوئے  
 بہت افسروں کو بھر دیا  
 سواروں کو انعام ہاتھ آئیں گے  
 اوسے بعد تقسیم سے اختصار  
 رہیں پتین افسر ہی نا درستی  
 ہوا حکم تقسیم تنخواہ کا  
 گئے ملک میں یہی کشنر تمام

دیا سب سواران پیادوں کو زور  
کسید ان اکثر تہ ہو گئے  
غرض ہو گیا ملک میں بندوبست  
سورخ سے کہنے غزل گو گئے

گہروں کو گئے خاک اور آفریں  
بہت بخت بیدار سو سو گئے  
ہوئی فوج بخت زبونی شکست  
گئی سلطنت گہر تہ ہو گئے

### حال نیلام دو اب شاہی

رئیڈنس نے یوں لکھا شاہ کو  
ہنہین گا دیل اسب کی انتہا  
مے صرف سرکارشہ سے اگر  
و گرنہ رہے وہ جو ہو کام کا  
سنا شاہ نے جب یہ پرچہ پایا  
عبث پوچھتے ہو ہر اکبات کو  
رئیڈنس نے جب سنا یہ جو اب  
ہوا خیمہ صحن و لاکھ میں  
نہ تھا نیل کا اسب کا کچھ حساب  
وہ گھوڑے کہ انسان دیکھا کرے  
سب اہمول تھے خلتی ناز میں  
خوش اندام تھے اشہب خوشحال  
مع بچہ مہین گھوڑیاں مہنار  
کھڑوں میں آؤ تھے شیراز  
لیڈ و مرغ مرود ملخ سے سوار  
قفس میں تھے مرغ چمن نوہ و ناز  
عجب وہ بلا خیر نیلام تھا  
وہ نایاب گھوڑے کے اس طرح

کہ بہر دو اب اب کچھ ارشاد ہو  
سوارت میں ان سب کے حدی سوا  
رہیں سب بدستور یہ جانور  
لنگھوں کو ہو حکم نیلام کا  
کہا یا تھی گھوڑے سے کیا ہو کام  
میں کچھ مہین کام مختار ہو  
دیا حکم نیلام ہوں اباب  
گئے سب خریدار نیلام میں  
وہ کثرت سے تھی مثل امواج آب  
ملک دیکھ لے تو تمنا کرے  
سوالا کہہ گا او نہیں تھا کترین  
بے فعل تھا آرزو میں ہلال  
لب آب تھی اشتہر و نکی قطار  
بڑے تھے درخون سے پیران  
کیوتر کی پائی مہین اشہب  
مع بلیل و طوطے خوش بیان  
بے جانور مول بھی دام تھا  
کہ بکتے ہیں اسب کی حیل طرح

لگے کاسٹے پیلان پشت دست  
دل ہر خریدار تھا دروناک  
ہر اک جا نور کا یہی حال تھا  
پے شاہ سوا سب اکٹیں قیل  
اسی طرح ہر قسم کے جانور  
جرا ہو سپہر حجان سوز کا

کہ تھو تھو روئے کو بکے پیل ست  
وہ ماتھی ہی سر راڈا تو خاک  
عجب لوٹ تھی سفت کا مال تھا  
عرض رہ گئے بین بائیں قیل  
رہے تھو تھو تھو تھو مگر خوشتر  
دو اباب رہا سوز دیے روز کا

داستان طیاری سفر بادشاہ و مشورہ نمودن بامنور الدولہ وزیر موزول

کہاں ہے تواسے ساقی مہربان  
پلاوے وہ ساغر کہ جاؤں کہین  
وہ نشہ ہو میں جبین باندہوں کہ  
غم راہ سے جسم کا ہیدہ ہو  
بیابان کی سیر درکار ہے  
نشانی خدایک نظر جاؤ غین  
تلاش رہ مدعا ہے مجھے  
اووہر ہے خریدار نیلام میں  
پے چا کر ہی روتے تھے آدمی  
جو اسباب کو ٹھون میں تھا جا بجا  
جہاں جھکو جو کچھ ملا لے گیا  
بہت عہد اقبال میں زر لے  
سب اہل نظارہ کو حیرت ہوئی  
کہ دس ہزارہ دن میں کیا ہو گیا  
نہ وہ کارخانہ نہ وہ دھوم دھام  
رنگان و نور بیان قصہ سنسان میں

کہ امادہ ہے کوچ پر کاروان  
کہ اب لطف اس سیکر میں نہیں  
اووٹھاؤں سرور شخت سفر  
عبار سفر سرور دیدہ ہو  
خداوند عالم مددگار ہے  
بچہا میں سب انکھیں جدی ہو  
اسید عطا ہے خدا ہے مجھے  
اووہر بادشاہ تھے سرسجام میں  
کہ عکس میں ہوتی تھی ہر دم کی  
وہ کچھ لٹ گیا کچھ اوٹھا گیا  
کسی نے نہ پوچھا کہ کیا لگیا  
مگر جب زوال آ گیا کہ لٹ  
یہ عالم جو دیکھا تو عبرت ہو  
ہر ایوان مکان خوف کا ہو  
نہ وہ رونق سقفت و دیوار و با  
خزان آگئی باغ ویران ہر

روش کو جو دیکھا تو اور تری سی خاک  
 جہان تنواسے دس میں ہاں جان  
 اگر سے کوئی غنچہ نہیں  
 کہان غنچہ نل میں وہ بہتر بجا  
 مگر کچھ تھے آثار دربار شاہ  
 وزیران مغرول تھے بقرار  
 ولی او نہیں تھا ایک عالی گہر  
 یہی نام مشہور آفاق نہا  
 غرض شہ نے یوں شہوت اوس  
 نہیں فائدہ آہ و فریاد سے  
 بہت ہو گئی اہل جہان پایاں  
 ریاست گئی تو مزا کیا رہا  
 اب اس زندگانی سے مزہا خوب  
 سفر کے لیے اب قدم ہم اوٹھائیں  
 خدا فی جو لندن میں پہونچا دیا  
 کہ موجود ہے یہ کیا وہ تاج  
 لبادے سے باز آئے اب تاج سی  
 اگر رحم خالق نے ہم پر کب  
 تو سوئی وطن پہر ک آئیں گے  
 کہا اوسنے سنکر ہزار آفرین  
 پسندیدہ عقل یہ بات ہے  
 کہ گھر آئے کا پاس فریادیں  
 یہ خدای بھی حضرت کو ہمارا ہی

کہاں وہ بہار اب کہاں باغیں  
تو اگلی سی وہ روشنی اب نہیں  
کہ اب تو رہیں منزلیں میں او جاڑ  
کچھ ارکان آتے تھے شام و بگاہ  
غم بادِ شہ تھا او نہیں ناگوار  
کہ تہاسب میں ذیقدر وہ ناسور  
منور دو لہ سے الحاق تھا  
کہ جو کچھ کہ ہو فی ہتی وہ ہو چکی  
کہ مقتول ہیں تیغ پیداو سے  
گو ارانہ ہو گا کہ دیکھیں یہ حال  
ہر اک بات کا لطف جاتا رہا  
جو ہو قصداو سے کر گذرنا ہر خوب  
کہاں تک یہاں پیچھے کر غم او تھا  
کہیں گے بہ ہم پیش و کٹوریا  
کسی شے کی حکو نہیں احتیاج  
سب کا رہم ہو گئے آج سے  
کہ او سے نہیں تاج پہنا دیا  
نہیں تو زیارت کو جائیں گی ہم  
زیرِ اسے ای شہر یا آفرین  
یہ رای زین یا کرات ہے  
خدا پھر جو ہو مہربان کیا عجیب  
سفر کیجئے مالکِ الدن ہے

وَأَمِنْ الدَّوْمِ

٢٤

میں نے  
لیا ہوا یہ مبینہ قریح  
شہنشاہ سولن کا وقت  
تاج تختی لٹا ہوا اور وہ  
غائب ہو کر رہا ہوا  
ہم دیکھیں کہ تختی میں  
میں نے اراد کیا ہے کیا ہوا

حدیث نبوی دیتی ہے یہ خبر  
 صعبت بھی ہے اور مشکل بھی ہے  
 مگر اب تامل فرما  
 یہ کہہ کر وہ دستور چبا دینا  
 کہ حضرت جو کرتے ہیں قصد سفر  
 یہ ایام گسرا یہ بادِ سموم  
 کبھی شاہِ محفل سے لگے نہیں  
 اگر کچھ لگا لگا یک سفر  
 کہیں اور افزونِ علامت ہو  
 ورائیِ صواب و رنجِ سفر  
 ذرا سوچئے دل میں اس بات کو  
 ابداً ازادہ مناسب نہیں  
 یہ سنکر تامل کیا شاہ نے  
 کہ تم قبلہ و کعبہ کے پاس جاؤ  
 پئے امر و نہی استخارہ کریں  
 لکھنی ہے کیا فال قرآن میں  
 اوسی وقت اسوار وہ ہو گیا  
 کیا قصدِ اہل دین کی طرف  
 جہاں بھر تسلیم وہ ذیشور  
 مصلحاً چھا کر یہ عجز و نیاز  
 یہ کی عرض بعد رکوع و سجود  
 نہفتہ سے لا علم ہر بندہ سے  
 عیان ہو جو اسی کی حال سب

سفر ہے وسیلہ برائی فخر  
 سفر باعثِ فرحت دل بھی ہے  
 سفر کا سب اسبابِ لدوائے  
 کسی اور انجام میں نے کہا  
 ہزاروں طرح کی بین اس میں ضرر  
 یہ حال مزاج اور غم کا جو  
 کبھی عشقِ منزل سے لگی نہیں  
 بسببِ عدو کچھ نہ ہو پھر ضرر  
 زیادہ پر نشانِ طبیعت نہ ہو  
 یہ جانا ہے امیدِ موہوم پر  
 کہ ہو حاصل مددِ عا یا نہ ہو  
 کہ سبب نہیں اور واجب نہیں  
 کسی سے کہا شاہِ دیباہ نے  
 یہ حال غرمت سب اونکو سناؤ  
 جو ہو حکم حق وہ اشارہ کریں  
 اجازت ہے اللہ کی کیا جہن  
 ملا تھا جسے حکم یہ شاہ کا  
 ہوا فیضیابِ زمینِ شرف  
 کہا حال سب مجتہد کی حضور  
 پڑھی مادی راہ دین فی نماز  
 کہ اسے عالمِ غیب و رب وود  
 تو ہے واقعہ حال آئندہ ہی  
 تجھی سے میں عاجز اجازت طلب

صوبہ بنا جو ہے حاکم شہر پر  
 پہلائی برائی سے ہو آگہی  
 یہ کہہ کر چڑھا فاتحہ چند بار  
 لیا بوسہ قرآن کو واکب  
 یہ نکلا میان کلام بسین  
 کلام خدا میں یہ نکلی جو فال  
 اوشکا وہ پڑ فال آیا جو تھا  
 سفر یہ مبارک ہو اسے شہر بار  
 اوسے روز سامان سفر کا ہوا  
 گیا پیشتر تاج درگاہ میں  
 ہر اس اور بھی چھا گیا خلق پر  
 سفر کی خوشی تھی مع رنج و آہ  
 غرض روز اسباب جانے لگا  
 پیر آئے یکے بہت ڈاک کے  
 بے مطیع شاہ عالی وقار  
 ہر اک چیز یوں تھوڑی ہر اہلی  
 چلے ساتھ سلطان کے رو سیاہ  
 کیا شہ کے عزم سفر نے ٹھہر

پے چارہ ساز رہے شہر  
 جو بہتر ہو لا میں عمل میں وہی  
 مع نعت کی حمد پروردگار  
 جب آئید پڑ ہا شکر حق کا کیا  
 کہ کھدے کرو سیر روی زمین  
 ہوئی سبکے دل کو نشانی کہاں  
 یہ سلطان عالم سے جا کر کہا  
 کہ دیتا ہی خود حکم پروردگار  
 کچھ اسباب آگے روانا ہوا  
 کہ تاج و علم اب عللار دین  
 خمیدہ ہوئی غم سے سبکی کر  
 کہ امید تھی فرقت بادشاہ  
 خاک دو ستون کو چھڑانی لگا  
 لدے میلے صندوق پوشاک کے  
 لیے فقرہ طرف دو بیکہ راہ  
 نگہبان چلے جو کرا سچی رچی  
 کہ تھے خانہ زاد اور تھے نیچو راہ  
 گیا پیش خیمہ سو کا بنو ر

### بیان تحریر محضر

ہوا حکم سلطان بنام ویر  
 لکھو یہ پئے کا فرو اہل دین  
 اگر سب ہوں راضی تو مہرین کریں  
 غرض لکھ کے لیکار کا غد تھوڑا

کہ تحریر ہو محضر بے نظیر  
 کہ خورسند کے ہن یا نہیں  
 نہوں خوش تو دم کمپنی کا بہرین  
 مٹو نہیں اوسکو کوئی لیکھا

یہ سب کچھ  
 شہر کے  
 حکم کے  
 مطابق  
 ہے

یہ سب کچھ  
 شہر کے  
 حکم کے  
 مطابق  
 ہے

کئی لالہ مہرین چہین کی قلم کردہ راضی بہن سلطان سالم سی ہم

### حال برٹ انگریز

ولیعہ سے جندون شہر بار  
بھاگ کر ولیعہ کو سخت پر  
سنا کہنو کا جو حال خواب  
ردانہ ہوا جانب تخت گاہ  
عقیدہ جو تخت خدمت شاہ سی  
زمین بوس درگاہ مخفی ہوا  
کیا اوسنے حضرت سے اقرار یہ  
سفر کیجئے مین یہی ہمراہ ہوں  
پس عہد و پیمان وہ رخصت ہوا

فرنگی برٹ ایک تہاوی وقت  
کسی سمت اوسنے کیا تہا ستر  
اوسے بھی ہوا صد مہ انقلاب  
ہوا عازم خدمت بادشاہ  
طاوہ وزیران درگاہ سے  
قد مہوس حضرت فرنگی ہوا  
کہ موجود ہے کفش بردار یہ  
دل و جان سے مین بندہ شاہ  
سب کا پیور سے سے پہلے گیا

### حال برندن انگریز

برندن بھی تہا اک نمکوار شاہ  
فرنگی وہ تہا ساکن کا پیور  
ویا شہ نے ذرا و کو ستر نہار  
اوسے ڈاک کا کام جب ہو گیا

وہ تہا خیر اندیش عالم نادر  
ہوا حاضر بارگاہ و حضور  
کہا ہے سچے ڈاک کا اختیار  
کئی دن مین سامان سب ہو گیا

### حال حسام الدولہ

غزیزون مین تہا شہ کرک دیو  
اوسے اختیار مکان جب دیا

دیا شہ نے گھر کا اوسے اختیار  
سپر و خدا شہ نے سب کو کیا

### احوال سوار شہن بادشاہ

شب جمعہ تہی شہ اسین نہیں  
سر شام کی شہ نے بگٹی طلب  
کہا شہ نے مملوک کو آفرین پائین

رجب کی وہ تاریخ تہی پانچون  
محل یہ خبر سنکے گھبرا سب  
پے نمانی اشرفی بھی نہ لائین

الکرامہ  
برادری بہن

کہ تا کر یہ ہنگامہ رخصت نہ ہو  
 چلین ساتھ قریب اعانت آج  
 چڑھیں غمخوارین خواتین چند  
 لکین دیور ہوں پر جو سوار یا  
 مکانوں میں ہر سمت کھرام تھا  
 مکان غم سے باقم سرا ہو گیا  
 پہر کو قریب آئی جو وقت رات  
 یہ حسن میں ہو اور پہو پنا جان  
 صدا میں یہ دینے لگے فرقے  
 عنوان نے دی شاہ کو یہ دعا  
 سرسرو گویا ہو میں قمران  
 گل اشرفی کو بہت تھی یہ چاہ  
 سوئی شاہ بونئی گل ورد تھی  
 بڑا بہر پابوس آب روان  
 ادب سے جو سبزے فی جوئی زمین  
 ہو ایہ غم رخصت شدہ سی حال  
 وہ بیاب برگ و شجر ہو گئے  
 گل لالہ کا سینہ پر داغ تھا  
 وہ سرخی گل بارون میں نہ تھی  
 یہ احوال تھا سرو شمشاد کا  
 تہ دام غم جا نور آ گئے  
 غم آلودہ سب مالنیں گلزار  
 یہ سرکش دم گر یہ نالی ہوئے

بہشت  
 دلی عہد جریں صبا جناب  
 چلین ساتھ معشوقہ و پسند  
 چلے سب ہوا شور آہ و فغان  
 زبانوں کو فریاد سی کام تھا  
 وہ ہر قصر قصر البکا ہو گیا  
 محل سے چلے شاہ دالامبات  
 ہوئے نعرہ زن طایر بوستان  
 کہ باکمرانی سواری پہرے  
 کہ پھر ہو شگفتہ گل مذہقا  
 کہ ہوں غم سے آزاد شاہ زمان  
 کہ پہو پخون مین تابا زوی باوہ  
 ہوا می و جن بھی بلا گرد مہتی  
 درختوں سے جھک جھک پرین  
 تو تر گس فی اکہین قدم پر ملین  
 کہ صرف خزان ہو گئے نونہال  
 مگر اشک مردم سے تر ہو گئے  
 خزان دیں تھا جو گل باغ تھا  
 وہ خوشبو سمن یا سمن مین تھی  
 عصا جس طرح خشک آزاد کا  
 گل داغ طاووس مڑھا گئے  
 تہ سایہ نخل شہین اشکبار  
 کہ لبر ز اشکون سی تھا لی سب

مفتی محمد عظیم  
رحمۃ اللہ علیہ

در باب حقوق محبت

مفتی محمد امجد علی صاحبزادہ

مسئله

عليه السلام



در پناہ میں رہے اہل حرم  
 دعا شاہ کو کوئی دینے والی  
 پر ہی جیسے بازو پکڑ کر دعا  
 خدا کی امان مسطقی کی امان  
 کیے تھی کوئی سایہ قرآن کا  
 کیسے کہ ہر بلارو رہے  
 غم آلودہ بنائے ہو خوش ہو کر  
 کیسے کہا خط تو لکھنا ہمیں  
 قسلی ہو جس سے یہ وہیات ہر  
 ترچی تھی کوئی ہمیں اچلو  
 چلے ہو دل عاشقان توڑ کر  
 ادھر دیکھو آنسو بہاؤ دیکھو  
 تمہیں سے ہے نور کان وچر  
 ذرا شاہ دیوری سے باہر تو جان  
 ہمیں اپنی سائے سے ہوا شینگ  
 خدا کے لیے ساتھ لے لو ہمیں  
 کہا شہ نے کس کسکو میں لیجان  
 نہ گھبراؤ میں بصر کے جلد آؤ لگا  
 غرض سبکو تسکین دیتو چلے  
 دلون کو غم و رنج پیچید ہوئے  
 ہوئے گرد سلطان اسیر و وزیر  
 اسیران غم کی تھی حالت دی  
 سر بخرو تسلیم سب فی جہاں رہے

بہائے ہوئے پیر سے اٹھ کر  
 بلائین کوئی برط کر لینے والی  
 کہا اوستے سونیا حفظ خدا  
 ہمیں ہر جگہ مر قسلی کی امان  
 کہ اللہ حافظ رہے جان کا  
 پناہ و قسلی محمد رہے  
 ہمیں ہر عوض پیچھے کے منجھہ کہا  
 کہ دیکھا کچھ آرام نا مانا ہمیں  
 کہ نامہ بھی نصرت الملاقات ہر  
 کہ حاصل غم روز فرقت ہر  
 سجاؤ ہمیں بیجان چھوڑ کر  
 ہمیں اور رو کر دلائی ہو کیوں  
 کہ ہے ہر جگہ رونق انجمن  
 کر شینگے ایسے مکان سائیں سائیں  
 اکیلے مکان تو ہمیں لگا رہیں گے  
 تر بیتا بگیتا بچھوڑو ہمیں  
 سفر کی درازی سے مجبور ہوں  
 اگر دیر ہوگی تو بلواؤ لگا  
 چپ و راست تسلیم لیتے چلے  
 جہاں بان محل سے برآمد ہوئے  
 مگر سب تہی و ام الم میں اسیر  
 دعا ہے کفر و سکے سلطان کوئی  
 عرض شاہ بگیتی میں تشریف لائے

پریزین سنی کھوڑیوں کی سوار  
 پس شاہ تھی بیکہان چار اور  
 چپ درست تھے شہ کر اسوار چند  
 روانہ ہوئے اس طرح باو شاہ  
 نہ ڈنکا نہ باجانہ کوئی نشان  
 تعب و درد غم لشکر شاہ تھا  
 نہ شہ پہنچنا تھے نہ پھینچنا  
 کنول کچھ سواری کی گمراہ تھے  
 سواری سے یہ بدگمانی ہوئی  
 رسالے نہ تھے اور بھال نہ تھے  
 سلامی کہاں تو پچانہ کہاں  
 اگلی یوں سواری جو بازار تک  
 وہ اگلا تجھل جو سب یاد تھا  
 نمکخوار روئے تھے بالاسے بام  
 کسے عشق سلطان عالم نہ تھا  
 یہ چاروں طرف مہی صدا تھی  
 پناہ بنی و علی میں دیا

مدد آئی شہ کو سفر آخری  
 غم و رنج کے سب سے آثار و طور  
 پڑا تھا کہا تو پ بگٹی تھی بند  
 نہ ماہی مراتب نہ جبر و سپاہ  
 نہ اگلی سی شوکت نہ اگلی نشان  
 علم کی جگہ نیزہ آہ تھا  
 مگر گرم نالے تھے آتش نشان  
 کنول وہ نہ تھے شعلہ آہ تھے  
 کہ باد بہاری خزانہ ہوئی  
 بیکل تھے سواری میں نالہ تھے  
 جو تھا پیشتر وہ زمانہ کہاں  
 محل کیا کہ روئے دکھار تک  
 تو ہر ایک مصروف فریاد تھا  
 زمین اشک خونی سی تھی لالہ فام  
 وہ تھا کون الیا جسے غم نہ تھا  
 کہ قصر من اللہ و فتحاً قریب  
 سد ہار و خدا کے حوالے کیا

### بیان داخل شدن بادشاہ لکھنپور

ہوئی دھوم ہر ایک سرکار میں  
 نہ ٹہرین گے ہم ایک خطہ یہاں  
 مقدر کی ہی بات قسمت لڑی  
 وہ چالیس کیا ہو گیا ساٹھ کا  
 روانہ ہوئے جانب شہر یار

نکلے ہو اہل دربار میں  
 کہ لاؤ ابھی ڈاک کی بگیاں  
 مگر ڈاک والوں کی کیا بن پڑی  
 کہ بارہ روز کی کا کر ایہ جو تھا  
 سب ارکان دوکشت ہوئی جی

سب سے پہلے  
 شہنشاہ  
 بیکہان

گئی انگریزوں سے سب نیکم و امیر  
 گئی اور فرزند جنت مکان  
 کیا ساتھ شہ کے مگر وہ وزیر  
 نہ وہ نہ ملک خوار شاہی ہوں  
 گئے پیشتر سب سے شاہ زمان  
 پہر بھر میں طی ہو گئی راہ دور  
 سو شہر دریا سے مایل ہو  
 اگر دیکھیں تو یہ ہی جانی غور  
 سد ہارے تھے پہلے جوشاد غیور  
 ہوئے تھے جو دو تھے اسے سوار  
 سواری کے آگے تھے گوس و نشان  
 پانچ لک لک لاکھوں خاتم  
 وہی بادشاہ ہیں وہی کا پور  
 نہ تھی دہوم وہ وہ نہ تھا کرو فر  
 کہاں شوکت شہ برندن کہاں  
 برندن کے جنگل میں سلطان گئی  
 نفس سے زیادہ وہ جنگل ہو  
 ہوئی دل کو اوس گھر میں کھلت  
 بپا ہو گئے اور یہی کچھ خیام  
 کوئی ناچ گھر میں فروکش ہوا  
 گئی آمد شہ کی ہر سو خبر  
 گئی تھے بہت مردم تخت گاہ  
 غرض خلق فی الحال پہونچی وہاں

رہا شکلہ میں ملک کا وزیر  
 گئے ہر بادشاہ جہان  
 برائے شہر جو ہوا تھا شہر  
 بہت مردم شہر راہی ہوئے  
 پس خضر راہی ہو اکاروان  
 ہوئے بادشاہ داخل کا پور  
 برندن کے جنگل میں داخل ہو  
 کہ ہے چرخ کیا باقی ظلم و جور  
 گورنر سے ملے سو کا پور  
 پیادے تھے اسوار تھے ہزار  
 عقب تھی ہر اک تحصیل زرفشان  
 عجب تھا سچل عجب احتشام  
 پل گنگ سہی ہو واجب عہد  
 سلامی ہوئی شہ کی وقت سحر  
 زہے قدرت و گردش آسمان  
 کہ چونٹی کے گہر میں سلیمان گئے  
 کہ انگیا کے جنگل سے یہی جنگ تھا  
 رہے اوسین جب تک باجی ہار  
 برائے ندیمان عالی مقام  
 کوئی رہگذر میں فروکش ہوا  
 سڑک پر ہوا اثر و حام لب  
 روار و شباشب پس بادشاہ  
 بہنگین کی بھی پال پہونچی وہاں

وہاں کون دم بھرا سیلا رہا  
 لکھا شاہ نے گہر کے مختار کو  
 جب آگاہ مختار خانہ ہوا  
 جو اہر کے صندوق سے پیشار  
 خزانہ جو داخل وہاں ہو چکا  
 فقط دیر مہتی سنہ کے فرمان کی

کہ جب تک رہے شاہ میلار ہا  
 کہ جلد اب خزانہ روانہ کرو  
 اوسی دن خزانہ روانہ ہو  
 گرا نمایہ سب سے در شام ہوا  
 تو حضرت نے فرمان دیا کوچ کا  
 ہوا کوچ پہلی کو شعبان مکی

### سوار شدن بادشاہ از کانیوہر کا کلمہ

پہم بلیان پہر روار و چلین  
 کیا صبح کو مہر نے جب ظہور  
 کیا ڈاک سینگے میں شہ نے قیام  
 غضب کی پیش تھی کڑی دہو پتی  
 کل عارض شاہ کہلا گئے  
 ہوا اگر م آئی تو دہکا بدن  
 کہ ہر وقت خنقا تو نہیں جاتی آب  
 ذرا گہر سے باہر نکلتے نہ سہتے  
 اب اوسکایہ ای جرخ سے انتقام  
 بہت دل کو اندوہ سینگے میں ہوتا  
 ہوئی شام پہر شاہ را ہی ہوئے  
 اوٹھاتے تھے شب کو جوایز راہ  
 ہوا اوس جگہ صبح کو پھر مقام  
 غرض شاہ داخل ہوئی جوت ہا  
 بنارس کے راجہ نے سنکر خبر  
 کہ عرضی پہو سچتی سے بر ہوائے

سنایون بس و پیش سب چلین  
 ہوا منزل اولین فتح پور  
 فروکش ہوئے جا بجا حاضر عام  
 وہ گرمی کے دن تھوڑی دہو پتی  
 وہ گلبرگ سے ہوت پیرا گئے  
 ہوئے باد خنقا مہا نے وطن  
 چہرے تھے خدام غطر و گلاب  
 جہن میں بھی ونگو ملتے نہ سہتے  
 کہ ہے رات کو کوچ ونگو مقام  
 وہ منگلا سیر راہ جنگل میں تھا  
 عقب بندہ باد شامی ہوئے  
 تو ماو آئی تھی راحت خواب گاہ  
 کہ اللہ آباد جسکا ہے نام  
 رانی کوئی الحال ٹھرا مکان  
 لکھا پیش دستور نیکو سیر  
 مرے گھر میں سلطان کو آئیے

تنہا ہے یوں اس سفر کے لیے  
 کیا بلوغ میں شاہ نے جب قیام  
 پے ملک تدبیر ہونے لگی  
 چراغِ رو عقل روشن کیا  
 کہا ایک دانائے درگاہ نے  
 کہ سبھل نہن بادشہ کا مزاج  
 یہ رنگ رخ شاہ سے ہے عیان  
 بہت جسم کو ناتوانی ہوئی  
 اگر شاہ کو اور ہوگا سفر  
 یہ خرچہ ہے بہتری کا سفر  
 اب آگے ارادہ نہ حضرت کریں  
 جو ہونا ہے مطلب تو ہو جائیگا  
 خدا جانے کیا بات ٹھہرے وہاں  
 پسند آئی یہ بات ہر ایک کو  
 اسی گفتگو نے جو پایا قرار  
 بہت مشہور ہے بہا لیکو سبھا دیا  
 جو اہر کے صندوق لہو دادے  
 اوستے جس قدر تر اوٹھانا وہاں  
 ملک سارا تو کیا پوچھنا  
 و گرد غنیمت ہے جو ہاتھ آئے  
 میں خوش ہوں تمہیں سلطنت اگر  
 تمہیں کاش و مالتاج و کٹوریا  
 و گر مہربان ہو ولیعہد پر

لڑیاں

ساغر کو جس طرح گہر کے لیے  
 ہوئی جدتِ نوا نور و ہی تمام  
 ہر اک سمت تخریر ہونے لگی  
 بے کلام دل عزم اندن کیا  
 یہ حالت تو کی منتظر راہ نے  
 لیون سے نہیں دور جامِ علاج  
 کہ ہے زعفرانی گل ارتوان  
 کہ مانند پیری جوانی ہوئی  
 طبیعت کو ہو گا زیادہ ضرر  
 پر اب ہے بہان سے تری سفر  
 ولیعہد کو مان کو رخصت کریں  
 ہا دام اقبال میں آئیگا  
 سمیٹے تو جاتے ہیں حضرت کہاں  
 کہی آفرین مصلحِ ملک کو  
 تو عازم ہوئی دادر شہر یار  
 ولیعہد کو ساتھ مان سکے گیا  
 کہ لجاؤ یہ پیشکش سکے سکے  
 بڑی شان و شوکت سے جانا دیا  
 جو دین گھر ہا راتو کیا پوچھنا  
 او بھنا بہت آگے حاکم کی رائے  
 یہ سمجھوں کہ پھر میں ہونا جو  
 تو گو یا پھر ادسنے مجھی کو دیا  
 تو حاصل ہو مجھ کو قہرِ آرزو

بہت عاشق دنیا کے بیٹے رکھے  
 کہا شد کے بہائی نے یوں بھر کر آہ  
 یہ ارشاد شایان حضرت نہیں  
 خدا رکھے قائم مدام آپ کو  
 نہیں شاہ سے کچھ جدائی مجھے  
 سنایہ تو سینے سے لپٹا لیا  
 لگایا گلے سے جو فرزند کو  
 یہ تھا حال نو آب عصمت پناہ  
 حیدر جبکو مان نے سلایا نہ تھا  
 اوسیکو تھی درپیش راہ و راز  
 ادھر مادر شاہ عالی و قار  
 کہا زندگی ہے تو پھر آؤ نگلی  
 یہ مھے اور افت سوا کے سفر  
 کہا شد نے قسمت سے چار نہیں  
 اگر ہے تھیں درد و سخت جگر  
 تمہارا ہی غم بہائی کا یہی الم  
 غرض مادر شاہ گردن فراد  
 بہت ساتھ تہین عورتیں منہیں  
 روانہ ہوا اس طرح وہ جہاز  
 جدا ہو گیا تھک کے آخر دیوان  
 چڑیا سوچ پر اور اوترا جہاز  
 تلاطم میں ہر سوچ تھی بار بار  
 نگہ اہل کشتی نے کی جی بھڑکت

تمہارے لئے ہے تو میرے سلیکے  
 ہمیشہ سلامت رہیں باد شاہ  
 مجھے حسرت تاج دولت نہیں  
 کہ زندہ سمجھتا ہوں میں باپ کو  
 کہ حضرت کی ہے بادشاہی مجھے  
 کہا جاؤ حفظ خدا میں دیا  
 لکین چھلکان مردم چند کو  
 روان اشک تہوار لب پر تھی آہ  
 کبھی چن بے جگہ آیا نہ تھا  
 اوسکا سفر تھا میان جھماز  
 بسر کی جدائی میں تھی دلفگار  
 تمہارے لئے تاج میں لاؤنگی  
 کہ جاتی ہوں تمکو بہان چور کر  
 کہ قابو ہمارا تمہارا نہیں  
 مجھے بھی تو ہے رنج ہجر و فتر  
 یہ بین فرقتیں تین تھا میں ہم  
 گئی بعد رخصت میان جہاز  
 ملازم تھے سب یکھد و مہفت کس  
 پس صید جاتا ہے ج طرح باز  
 اوتھا جب میان جہاز روان  
 نظر آئے کیا کیا لشیب و فراز  
 مثال دل عاشق بقصر ار  
 نظر آئے اوس سمت کہا کف

۳۰  
 خواجہ صاحب  
 ہمدانی

نہ آنی نظر منزلوں تک زمین  
شجر کا بھی سایہ میسر نہ تھا  
غرض مثل عمر روان صبح و شام  
جہان میں خبریں کشتی تھی  
نہ جا رہے تھے کچھ لطف تھا وہیں  
نہ کیفیت سبزہ ہر سات میں  
غرض اس طرح جا رہے روز و شب  
قصا را کہیں جا کے لنگر ہوا  
جو اہر کے صندوق اوٹھاؤ گئے  
گرے چند صندوق و آب میں  
ملازم گئے کانپتے قرب و در  
کہ بانی میں صندوق در گر گئے  
سناجب یہ خدام ہوش سے  
وہاں سے ہی لنگر اوٹھا ناگمان  
کبھی ہم طوفان سے تھا اضطراب  
اسی طرح وہ کشتہ غم گئے  
غرض ہو گئی طے چوراء و راز

نقط آب تھا یا سپہر برین  
سواے سفینہ کہیں گھر نہ تھا  
نہ دیکھ سکوت نہ شب کو قیام  
نہ شہر دیکھائے آدھی  
نہ گرمی میں تھا چاندنی کا مزا  
اویٹ نصیب تھی ہر بات میں  
اوتھاتے تھے کوہ رنج و تعب  
کچھ اسباب کشتی سے باہر ہوا  
جہان تھا مناسب وہاں لگے  
جو اہر ہوئے غرق گرد آب میں  
سنائی تھی دریا و لوگوں کو  
بہت بیش قیمت جو اہر گئے  
کہا گر گئے خبر پا پوش سے  
وہ کشتی ہوئی اور آگے روان  
کبھی خوف ماہی کبھی خوف آب  
سو اُتے لہن مریم کے  
حد ملک لندن میں پہنچا جہاز

خال اخل شدن مادر و پدر و پسر بادشاہ  
یکایک یہ منہ میں پہنچی خبر  
چلے اوس طرف شہر سے مرد و زن  
روانہ ہوا ناظم اوس ملک کا  
سرک کو بہت فور آگین کیا  
ایلی تھی جو بینس جو اہر نگار

کہ آیا ہے شاہ اودہ کا پسر  
جدھر گھاٹ پر تھے خالی وطن  
عکس کو بھی ہمراہ اوستے لیا  
لب آب تک فرش قالین کیا  
ہوئی ماور شاہ او شہر سوار

پسر اور پوتا ہوا دار پر  
 برندن برٹ دونوں ہمراہ تھے  
 گھر سے تھے سر رہ صفار و کبار  
 وہ جتنے بزرگان و بجاہ تھے  
 غرض اک سکاٹین سواری گئی  
 برٹ نے کہا جا کے بالا حرم بام  
 یہ وہ شاہزادی ہے عصمت مآب  
 فلک نے کہی سایہ و کیمانہ تھا  
 نہ تھے اس سے آگاہ انگری غلام  
 یہ تھا حال سب اہل دربار کا  
 وہ چاہ و تہل تھے وہ احتشام  
 فلک تھا زمین یوس شام و سحر  
 قدم گھر سے باہر نکالے نہ تھے  
 وہی شاہزادی یہاں آئی ہر  
 اودہ تک جو فرنگ کا ہوشمار  
 جو اتنی مسافت کو طے کر کے گئے  
 کہا سب نے وہ سے نہراورداد  
 کہا اون سے پھر شہ کی مان کا پیام  
 پسندیدہ اہل دانش سنیں  
 کسی کے مکان میں جو خاشاک ہو  
 سہارا تو ہے ذلت اللہ کا  
 کہا سب نے شکر حسین ہی قبول  
 بھر حال ہم میں شریک حضور

سفینے سے اٹھ کر و فر  
 وہ ہادی تھے راہوں سے آگاہ تھے  
 سنا ہے کہ تھے لوگ اتنی ہزار  
 ادب سے سواری کی ہمراہ تھے  
 ہوا پردہ پنیں اوتاری گئی  
 کہ اسے مردم شہر و محو خاص عام  
 کہ تھا چشم خورشید سے بھی حجاب  
 کب انجم کی آنکھوں سے پردہ اٹھا  
 کہ تھے کوچ کیا چیز کیسا مقام  
 سنا بھی نہ تھا نام ادبار کا  
 کہ تھے رشک مغرور ان کے غلام  
 پر آوازہ تھا کوس شام و سحر  
 فلک نے حوادث یہ دلائل تھے  
 زمانہ کی گردش کہاں لائی تھی  
 تو چالیں کیا ہو گئے اتنی ہزار  
 کہو پاسے وہ کام دل یا نپائے  
 مناسب ہے اوسکی بر آئے مراد  
 وہ جو جو تھے ذیقدر و ذی احرام  
 کہ دنیا میں ہوتا ہی یہ بھی کہیں  
 تو اس جرم پر ضبط اطلاق ہو  
 مگر ساتھ دو ما در شاہ کا  
 قسم اوسکی جو ہے ہمارا رسول  
 نہو گا کہی واجبی میں قصور

لے  
 اپنے سفینے کے ایک آوردہ لے  
 از ان سب ایک ضبط شد



یہی گفتگو تھی کہ شب ہو گئی  
 رشتے تھے جو کشتی میں اہل سفر  
 سمندر سے پہونچے جو سوئے زمین  
 بہت چین سے سوئے سب بات بہر  
 وہاں تھی ہر اک چیز کی احتیاط  
 غذا کہا کے جب سب کو فرست ہوئی  
 فرنگی سوز تھے جتنے وہاں  
 وہ ادتلیں تھے چار نہیں بی بیان  
 و لیحد کو دیکھ کر خوش ہوئیں  
 سما نظر میں جو نور شباب  
 کلی کا بکینا تبسم میں سے  
 جب آنکھوں کو دیکھا تو جھڑکا  
 وہ سب زخمی تیغ ابرو ہوئیں  
 لب لعل کا آگیا جب خیال  
 کہی دیکھتی تھیں سرخ پاک کو  
 ضیا ہے جو اہر سے یہ حال تھا  
 چچا کا بچنے سے تہا بڑھ کر حال  
 عجب نشان شوکت جوانی کی تھی  
 لبادہ زرد و تہا نیلگون  
 اوسی وقت آئی مصوڑ کیٹی  
 زمانے میں تھی ماور شہریار  
 بہت تھیں خواصین مدت تھیں  
 زمان نصاریٰ ہی اندر گین

روانہ خلائی وہ سب ہو گئی  
 شگفتہ ہوا دل مکان دیکھ کر  
 کیا سب نے سجدہ بروئے زمین  
 نمازین پڑھیں ادھڑ کو وقت سحر  
 زیادہ تو پانی کی تھی احتیاط  
 بہرون چڑھا جمع خلقت ہوئی  
 گئے سب اوتارے ہوئے تو بیان  
 پری و شطردار تھی بی بیان  
 کیا ضبط ہر چند پر غش ہوئیں  
 کہا سب نے چہرہ ہے یا اقباب  
 مذاق بناتی تکلم میں سے  
 یہ مشکل رکے سنبھل دیا شوک  
 گرفتار زنجیر گسیو ہوئیں  
 چکے لگی شوق بوسہ میں رال  
 کہی تاج کو گاہ پوشاک کو  
 کہی سبز کمر کہی لال کھانا  
 ضیا بار تھا نور مہر جمال  
 نظارت گل زندگانی کی تھی  
 جو اہر سے اپاتے حدی قرون  
 جدا گانہ تصویر کہنی گئی  
 تجلی دو سبند زر نگار  
 جو اہر تھے اون سبکی پوشاک میں  
 حضور جناب سطر گین

لب فریش چومی زمین او	سین قرینے سے سب
برندن کی زوجہ ہوئی دریاں	کہ سجھا دو نوں طرف کی زبان
بہی صحت و گنگو دیر تک	کہ بیٹھے وہ ذی آپر و دیر تک
غرض بعد صحت سے سب کو بار	گئے سب زن و مرد صاحب وقار

### داخل شدن ساوران بہ جنگاہ خنشاہ

کئی دن پر پاؤس مکانین مقام	سمند غریبیت کی پھرنی لگا م
ہوئے نریل گاڑی پر اسوار سب	روانی سے اوسکے ہوا اک عجب
پھر جبرین پہنچے وہ چالیس کوس	وہ چالیس تھے یا پالیس کوس
غرض شہر لندن میں داخل ہوئی	ٹھکانے غم راہ سے دل ہوئے
یہاں گنگو کے قرین اک مکان	فرد کش ہوئے شانہ راوی دمان
عجب شہر دیکھا عجب آدمی	سکان صاف سب صاف سب آدمی
دکانین ہیں سودا گروں کی بہت	نمائش سے نہوڑے گروں کی بہت
عجاب نظر آئی ہر ایک چیز	پسند آئی سب میں مگر ایک چیز
ضرورت کلاسوں کی اصلا نہیں	بزاغوں کی شہون کی پروا نہیں
چراغوں سے روشنی تو کیا چو گئی	عیان ہوتی سے وقت پر روشنی
زن و مرد سے جھین ہیں بہت	مگر مرد کم عورتیں ہیں بہت
زمین خشک کتر ہے پانی سوا	ہر اک جلس کم ہے گرائی سوا
غرض اوس مکان میں ہوا قیام	رجوع غریبان ہوئے خاص عام
ریسان لندن گئے بیجا ب	خوشے و شہر وہ ہو چو بار بار
وزیران و کٹوریا بھی گئے	ندیم اوسکے اور اقربا بھی گئے
سنا جسے احوال اندوہناک	دل او سکا ہو اور سو جا چاک
تکلی کو بے کہا یکدگر	کہ خالق کرے رحم اب آپ پر
کچھری جو ہے پارلیمنٹ کی	عدالت خنشاہ کی سے وہی

سب انصاف ہو جائیگا  
 دیکھ رہی وہ تعظیم تھی  
 بی بی جاحل اوس کھری بین ہوا  
 مگر اوس برس وہ بھی ایک بار  
 نہ آئی نظر صورت کا بھان  
 دکھاتا رہا مگر دشتیں آسمان  
 کہان تک یہ باتیں سناتا رہا

غبار ایک دن صاف ہو جائیگا  
 طلبکار مطلب کو تعظیم تھی  
 بر جس دن میں کہلتی تھی دوم بار  
 کہتی ہی تو بد سے کہے ابکار  
 نیا یا غریبوں سے آرام جان  
 شہنشاہ ملک یا ربانی کہان  
 کہہ احوال بہتر کہتے کا کہان

خرم میر کا جام لا ساقیا  
 جفا مطلب کی اوشانی بہت  
 نے صبر کا جوش دکھلا مجھے  
 نصوری تماشا دکھائے ذرا  
 وہ ہوں نخل صبر دل زار کے  
 اولٹ دی زمین کو صوری مری  
 صیوری بہت امر و شوار ہے  
 عیان سے نہیں صبر آہن نہان  
 جلا گیا آگ میں بیشتر  
 بی بیج جب تو ہوا زار شمار  
 نہ گھبرا دل زار پر جبر کر  
 سفر میں محرم ہوا شاہ کو  
 کا جو سامان ہمراہ تھا  
 نہ ہیندہ موسن کی تھی کچھ کمی  
 محرم سے تہمتہ کو جو فرصت ہوئی  
 کہ غما غار صنوین ہراک مبتلا

ہے انتقام اب بلا ساقیا  
 غم سے میں کی جھبہ سالی بہت  
 کہ آئے نظر کچھ تماشا مجھے  
 زمین و فلک کو ہلائی ذرا  
 کہ پیدا ہوں پھل جنین تلوار کے  
 کوئی تو تمنا ہو پوری مری  
 پر اسکا مزا آخر کار ہے  
 کہ سجتا ہے کیا ظلم آنکھ ان  
 پڑی چوٹ پر چوٹ لگے مضر  
 بزرگی ہوئی صورت ذوالفقار  
 طیگا مزا صبر کہ صبر کر  
 عجب طبع کا محرم ہوا شاہ کو  
 بے بزم ابن بدلتہ تھا  
 کہ ہمراہ تھے دو ہزار آدمی  
 پریشان سفر سے طبیعت ہوئی  
 وہاں نا موافق تھی سب کو ہوا

کئی مرد بجاہ مر مر گئے  
 بلایا ندیمان در گاہ کو  
 لکھا حال یہ ایک قریحان پر  
 مگر عارضی سے یہاں تھم رہے  
 یہاں سے بہت دل ہے بر خاصہ  
 مناسب ہے طے کرنی لندن کی راہ  
 پیر ما پر چہ ہر خیر اندیش نے  
 کہ ہے غم لندن مناسب کمال  
 تری میں علالت زیادہ نہ ہو  
 ولی نامناسب ہر غم وطن  
 گئے ہیں جو لندن وہ گنہگار  
 بہر حال لازم ہے رہنا یہیں  
 اسی شور سے جو پایا قسار  
 گورنر کو بھیجا یہ شہ نے پیام  
 ارادہ ہے اوسکا کہ آئے یہاں  
 لکھو شفق اوس مانع راہ کو  
 گیا نامہ جب جیف صاحب کو نام  
 شہر یاب دستور حضرت ہوا  
 ہوا داخل کھنودہ وزیر  
 غریب الوطن تھے جو شاہ زمان  
 وہ جتنی تھیں سب عاشق شاہ تھیں  
 کیونکہ تھا کام آرام سے  
 مگر نامہ شاہ آتے تھے روز

ملازم سفر میں سفر کر گئے  
 کیا یاد اسیران و بیجا و کو  
 کہ تھا سوچی لندن ہمارا سفر  
 کئی جانے والے گئے ہمس رہے  
 تباؤ تو لین کون سا راستہ  
 روانہ ہوں یا جانب تختہ گاہ  
 کہا متفق ہر دو فاکیش نے  
 مگرھے فقط بادشاہ کا خیال  
 مرض خار پائے ارادہ نہ ہو  
 کہ مایوس ہو جائینگے مردوزن  
 خبر سینکے بدل وہ ہو جائینگے  
 کہیں کا ارادہ مناسب نہیں  
 رہے پاس کلکتے کے شہر پار  
 کہ ہے تختہ گاہ میں مدار المہام  
 مگر حیف اوسے روکتا ہے وہاں  
 کہ دستور کو شہ کے پاس زدو  
 گیا پاس شہ کے مدار المہام  
 وزیر پدر شہ سے رخصت ہوا  
 سفر میں رہے شاہ گردون میر  
 غم ہجر کمانی تھیں سب بی بیان  
 مگر ہمد نامہ و آہ تھیں  
 کہ سوتی نہ تھیں تا سحر شام سے  
 خط اون بی بیوں کی بھی جاتی تھیں روز

یہاں  
 در گاہ

جے جے جے جے جے جے جے  
 جے جے جے جے جے جے جے

جے جے جے جے جے جے جے

جے جے جے جے جے جے جے

خط آیا کئے اور جایا سکئے  
جب آنی تھی لندن سے شہ کو خبر  
ٹریٹے تھے بھر خبر دردناک  
خبر سنئے تھے بیشتر بادشاہ  
مگر لکھنؤ میں تھے ایسے پیشہ  
کینے کھا ملکیا شہ کو تاج  
ملا ملک اب مادر شاہ کو  
کینے کہا یہ خبر تھے غلط  
کہا ہے کہ اب ملک رسائی نہیں  
کہا یہ کینے کہ حمسے سنو  
کینے کہا سچھہ بھی ہو نا نہیں  
فرنگی میں اہل خرد کینہ و ر  
یہ لیکر کچی ملک دیتے نہیں  
کینے کہا چپ رہو چپ رہو  
بکھیرے تھے جتنے وہ طے ہو گئے  
بہت پار کی سنٹ کے ذیوقار  
پے مطلب نشہ موافق میں سب  
گذرنا ہے اب غرض صبح شام  
خبر لیکے دوڈی جھاز آئیگا  
غرض تھا ہی ذکر شام و لگاؤ

غرض روز و رات کے ڈاکٹر  
وہ ہوئی تھی وجہ قرار جگر  
کہ ہنسین روز آنی تھی ڈاکٹر  
چھٹے دن پہنچتی تھی ٹانگہ  
کہ حرم سنانے تھے تازہ خبر  
خبر میں نے پائی ہے حقیقت آج  
کیا شہ و بصر ذبحا د کو  
کہ آیا ہے لندن سے آج لکھنؤ  
کہ دکتور یا پھر کے آئی نہیں  
ہوئی سلطنت شاہ کو بھائی کو  
کسی بات کی اصل معلوم نہیں  
بہت اس طرح کے بگاری میں  
مکان ہے سبب چین لکھنؤ نہیں  
نکھنوار ہو نیک کلمہ کہو  
جو فتنے تھے پند اب سو گئے  
کہ میں سب وہ علامہ روزگار  
بہت اپنے دھڑکے مذاق میں  
خدا نے جو چاہا تو بٹا ہی کا ہم  
سب اگلے پھینے میں کہیں جا گیا  
گیے ایسی بات تو نہیں سال و پند

داستان انقلاب عہد انگریزی و برطانوی حاکمان

تو نگر ہوئے جو تھے محتاج نذر  
سزائیں بھی دین سرفرازی بھی

نصاری نے دین پشتمن بیشتر  
مناسب رعایا نواز ہی بھی کی

نام نمبر ۱۱۰

<p>جو قاصر ہوا او سکو تعزیر دی          نہ کرتے تھے وہ بڑے سبب گیر و دار          صعوبت اذیت کسی پر نہ تھی          نہ تھی دزد شب رو کو جانے گریز          بہادر بھی تھے اور عادل بھی تھے          لرزاتے تھے بجرم کے خون سے          شراب عدالت سے خمور تھے          وہ تھے خیر اندیش خلق الہ          کیا مہر و اجد علی شاہ نے          صحبت اوٹھائی مگر آیت نہ کی          حوالے کیا نہ نے اوٹرم کو گھر          ملی جنگ شہن کو پھر او سکی گلاہ          تو بعد او سیکے لارنس حاکم ہوا          عروس خرد سے ہم آغوش تھا          خبر آئی میرٹ سے یہ ناگہان</p>	<p>جو حاضر ہوا او سکو تو قیری          جرتے حاکم وقت صاحب کار          کوئی عدل سے بات باہر نہ تھی          بہت منتظم تھے وہ سب انگریز          وہ ہشیار تھے اور عاقل بھی تھے          وہ چلتے تھے رستا تو قانون سے          وہ آگاہ آئین و دستور تھے          وہ تھے اپنی سرکار کے خیر خواہ          کئے ظلم کو چرخ بد خواہ نے          سایا یا مقتدر نے گھراؤ نہ کی          روانہ ہوئے جب برائے سفر          پس شاہ اوٹرم رہا بچہ ہماہ          نہ گذرا برس جلشین بھی گیا          وہ ذیفہم و ذیقصل و ذیہوش تھا          کیا اونے کچھ روز کار جان</p>
---	--

### مضمون نوشتہ انگریزان میرٹ

<p>فرنگی میان سپہ گھر گئے          لڑے سب پیادے بھی اسوا بھی          ہر اک جزیر بھی ٹوٹ لی پہونکی          عرض داخل شہر شاہی ہوئے          گئے سب در قلعہ شاہ مین          کہا عرض کر دو کہ اسے تاجور          سمندر ریاست کو گر ماسیئے</p>	<p>کہتے تھے سب پھر گئے          چلی توپ بھی اور تلوار بھی          شہر پروں نے سب چھاوتی ہوئی          پس جنگ وہاں کو رہی ہوئے          نہ بھیرے کہین ایکدم راد مین          جمی فوج ساری پڑا باندہ کر          بر تخت اجلاس فرما دیئے</p>
--	--

یہ اقرار کرتے ہیں کہا کر قسم  
 امیرون نے سلطان سے جا کر کہا  
 کہ موجود ہے انگریز ہی سپاہ  
 بس اب شاہ ہوں جلوہ گر تخت پر  
 یہ ارشاد اودھے کیا شاد نے  
 کہ میں ہوں ضعیفی سے پادور کا  
 ضعیفی میں مجھ کو ستاتے ہو کیون  
 فرنگی سے پانی ہے کتنے ظفر  
 کہیں فاش پر وہ نہوراز کا  
 سیاہی امت جو چرہ آخر کی  
 یہ موجود ہے مجھے لین تاج سر  
 امیرون نے جو کچھ سنا شاہ سے  
 غمانا مگر فوج نے عذر شاہ  
 وہاں جس قدر جہاؤنی میں تھی فوج  
 فرنگی نہ تیغ ہونے لگے  
 نہ چوڑی زن حاملہ تک کہیں  
 فرنگی بڑی جراتوں سے لڑے  
 جو باروت خاستے میں کہتان تھا  
 برنچ کا دیکھ کر بید رنگ  
 حق خیر خواہی ادا کر گیا  
 پر آشوب ہو ہو گئی سب بلاد  
 ہر اک تار برقی کو پہونچی گزند

اکی جان تھاری میں موجود  
 سب اک ہوا عیشا تاج و لوا  
 بے خیر اندیشے بادشاہ  
 سینن تاسب آواز کو سن لفظ  
 جواب سخن یوں دیا شاد نے  
 مثل ہے لب بام ہے آفتاب  
 چراغ سحر کو بھناتی ہو کیون  
 اوستا شیک غم تخت پر بٹھ کر  
 کہ انجام بد ہے اس آئنا کا  
 تو اتنی بھی حرث بگڑ جائی گی  
 جسے چاہیں بھلا میں وہ تخت پر  
 کہا سب وہ اونیج کمرہ سے  
 بٹھا باسر تخت باقر و جہا  
 وہ اونیج میں مل گئی مثل سورج  
 نہ خاک یا جا کے سوئے لگے  
 کہیں بانگ نوبت تھی شک کہیں  
 مگر ہو گئے قتل چھوئے بڑے  
 براخیز اندیش انیان تھا  
 جلایا مع خانہ سامان جنگ  
 اوسی آگ میں جلے وہ مر گیا  
 گرمی ہر جگہ برق تیغ فساد  
 ہر اک شہر کی ہو گئی ذاک بند

حال مہالیش لارنس چیف کمشنر سپاہ جہاؤنی لاہور

پیرا جس کٹہری چیت صاحب نوح  
 یہ گور کے افسر کو بھیجا سپہ  
 بس اب چھوڑ دو جو پیر کر قبیل کو  
 وہ گور سے گئے چھاؤنی کی طرف  
 قنارہ میں ناولہ تھا جیٹھ کا  
 پیش سے جگر سنگ کا جل گیا  
 سب اوس دھوپ تو میں ہو گیا صوبہ  
 رہے کچھ تو بیمار کچھ مر گئے  
 فرنگی نے میدان میں مسجد م  
 برابر برابر بر جایا او نہیں  
 کہا اوتھے سو سو تو اس بات کو  
 کہ سمنے کیا خاک سے ٹکوپا ک  
 جب اسے تھے اپنے مکانوں کو تم  
 لباس انگریزی پنھایا تمھیں  
 سپاہی کیا اور عہد : یا  
 لیا کام اخلاقی سے پیار سے  
 ہزاروں کو دیتے رہے انگلشین  
 معین تھی جو وجہ ہر ماہ دی  
 تمھاری ہو ہی پرورش اچ تک  
 نہیں کرنیکا یون کوئی بادشاہ  
 زرافشان بھادر کو کوئی نہیں دی  
 سب آئین جنی سکھائی تمھیں  
 ہوئی جائد ماری جو ہر ایک سال

ہوا اوسکے دل کو نرود گمان  
 کہ تم چھاؤنی میں کروا رہا  
 کہ برکتہ لشکر وہاں بھی نہ ہو  
 وہاں بھی تلکے تھے سب سرکفت  
 زمین کی طرف روی خورشید تھا  
 زمین پر جو دانہ گرا جل گیا  
 کہ تھے تھے گوردن کے شل منور  
 صف مردگان میں بھی افسر گئے  
 بدستور کین پٹین سب ہر  
 جو افسر تھے او نہیں بلایا او نہیں  
 تمھیں ہنسنی اپنے دل میں کرو  
 مگر قدر دانی نہ کی تھے خاک  
 لنگوٹی فقط ایک باندھی تو تم  
 کہ تھے تم تھے انسان بنایا تمھیں  
 تمھیں ہننے اوتھے سے ان کی  
 ہوئی پرورش سبکی سرکار سے  
 بھادر کیا جو لڑا خاک میں  
 کہ اوتھیں روز تخواہ دی  
 بے کھا کے تم کہنی کا نمک  
 کہ جس کی تھے قدر سپاہ  
 دیا تھو فتح کر سی بھی دی  
 قواعد فریٹے تھے تمھیں  
 تو لا کہوں روئے گا ہوا صرف مال



مہاراجت کروردن کر تمہر ہوئے  
 تہائی دکھائی ہے شان سپاہ  
 کسی شہ نئے یہ فوج پائی کہاں  
 صف جنگ میں یوں لڑا تہیں  
 ہمت غنایات کی فوج پر  
 رکان بھر پیار میں خوب تر  
 کہو اس طرح یکایک لیتا ہے کون  
 یہ ہم میں کہ تھے نہیں کچھ غریزہ  
 حقیقت میں ہم رونق ہند میں  
 ہر اک چاہا فی اہمے آباد کی  
 ہر اک راہ میں راہنما تھو بہت  
 ہر اک خبر نادر کہاں تھی یہاں  
 کہیں کوئی ہو اور رستہ نہ تھا  
 ہر اک میں اتنی زراعت تھی کب  
 یہ بند و قین ہندوستان میں تھیں  
 از بردست سب زیر ہے ہوئے  
 پسند آئی ہے نا سپاسی تمہیں  
 عبت ہے بیزار ہوئی ہو کیوں  
 اگر جسے تم دور ہو جاؤ گے

لو پر فن ہوئی تم ہر دور ہوئے  
 کہ ہر کار ہے قدردان سپاہ  
 یہ زینت کہاں یہ صفائی کہاں  
 کہ محنتی میں سستا کھلا یا تمہیں  
 شقت یہی دنرات کی فوج پر  
 لیے نمیش و لشخص ہیں ڈاکٹر  
 سپہ گوزر اس طرح دیتا ہو کون  
 مگر غم ہونا قدردان ہے تمہیں  
 ہمارے قدم رونق ہند میں  
 مٹائی بنا اہل مہداد کی  
 بریشان غریب الوطن تھو بہت  
 پناہ مسافر کہاں تھی یہاں  
 کوئی اس طرح کانون بستان تھا  
 غریبوں کی ایسی سماعت تھی کب  
 یہ خبر میں یہ فوج میں یہ شکر میں  
 زبون اہل شمشیر ہے ہوئے  
 سوائی ہے ناعق شناسی تمہیں  
 سر راستہ خار بوئی ہو کیوں  
 بھر اگلے سے مر دور ہو جاؤ گے

### جواب بزرگان فوج

یہ سن سکے سب افسروں نے کہا  
 بہت خوب ہے آپکا انتظام  
 بہادر میں آپ اور ادلی النور میں

کہ ارشاد یہ ہے بجا آپ کا  
 یہ حمد دعویٰ واجبی لا کلام  
 جو انفرادی رسم رزم میں

عدالت گزین داد گستر بین آب  
 شب و روز آرام چکو ملا  
 بہت قدر دانی ہماری ہوئی  
 نہیں منکر لطف سر کا ہسم  
 نہیں عذر کچھ تو کری میں میں  
 مگر کار توں اب جو یہ آئے میں  
 وہ اگلے تو کاغذ کے تھے کار توں  
 انہیں دانت سے کاٹا ہے محال  
 بہت زردیا لعین دین میں  
 وہ ہے کون جو جان دیتا نہیں  
 ہمارا تر لزل میں ہے اعجاز  
 یہ ہندو مسلمان بگڑ جائیں گے  
 غرض فوج نے جب نما نا کہا  
 ہوا دھوا روڑ لگی کرن  
 لگا کر ہے دیر تک دور میں  
 بیان حصار ایک شہزادہ تھا  
 کیا انگریزوں نے اوسیں قیام  
 جہاں تک عمارت تھی گرد حصار  
 غرض کہو دے اے ہزاروں رکان  
 علی مصطفیٰ خان کو قیدی کیا  
 محمد حسن خان بھی مجبوس تھے  
 کئی اور وہی کے تھے میرزا  
 شب ہفتم ماہ شوال تھی

سہ دوست میں بندہ پرور میں آپ  
 دم چاک انعام چکو ملا  
 بیان الم غمگساری ہوئی  
 کہ میں کہنی کے نمک خواہم  
 نہیں عذر فرما نہری میں میں  
 بہت اسنے اسنے سے گہرا میں  
 یہ جھلی کے اب میں نے کار توں  
 کہ ہے اشتباہ حرام و حلال  
 پر اب آپ کرنے میں بید میں  
 مگر کوئی ایمان دیتا نہیں  
 کہ صاحب کی نیت میں اب ہر فساد  
 بے حفظ ایمان بگڑ جائیں گے  
 وہ واضح بھی نا چار چ ہو رہا  
 فرنگی گئے سوئی چھی بہون  
 بندی سے دیکھا نشیب زمین  
 اوٹھایا اوسے دوسرا گھر دیا  
 بنا ٹی لب بام رند سے تمام  
 وہ کہو دی گئی گھر گرسے بشمار  
 سن بیان کو کر دیا ہے نشان  
 اسیر حدنا امید کی کیا  
 وہ مجبوس جتنے تھے مایوس تھے  
 گرفتار اندوہ و رنج و بلا  
 غضب کی گہری شامل حال تھی

۱۲۵

۱۲۵

۱۲۵

جو تین جہاوی مین کئی پلین  
 یا متقی ہو کے سب نے فساد  
 کیا میگرن اور کچھ زر لیا  
 جلی توپ گوردن کی جہاں دھوان  
 ہر اک توپ کی زد بچائے تھے وہ  
 برین برط کی صفین اس قدر  
 تلکے جو اونے زیادہ گرے  
 وہ گورے جے یون سرزمگاہ  
 فرنگی جو جرنیل تھا فوج کا  
 کئی گولیاں ناگہان پڑ گئیں  
 کئی انگریز اور مارے گئے  
 تلنگوں نے جب پہونک دی جہاوی  
 تلاطم ہوا لوٹ ہونے لگی  
 قیامت بپا ہتی عجب شھر میں  
 رعایا تو تہی خستہ دل خستہ حال  
 غرض جہاوی مین یہ صورت ہوئی  
 سحر گاہ پہر وہ فراہم ہوئے  
 بڑے گورے اپنا پراباندہ کر  
 مقابل مین گوردن کی ایست  
 لڑائی اودھر کی بگڑنے لگی  
 بڑے کھڑے آگے وہ جھے تھے  
 غرض وہ نہان ہو گئے بہانہ کر  
 گریزان گرفتار اکثر ہوئے

بجز ان کلمہ کر سبت ناواقعان کو خون مل کر نہا سبت

سر دوش رہے سلاح غناؤ  
 کئی اشتر دن پر او سے بھر لیا  
 دو جانب سے چنے لگین گولیاں  
 کہ ہر ضرب پر لٹ جاتے تھے وہ  
 کہ گر گرے کچھہ ڈہر کچھہ اودھر  
 تو سب کے سویشٹ پانچ پہر  
 کہ آگے سے پیچھے ہی وہ سپاہ  
 بڑا بھر نفیم وہ جو ذرا  
 گرا اس سے وہ بروی زمین  
 تلنگوں کے سر بھی اوتار دیے گئے  
 زمین سے فلک تک ہوئی روشنی  
 جہاں جو ملا خلق ڈھونے لگی  
 کہ وہ فوج آٹھ لگی اب شھر میں  
 زیادہ پریشان تھا کوئی حال  
 جلانے سے تنگوان کے فرصت ہی  
 تلکے نے جنگ باہم ہوئے  
 چلین گولیاں بہر ہوئی توپ سر  
 گئے چند تن ہٹ کر بائیں طرف  
 کہ دوسمت سے مار پڑنے لگی  
 بہر دن چڑھ تک کئی سر کے  
 بجایا قناری نے کوں طفر  
 اسیر بلا ساہمہ ستر ہوئے

وہ مجھ سے چھٹی پہون میں رہے  
 لیا بلوہ جب فردم شہر سے  
 یہ دست لغاری سے بچان ہوئے  
 غرض ٹھہرے پہاڑی کے قابل گئی  
 اوسیدن کھڑی ہو گئیں پہاڑیاں  
 اسی طرح ہر روز دو چار کو  
 اوسر ہلی گارد میں یہ رنگ تھا  
 لگا بین تہین تو میں جھٹکتا تھا  
 لگا ئی نہ تھی تھوٹ ہو تر کہاں  
 کئی سال کا جمع سامان تھا  
 بخود اور گندم تھے تنو لاکھ من  
 بہرے تھے پھارون بروز پیش گار  
 میان طویلہ تھے گھوڑے بہت  
 بشر پیشتر تھے ہر اک کام کے  
 کشتہ کرانی جو گہرا تھے  
 دن و لطف سب تھو قریب نزار  
 بہت سکھ تھے ہندی بھی تھو سیکر  
 کئی سو جو تھے جگر ناک خواہ  
 کینے کہا سب میں برگشتہ اب  
 کینے کہا دیکھ آیا ہوں میں  
 نصاریٰ سے ہر سزمین چھٹ گئی  
 ترنگی نہ تمیخ دشمن ہوئے  
 کہ اوٹکو بھی بجرم بچان کیا

گلے ریمان سن  
 تو دی گو نھالی او نہین مہر سے  
 بہت او نہین مجھوس زندان ہوئے  
 او نہین میں رہا کی کے قابل گئی  
 سحر گاہ سولہ کو دین پہاڑیاں  
 چڑھاتے تھے بیدین و دیندار کو  
 کہ جو تھا وہاں رستم جاک تھا  
 کہ خالیت تھے سب پیشتر جاکے  
 چڑھائی تھی بالاسے سقف مکان  
 کہ غلہ بھرا تھا ہر اک قسم کا  
 کئی لاکھ من دال جولا کہہ امین  
 بہت مرغ و بیضہ بہت نان پاد  
 ضروری بھی کا پڑتے تھوڑی بہت  
 بہت پیشہ ور تھے ہر اک کام کے  
 وہیں سب جگہ سے سٹاؤ تھے  
 کئی سو تو تھے بچہ شیر خوار  
 بشر تھے کئی قوم کے سیکر  
 خروہ ساتے تھے شام و پگاہ  
 ملنے بھی سارے رعایا بھی سب  
 یہ اجبار تحقیق لایا ہوں میں  
 ہر اک چھاو نی جل گئی تھی  
 عدو و خورون سے بھی بدظن ہوئے  
 غضب تو یہ ہے خون طغیان کیا

یہاں آئے کو جمع ہوئے ہیں  
 ہوا پر شد سے پور میں جب فدا  
 مگر راجہ ہنوت سسنگ ایک  
 شجاعت میں جرات میں رستم و وہ  
 نصیب کو لگا ہے رنگوں میں  
 شفی پر شد سے پور کی جب خبر  
 سے سہ ہزار آدمی وہ گیا  
 کہ اب آپ ہرگز نہ گھر آئے  
 فرنگی فقط بیٹس بائیں ہے  
 سزمن اوٹکو وہ لے گیا اپنی گھر  
 تو اضع ضیافت بھی دزات کی  
 شب و روز دعوت کسانیں رہے  
 وہ دیتے تھے راجہ کو زینتی ہزار  
 پہر اسوار اوٹکو کیا بدھڑک  
 بیان حصار اوٹکو پہونچا دیا

وہ امر و ز فردا میں آکر میں اب  
 نصاریٰ کو گھر سے تھے سب بدھڑا  
 ہمارے ہے وہ بہت نیک  
 سخاوت میں مہمت میں عالم عروہ  
 ہر اک بات اوٹکی ہر نقش لکین  
 ملک کے لئے اوٹنے بلدی کر  
 فرنگی پریشان تھے یہ کہتے  
 چاروی سپہ میں چلے آئے  
 مع طفل و زن تیش اوٹیں تھے  
 سپہ سے بچا کر مع مالی و زر  
 وہ دشمن نہ تھے بریدرات کی  
 کئی روز گھر میں وہ یہاں رہے  
 کیا اوٹنے انگار اور انگار  
 گیا لکے اقد آباد ملک  
 خبر کئے خبر نے مہجرا کی

### حال براوردن تخت تلج و مال شاہی

خبر پر خبر بھی علی الاطلاق  
 پیادے اور اسوار یکجا ہوئے  
 کم و بیش جو میں سو تھے سوار  
 پڑا رعب تھا آمد فوج کا  
 سزمن چیت کو جب ہوئی یہ خبر  
 بہت گور سے اوٹنے روانہ کیے  
 سہ و وہ سو درگہ بادشاہ

مالک میں افواج کا تہا یہ حال  
 سو لکھنوی گام فرسا ہوئے  
 مگر سب ملنگ تھے گیارہ ہزار  
 زمین کو کئی دن رہا زلزلہ  
 کہ سے شہر سے فوج میں کوس پر  
 فرنگی کئی ساء وانا سیکے  
 پریشان ہوئے حاضر بارگاہ

بلا کر فرنگی نے مختار کو  
 پر اگندہ خاطر وہ مختار تھا  
 جو اہر کے صندوق سے پانچ جا  
 کئی تاج دولت جو اہر کے تھے  
 مکان تھا وہ لوٹا ہوا کچھ نہ تھا  
 خراسانی و اصفہانی خسام  
 غرض لکھ چلے فرد خدام جب  
 وہ سب قما جب بخت اوٹھا لیکے  
 نصاریٰ نے کی ہوشیار نئی تہ  
 بل پختہ پر سور چا ایک تھا  
 نہ تھی جہانگیر اور زندو کی حد  
 تھکے تھے کچھ اور تھے کچھ سوار  
 ہزاروں سپاہی بیکر کر رہے تھے  
 ولی جانفشانی میں تھا کو تو ال  
 نکلتے نہ تھے گھر سے اپنے امیر  
 کچھری نہ تھی بند دربار تھا  
 یہاں تک تو تھی دہشت خبران  
 یہ تھا حال ایک ایک انسان کا  
 دکاندار دکان لگاتے نہ تھے  
 جہاں زر نقد اوٹھا لگے  
 زر و مال گاڑا گیا اس قدر  
 کہ تو زمین بہت گھریاں لہیں  
 دسے تھے یہ سرکار نے اشتہار

کہا جو جو اہر سے سب لہو و  
 جہان جو دہرا تھا وہ سب لادیا  
 زر سرخ بھی تھا بہت سکے دار  
 کئی تخت حضرت جو اہر کے تھے  
 مگر بعد غارت بھی کیا کچھ نہ تھا  
 سب اہمول تھیں خاصیاں بھی تمام  
 لدا تھیں چکرون پر اسباب سب  
 جو اہر سے تخت اوٹھا لیکے  
 لگائی ہر اک توپ بہاری بہت  
 پل آہنی پر بھی تھا دو سرا  
 نئی کر بلاتک تھی گولوں کی دو  
 مگر برق انداز تھے دو ہزار  
 رضا سے گئے بعض لڑکر گئے  
 بہت با سبانی میں تھا کو تو ال  
 نہ اوٹھتے تھے ہر گدا می فقیر  
 مگر سب کو اندیشہ ہر بار تھا  
 کہ سکتے ہیں تھی شاعروں کی زبان  
 کہ درمال کا خوف تھا جان کا  
 گھروں سے خریدار جاتے نہ تھے  
 دکانوں میں جو مال تھا لگے  
 ہوا گھج قارون سے افروتر  
 دو شالوں کی بھی پدیریاں لہیں  
 کہ سب ایڑ گہ بار سے ہوشیار

ہندو  
 لکھنؤ

براستہ ہیں بد معاشوں سے کام  
کیا تلو آگاہ ہم میں بری  
امیر دن نے غلہ فراہم کیا  
فقیر دن نے تکیہ خدا پر کیا

کسی طرح ممکن نہیں انتقام  
کہ آتے ہیں وہ بہر غار نگری  
جو تھا پیشتر خرچ وہ کم کیا  
بکان تو کل مین لستہ کیا

### صفت آرائی جنگ جنت

کہان پر تو ایسا فی جنگ جو  
وہ می ہو کہ دل تہر تہرا کر لگے  
غضب کی ترپ شیشہ مل میں ہو  
وہ بادہ ہو جس سے کو اوٹھو دھون  
پیالے میں بندوق کی چال ہو  
یہ ٹکرا کے باہم پیالے چلین  
وہ کیفیت رزمہ ہو رقم  
سے گنج میں جا کی پہونچی سیاہ  
کمر کپو لی ہر ایک نے زینر شجر  
لگائی ہراک توپ و دہر پیر کر  
بس توپ بندوق کو رکھ دیا  
بہت اوٹھن لیستہ بچھا کر لگے  
سہو پنچر لگی چار سو سے رسد  
ہر نی دو پہر سب پکا کہا چکے  
غذا کہا کے سالار یکجا ہوئے  
بڑی جنگ ہونے لگا مشورہ  
یہ جو روز و ساعت منجم تباہین  
منجم جو لشکر کے ہمراہ آئے

جنگ جنت  
نفاذ جنگ جنت  
منجم و نفع آ

بلادے وہ ساغر کہ برسی لہو  
ختم آسمان جو ش کہا کر لگے  
تفنگوں کی اواز قتل میں ہو  
بینین پتہ شیشہ سب گولیاں  
گلا شیشہ بادہ کانالی ہو  
کہ گر گر کے توچین بینین بوتلین  
کہ بندوق بن جائی نال قلم  
کئی کو س کے گرد میں تھی سپاہ  
کیا پاک تن سے خبار مسفر  
بل گوشتی کی سرک نہی جد ہر  
ہراک سمت پہر اسعین کیا  
لب چاہ اکثر نہا سنے لگے  
کئی سرحد لکھنوسے رسد  
تنگے بھی پہرے بدلوا چکے  
سباہی بھی دو چار یکجا ہوئے  
اسی متقی افسروں نے کہا  
اوسے روز ہم ساری گار دین جاہین  
وہ کچھ روز و ساعت ہی آگاہ تو

غرض اونکی پوہتی سنگانی گئی  
 اونہون نے کہا پوہتیان دیکھ کر  
 لطفربانی فوج دشمن نہیں  
 معین ہوا روز شہ شہ کا  
 خیر حیف کو بھی گئی ناگہان  
 او سے بھی گئی دن تردد رہا  
 نہ شہ کی شب آگئی ناگہان  
 کہ اب دیکھئے رنگ ہوتا کیا  
 گرم و میدان میں سب انگریز  
 یہ میدان میں جا کر پٹے نہیں  
 کیسے کہا فوج سے بیکران  
 قواعد سے کیا فوج محرم نہیں  
 انہیں کے ہیں سب گولہ انداز وہ  
 ہستی اون سے جو بات وہ و دگی  
 غرض تذکرے یہ رسہات پہر  
 سیاہ بجوم فلک شہی عیان  
 لڑائی کی تھی دہوم افلاک تک  
 وہ عقب میں خم تھا جوتلوار کا  
 غرض صبح صادق نمایاں ہوئی  
 ہوا شہ جب مصر پیدا ہوا  
 فرنگی نے جنگ تیار سے  
 ہوا جب بلند آفتاب سحر

بے جنگ ساعت دکھائی گئی  
 کہ ہے روز شہ شہ روز لطف  
 بچن جھوٹ ہو تو برہمن نہیں  
 مگر تھا گئی رود کا فاصلہ  
 کہ سنگل کے دن آئیگے وہ یہاں  
 مگر ہوشیاری سے غافل نہ تھا  
 ہوئی ہول آگین دل مردان  
 سویرے دم جنگ ہوتا کیا  
 نریمان و رستم میں وقت ستیر  
 اگر آگ برے تو تھتے نہیں  
 جماعت نصاریٰ کی اتنی کہاں  
 نصاریٰ سے وہ جنگ میں کم نہیں  
 انہیں سے بھٹے مرد جاننا وہ  
 لڑائی ہے اوشاد شاگرد کی  
 ہوا آخر کار پھیلا پہر  
 تگا پوہ میں چکر میں تھا اسماں  
 وہ شہی کہکشان یا تھی سیف فلک  
 تو مریخ تھا دیدہ خوشنوار کا  
 ستاروں کی تنویر بھان ہوئی  
 کہ آنا سے گولا دھکتا ہوا  
 کہ شہر آتے تھے بے بارے  
 دیا جیت نے حکم باندھو مگر



وہ سب آدمی تہی قریب ہزار  
 تلنگے تھے کچھ فوج نوے سو  
 سب آگے سواران جانا نہ ہو  
 جو ہڑاہ تو بین تہین اثر نفس  
 کئی گھوڑے تھے گھر چڑھی تو بین  
 روانہ ہوا چیف یون ناگہان  
 لڑائی کی تلوار کو آب دے دی  
 سو فوج گولے اوتارے کئی  
 اسی طرح گردے بھی چوڑی بہت  
 تلنگے جو غافل تھے گھیر آگے  
 اوٹھے لوگ خوان غذا چھوڑ کر  
 نہ کہا ٹی غذا آگے آئی ہوئی  
 وہ جلدی میں کیا دھونڈی بانی سوانہ  
 لیا تو شہان اور بندوق لی  
 دہرے سے بھی تو بین چلین اس قدر  
 چلی دو گھڑی تک او دہری بھی تو بین  
 سواروں نے ہی زمین جھٹ پٹ کسی  
 سجے سینے ہتھیار باند ہی کر  
 چپ و راست دو غول ہو کر گئے  
 شگے صورت سب چھپ چھپ گئے  
 غبار لگا ور سے نیزوں کو جھل  
 ہزاروں تھے تین لگا کر ہوئے  
 برے ناگہان چیت کی بھی سوار

توپ گان کی لڑائی  
 گولہ مارنے کی لڑائی

نوسوان دران  
 گولہ مارنے کی لڑائی  
 توپ گان کی لڑائی  
 گولہ مارنے کی لڑائی

توپ گان کی لڑائی  
 گولہ مارنے کی لڑائی  
 توپ گان کی لڑائی  
 گولہ مارنے کی لڑائی

سوار کی پیادہ تھے دو سو سوار  
 مگر گورنے تھے تین سو سوار  
 عقب سے نئے برق انداز تھے  
 وہ دھڑ دھڑ تہین او دہری تہین  
 ولی پیل تہی ہوٹ کی توپ میں  
 گیا اوس جگہ تھے مخالف جہان  
 چلی توپ ناگاہ مہتاب دی  
 جہان سے تلنگے سدا ہارے کئی  
 گرے آدمی چند گھوڑے بہت  
 سمٹ کر مگر اک جگہ آگے  
 چلے بعض تبر و کمان جوڑ کر  
 اولٹ دی پیل پکا لی ہوئی  
 کہ دھوئے تھے سب زندگانی سوانہ  
 پے جنگ ہر ایک پلٹن چلی  
 کہ اوڑاؤ گئے اوس طرف کشر  
 چلی بارٹھ کے ساتھ او دہری بھی توپ  
 ایک کونے دو تین جھٹ پٹ کسی  
 زمین پر تھے باہر سے زمین پر  
 دو جانب سے وہ مورچہ پر گئے  
 چپ و راست پہلو دبا کر ہوئے  
 نہان تھے مثال سنان اجل  
 بہت کار بین سنہا کے گئے  
 فرمکی تھے سب واقف کارزار

میاںوں سے تیغین ہوئیں تہین جیاں  
 ہوا غل جو تیغین کچھیں چار سو  
 کہنچی تھی وہ کاٹھی سے تیغ سوار  
 پسینے میں سب اسپتازی تھوڑ  
 عیان تھایہ تھنوں کی آواز سے  
 لگانوں کو گانٹے ہوئے تھوڑ  
 دھاتوں سے زخمی وہن ہو گئے  
 نہ رکتے تھے ر ہواڑ تھتے تھے  
 ترا سے دم پو یہ بہرے گئے  
 کشاکش وہ گھوڑوں کی وہ گریبان  
 گئے سب وہ تلوار تو لے گئے  
 زکا بو تیرا ستادہ تھے وقت خاک  
 سہراست تھی تیغ آتش فشان  
 اودہر نعل ر ہواڑ کی تھی چمک  
 پرین انگریزوں کی جب گولیاں  
 خطا اونکی گولی اگر کر گئی  
 یہ تیغ فرنگی کا احوال تھا  
 غضب کا ہر اک وار میں کاٹ تھا  
 چو بندوق پر پڑ گئی ناگمان  
 نہ ٹھہری کہیں جب پڑی دھج  
 چمک دیکھ کر تیغ خوریز کی  
 پڑی اوسکے سر پر عجب زناک  
 چلی ہنر سے دامن زمین ناک گئی

کہ نکلیں تہین پتھر سے چنگاریاں  
 کہنچا رشتہ جان جنم حد و  
 کہ زخمی کی رگ سے لہو کی تھی دھار  
 دھاتوں سے گرتے تھے کف خاک پر  
 کہ ہم تہین شہر باز سے  
 ہوا برتنے سے تھے را عوار  
 سمٹ کر وہ گھوڑے ہرن ہو گئے  
 زمین پر کہیں پاؤں جتے تھے  
 ہوا پر وہ چڑھتے اوترنے گئے  
 ہوا پس گئی جب گئی درمیان  
 بے ضرب آغوش کھوڑ ہو گئے  
 دباے تھے راتو نہیں گھوڑوں کا تھک  
 مگر دست چپ سے تھے رو کر خدان  
 اودہر تیغ اسوار کی تھی چمک  
 گریے اون ہواروں کے شدید زحان  
 جب اٹکی گئی دل میں گہر کر گئی  
 کہ ہر جوہر آہنی لال تھا  
 کہ دریا سے خون تیغ کا گھاٹ تھا  
 کئی نال بھی صورت کسٹھان  
 گئی پرتلے کی طرح تاکستھان  
 سواروں نے دنیا سے مہینر کی  
 نکل آئی تلوار وہ ناک سے  
 اوترتی ہوئی وہ زمین ناک گئی

وہ چکی سوار دن کی سر پر کسی  
 سوار دن کے تن سے جو باہر نکلی  
 نہانی لہو کے جو تالاب میں  
 لہو سے جو ہر نخل افشان ہوا  
 ٹیکڑ لگا کہنیوں سے لہو  
 فرنگی تھے تھوڑے تلنگے سوا  
 دیکھو پہر جو تلوار پڑنے لگی  
 فرنگی کو یاد آگیا یہ سخن  
 ہے مسکات جان کر ذی وقار  
 وہ تو بین جو گوردن کی ہمارے بین  
 فرنگی پہر سے زخم کھاتے ہوئے  
 جلی گاہ بندوق کہ تیغ تیز  
 بل آہنی چیٹے کر گیا  
 نیلے برق انداز چھو ہو گئے  
 سوخ یہ بولا نہرست سے  
 سبب کیا ہوا ب جو یوں پہر گئے

بہی دوش و بر پر کمر پر کسی  
 وہ ہر چار جاے کو دو کر گئی  
 بنی لال مچلی وہ تیغ آب میں  
 تو ٹیسو کا جنگل وہ میدان ہوا  
 دم جنگ مانند آب و ضو  
 مگر کیا لڑے واہ دامر جا  
 صحت جنگ آخر بکڑنے لگی  
 نہ ہر جاے مرکب توان مانن  
 کہ تھوڑے رہے تھوڑے سوار  
 رہن سات و داور بچت گین  
 برسے گویاں وہ لگائی ہوئے  
 ہوئے قتل ذیخ تہ انگریز  
 غرض بلی گارے اندر گیا  
 کہ راہی وہ سب چار سو ہو گئے  
 لڑے بکڑے شہر خداوند سے  
 تلنگے فرنگی سے کیوں پہر گئے  
 شہر لاہور

### حال خالی شدن چچی بہون

لڑائی جو بکری نو بکری ہوا  
 جہان تک تہو قیدی وہ برہم ہوئے  
 نہ تہو تیش چالیں تہو د و ہزار  
 نکلنے لگے راستا کریں  
 بہت آدمی اور راہی ہوئے  
 رہی آدمین کچھ گوری کچھ انگریز

یہ احوال چچی بہون بین ہوا  
 کہا دلین آزاد اب ہم ہوئے  
 گئے متفق سوئی باب حصار  
 کہ تیشون سے کھڑکی کو دا کر لیا  
 روانہ کئی سو سپاہی ہوئے  
 ہوا شہر میں عالم رست خیر

لب گوشتی فوج داخل ہوئی  
 کبھی توپ چھی بہون سے چلی  
 اوٹھائی ملی گار دسے گا ہی دہون  
 گھہ انہا پل پختہ پڑ مور چا  
 مگر فوج کے ساتھ تھا ایک فقیر  
 وہ ذمیر تہ تھا میان سیاہ  
 صفوں سے پل آہتی پر گیا  
 بہت گویاں آئین بالا سر  
 پس احمد الدین چند تھے  
 ہوا داخل شہر جب وہ فقیر  
 اوزنے لگے کشتی بن پر سوار  
 مع اس مال نصاریٰ لیا  
 شہکی ماند ہی آئی تھی اوسدن سیاہ  
 بہت تو ہوئے استقامت گزین  
 مگر شام تک مور پتے بڑھ گئے  
 سپہ گرد تھی گورے تھے درمیان  
 ہر اک سمت مہتاب جلتی رہی  
 ہوا چہرہ مہر جب آشکار  
 نہ تھے مورچے کس جگہ کس طرف  
 کہاں گولے گولی کی آمد نہ تھی  
 صدا توپ بذوق کی کیا سنائیں  
 شاکت مکان استقر ہو گئے  
 نہ نکلا کوئی شخص سے ہر جنگ

ہر اک صف پئے جنگ مایل ہوئی  
 کبھی بد معاشون کی دن سیو چلی  
 اوڑی صورت دود گرد مکان  
 لہتر کیا کہ چوٹی کورستانہ تھا  
 فقیر اوسکو کہتے تھے پر تھا اسیر  
 وہ مشہور تھا احمد الدین شاہ  
 وہی پہلے گھوڑا لگا کر گیا  
 کہیں اوسنے منہ پر نہ روکی سپہ  
 وہ کھلواے جو راستے بند تھے  
 مع فوج رستے میں پہونچی بہر  
 پیادے تھے اکثر تھے اکثر سوار  
 مع دفتر اسباب سازا لیا  
 ادتھا کر لڑائی میں انداز راہ  
 کئی پلٹن سور چون پر رہن  
 تلکے دروہام پر چڑھ گئے  
 وہ تھا خرمن ماہ تا میان خیابان  
 سحر گاہ تک توپ چلتی رہی  
 ہوا گرم پہر عرصہ کارزار  
 نہ تھا راستہ جمر گیا جس طرف  
 کہاں کس طرف توپ کی زد نہ تھی  
 و نادن کہ ہمراہ تھی ٹھان خان  
 کہ زنبور کے خانے گھر ہو گئے  
 جیسے صورت انگر قلب سنگ

۱۲

سرحدی مکتبہ شاہی  
 واقع ہو در

مگر خد شہد ہے جزا ستم ہوئے  
 نہ تھے واقف خیاب گو وہ بھی  
 علم گاڑ کر اوسکو پہنائے ہار  
 بُرائے گئے توپ کو منتقل  
 رجز خوان ہوئے نیچر تھان کر  
 کہ تیرا بھی نزل اگر امین کی ہم  
 عجب شہر کا حال اوس روز تھا  
 درخانہ تھو بند بازار بھی  
 کوئی گہر سے باہر نکلتا نہ تھا  
 کیا بزیج مغرب میں جب آفتاب  
 وہ برسات کی شب وہ کالی گھٹا  
 وہ پر خوف وہ پر خطرات تھی  
 برو ٹر زین توپ کی تھی صدا  
 برستی رہیں گویا ان اسقدر  
 یہ کثرت سے ہر سمت گولے گرو  
 مگر توپ کی مار دیکھی نی  
 مکانوں سے انسان ہوئی تھوڑا  
 مصیبت میں انسان گرفتار تھے  
 بہر رات باقی رہی ناگہان  
 فرنگی جو تھے اندرون حصار  
 وہاں جتنی توپیں نہیں توڑا  
 صن باغ کی راہ سے سب گئے  
 بہر احتجاج قلعے میں میگزین

اس کا وہ شہر  
 میں گزرتا تھا  
 بیکار کا  
 ایک سال کا  
 قلعہ میں  
 صلیب ہزاروں  
 جو ہر شہر

۱۸۵۷

فرنگی سے لڑنیکو با ہم ہوئے  
 مگر لاسے چھوٹی سے اک توپ تھی  
 لگایا اوسے سووی باب حصار  
 برے اوسکے گروے جسے اونکول  
 اسے پیر گردون ادھر کان کر  
 مرار بخارا ولی کی قسم  
 غم جان غم مال اوس روز تھا  
 نہاں مال بھی تھا دکھانہ سی  
 سر اسے کوئی چلتا نہ تھا  
 تو پیدا ہوا آسمان پر سحاب  
 وہ تھادود باروت یا تھی گھٹا  
 کہ ظلمات کی تیرگی مات تھی  
 فلک پر مگر شور تھا رعد کا  
 پیرین رات بھر بوندیاں جھپٹ  
 ہوا شبہ سب کو کہ اوسے گرسے  
 کہ چشم زمانہ سے نیند اوڑ گئی  
 گریزان ہوا تھا دون سو قرار  
 شب قدر کی طرح پیدا رہے  
 نہ جھکی ذرا چشم اہل جہان  
 وہ قلعے سے باہر ہوئے ایک بار  
 زن و طفل جو تھے بچوڑا انہیں  
 غرض یہی گارومین وہ جب گئے  
 اوتارے وہاں کو لے ہلکتے

مشکبک ہوئی چہت وہ گولا پڑا  
 اور ساتھ ہاروت کے گھر تمام  
 صدادہ ہوئی ہر مکان ہل گیا  
 بہت پختہ و جام گھر گر گئے  
 ہوا غل کہ جچی بہون پھٹ پڑا  
 اور سے اوکے شہر تار آسمان  
 درون سے کہلین جو زبان خود بخود  
 ہو سے پیر گردون کی یون کان کہ  
 لگی جٹنے آخر وہ بارادری  
 ہوئے دہشت آلودہ یون مردوز  
 سب اطفال بد خواب ایسے ہوئے  
 یہ احوال سب طایرون کا ہوا  
 ہر اک یاغ بین تاکہ کش سوز تھا  
 یہی نالہ داغ پیدا ہوا  
 کہیں کہا یہ اور یہی ہے سترنگ  
 سراہ تھا قول ہر مردوزن  
 گئے اہل غارت میان حصار  
 ہزارون سردست ڈنالین لٹین  
 اوسے روز سے لوٹ جاری ہوئی  
 کیا مال صحن مکان کہود کر  
 پنچوڑا عرض جرخہ پیرزن  
 غرض اس طرح شہر سار لٹا  
 تو نگر مساکین ہوئے سب تباہ

ہوا شہبہ تختہ زمین کا پڑا  
 سب تختہ و سق و دیوار و بام  
 زمین ہل گئی آسمان ہل گیا  
 نہ ازون کپٹے بیشتر گر گئے  
 ہوا شک کہ جرخ کہن پھٹ پڑا  
 گھٹا سے بھی کچھ بڑھ گیا وہ دیوار  
 الگ ہو گئیں کنڈیاں خود بخود  
 کہ سننا نہیں ناہاڑی بشر  
 گئے شعلے تا گنبد اخضر  
 لرزے لگے سب کے اعضاء تن  
 کہ لپٹے وہ مادر سے سہمے ہوئے  
 کہ دشوار او نکو سیرا ہوا  
 سر شاخ کج شک کا شور مہا  
 کہ یہ کیا ہوا کیا ہوا  
 کہیں کہا ہو گئی ختم جنگ  
 کہ خالی ہوا آج چھٹی بہون  
 لٹا شام تک مال و زر و بشمار  
 جدا گانہ چاہون سے نالین لٹین  
 پیادون سوارون کی باری ہوئی  
 اوٹھالے گئے دہقان کہود کر  
 تن مردگان سے اٹھائے کفن  
 گھر اکبار لٹ کر دوبارا لٹا  
 لٹا لکھنور و روضہ تاد و ماہ

فرنگی کے نو کرتیا ہی میں تھر  
عجب آفت ادبیر ہوئی لالہ  
لہا مال ہر برق انداز کا  
نہ مٹا بھانگنے کا بھی یاد نہیں  
پٹھا لون کی آمد ہوئی لاکھن  
شریک دنیا بھی ہوئی بیشتر  
زمیندار چارون طرف سرگے  
کیے تھے ساتھ آدمی دو ہزار  
کئی لاکھ سب آدمی جمع تھے  
فرنگی فقط بیلی گارہ میں تھے  
دو جانب سے پہنچی تھی تو لشکر  
لڑائی کو یوں ہو سکے چار روز

کہوں کیا کہ کیوں کرتیا ہی میں تھر  
زرو مال کیسا لٹی نقد جان  
یہ تھا حال ہر برق انداز کا  
جہان تک تھوچن چین کر لالہ نہیں  
وہ جتنے تھے سب تھے فلاطون  
ہزاروں زبانہ ہی کر لوٹ پر  
گنار اسے حمراہ لیتے گئے  
کیسے تھے دو سو پاد سے سوار  
سوا لاکھ بند و فوجی جمع تھے  
بیاضی تھو چارون طرف مورچے  
شب دروز تھا گرم میدان جنگ  
لڑنے اہل فوج و زمیندار روز

داستان رفتن بزرگان سیاہ بھلاش شہزادہ سارگا سلاطین

پلا جام از سائے حکمران  
بجا میگذشت مین و دو کوس بید  
ختم آسمان بہر مجرا چمکے  
مگر بادہ پر اثر وہ نکال  
وہ بادہ ہو جس سے کہ میر علی  
ہو پایا پوچھ ان دن لڑائی کج  
کہا سب تھے شاہ در سرین ہم  
پے فوج ہو شاہ عالی مقام  
سید بادشاہ کی طلبگار ہے  
پریشان بین درویش ملک ہم

کہ ہو کشتہ تاراج کیتی ستان  
کہ ہوں بادہ کش خاکبوس سب  
پے مسجد و شکر مینا چمکے  
کہ پیر خرابات ہو خرد سال  
مگر حاصل کھٹ ویرینہ ہو  
بزرگان لشکر ہو کج جمع سب  
اگر ناچو رہو تو افسرین ہم  
کہ درکار تسبیح مین ہے امام  
کہ درون کو خورشید درکار ہے  
کہ بی شاہ بین لشکر ہے علم

سو در گہ شاہ یارو جلو  
 سواروں کے سالانہی سب چلے  
 سچے تھے بدن پر وہ ہتھیار سب  
 بہ تعجب وہ سب کے بیشتر  
 بہت اونچے خوشخو ترش و سہی  
 وہ پہونچے تو دربان گہیرا گئے  
 ضعیفہ محلہ ارسن ہو گئی  
 زمان محل میں ہوا شور آہ  
 ہوا غم سے دل تنگ ہر ایک کا  
 غرض افسروں نے جو دیکھا یہ حال  
 کہا بہر غارت نہیں آئی ہیں  
 کہ قصور لشکر میں اہل فرنگ  
 لٹا ہر کونہ و زویر نصاریٰ نہیں  
 اس اندوہ سے سب کے دل میں ہوا غم  
 شاہزاد قزاقین یوں تو یہاں  
 سدا اٹکی ہیں اور عالم مقام  
 ہیں کام بہانی سے کیا غم سی ہی  
 جہاں جس سی پوچھا چہا پی خبر  
 کہ اس قصر میں اک ہی فرزند شاہ  
 کرواؤ سکو آہستہ جلد تر  
 محل میں گیا سکر خواجہ سرا  
 نہ گہیرا آئے ہے خوشی کی گہری  
 یہی کہتے ہیں سب سران سپاہ

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

محمد احمید علی شاہ ۱۲

اسکو سخت جھٹلاؤ تو  
 یاد ہے یہی بالائے مرگب چلے  
 لگائے تھے بدوق توارب  
 در خاص مرزا و سید پر  
 مسلمان بھی تھے اور ہندو بھی تھے  
 کمر بستہ دیکھا تو تھرا گئے  
 کہاری محل میں خبر کو گئی  
 کہ آئی ہمیں لوٹنے کو سیاہ  
 اور خوف سے رنگ ہرا گئے  
 ہرا گئے تھے او نہیں وہی کہ  
 نوید سرست فرا لائے میں  
 شب و روز ہے بلی گار و شب  
 ولی کوئی والی ہمارا نہیں  
 کہ یہ فوج سے محفل بی چراغ  
 فلک جاہ فرزند بنت مکان  
 یہ فین اون کے دو چار لای پیام  
 غرض ابن سلطان عالم سے ہر  
 مگر ایک مخبر سے اپنی خبر  
 وہ نانی کو ہے مثل نور نگاہ  
 کہ بیٹھا نیلے ہم اسے تخت پر  
 یہ خوشدا من بادشاہ کنا  
 کہ اس شاخ آدمی کی قیمت لڑی  
 کہ ہوا بن شاہ زمان بادشاہ

سید کلان سلطان  
محمد باقر علی شاه افشار  
که او در این سخن بود  
و این شعر در قزوین  
غالبه بجا ماند و در آشت ۱۲



تامل کچھ اسمن نظر مائے  
 کہاں کے خوشدامن شاہ نے  
 دل او سکی عنایت سے ممتون ہو  
 وہ اپنے سراپا سے میوش ہے  
 سر سخت او سکو بٹھاؤ گے کہا  
 جو ذمیوش ہوتا وہ نور لگا  
 ولیعہد کا ہے پیر شیر خوار  
 پیام آوروں نے جو پایا جواب  
 کہ ارشاد خوشدامن شاہ ہے  
 کہ مد میوش و خشت ہو مست خون  
 اوسے کچھ خبر تن بدن کی نہیں  
 کہنے کہلایا تو کچھ کہا کیا  
 کہا اور کچھ تو سنا اور کچھ  
 جسے عقل و فہم فراست نہیں  
 بٹھا کر اوسے داد کیا پاؤ گے  
 اگر نسل سلطان سے ہی مدعا  
 پیران سپہ نے سنایہ جو حال  
 حاسف کیا اس بیان پر بہت  
 کہا اب بناؤ کمان جاہلین ہم  
 جو ہوتے یہاں شاہ عالیو تار  
 مگر کیا کریں وہ بہت دور ہیں  
 کہنے کہا ہے عبت اضطراب  
 کہ سے ایک ایوان میں متفضل

کہنے کہا ہے عبت اضطراب  
 کہ سے ایک ایوان میں متفضل

لباس گرانمایہ پہنا ہے  
 یہ بندہ نوازی کی اندھے  
 مگر شام اڑا وہ مجنون ہے  
 چراغ رہ عقل خاموش ہے  
 کہ میوش سے داد پاؤ گے کیا  
 ولیعہد کرنے اوسے بادشاہ  
 اسی او سکو پالے تو پروردگار  
 گئے افسردن کو سنایا جواب  
 یہ حال بن شاہ ذمہ جاہ ہے  
 گریبان میں ہر خاک دست خون  
 غذا کی ہوس پیرن کی نہیں  
 اگر جی میں آیا تو کچھ کہنا کیا  
 جواب اور کچھ مدعا اور کچھ  
 وہ شایان سخت ریاست نہیں  
 بہت تاج پہنا کے پچھاؤ گے  
 تو وہ ہو ٹھو کوئی اور علی گ  
 ہونا مرادی سے دلو ملال  
 کہے اپنے ولیم وہ افسیر  
 کہانے بن شاہ کو لائیں ہم  
 تو ہوتے اس اقلیم کو تاجدار  
 ہم اس وقت تا چار و میورین  
 بتاتا ہوں تدبیر میں لا جواب  
 جگر بند شہ یوسف سحر دل

خوش اقبال و کجوصلہ خوشحال  
 مہر سردی آفتابِ جهان  
 برست بہانیوں سے بھی دیکھا ہے  
 نہیں مان کوئی اس کے چلن میں  
 وہ بولے لقب مہر سے یا ہر بند  
 جب اوصاف سب افسرون فرست  
 برست وہ محل کا پتا پوچھ کر  
 نہ ہوئے نہ ہٹکے سران سیاہ  
 در قصر تک جب گئے ناگمان  
 پس رفع اندیشہ و رفع شک  
 یہ وار و غم سے سب نے جا کر کہا  
 ملازم فرنگی کے ہم تھے مگر  
 ہوا فسخ و دینیں چھٹی ہوں  
 نہیں تیکو اسکے سوا کچھ خطر  
 ہے شاہ سے فوج کو بیچ و تاب  
 کھانے اس اندوہ سوز دل نہیں  
 اسی واسطے آئے ہیں ہم یہاں  
 بجائی پیرِ جلدوہ فرماوہ ہو  
 ہمیں زور بازو ہو زور کم  
 ملکاوہ بیٹھے اگر تخت پر  
 دکھائیں ابھی جانفشانی کے  
 سیاہی کو تیج و سپر چاہیے  
 ہے فوج سلطان درکار

جو ان بخت اسٹو خرد و شرد سال  
 ہلالِ نجوم ملکِ نژادگان  
 کہ سور و فین وہ قتل ہوا بدست  
 وہ ہے جانِ نواب حضرت محل  
 کہا اوسنے سے نام بر جس قدر  
 خطاب و لقب افسرون آئے  
 چلے او سطر راستا پوچھ کر  
 کہ اقبال شہزادہ تھا خضر راہ  
 محل میں ہوئے سو طرح کرمان  
 گئے ادکاران درگاہ تک  
 کہ ایک چلی انگریزی رہا  
 ہوئے اوق سے بر کشتہ ایک گر  
 پڑ لگا مگر یہی گارو دین رن  
 کہ سر پر عمار سے نہیں تاجور  
 ستاروں کو درکار سے تاجاب  
 کہ پروانے میں شمع محفل نہیں  
 کہ ہے ابن سلطان عالم یہاں  
 گرین ہم تو جو تماشا وہ ہو  
 اگر دست اقبال ہو پشت پر  
 لڑائی کے دکھائیں اوسکو ہر  
 چلائیں سپہ قدر دانی کے  
 براہے سب تاجور چاہیے  
 کہ ہیکار ہے آئینہ تلوار ہے

خطاب  
 اور شہزادہ  
 بہن بود

اگر صاحب تاج دولت نہیں  
 نہو بادشہ تو بگرتی ہر فوج  
 کے کام ہم افسروں دربر سے  
 بس اب آج جا کر گذارش کریں  
 عرض شکستہ داروغہ دوراگاہ  
 بلا کر کہا یہ محلدار سے  
 پس پردہ تشریف لائیں حضور  
 قیامت سے اس وقت دوری  
 گئی سکے یہ بات وہ پیر زال  
 اوٹھی سبز صدر سے وہ جناب  
 کہہ رہے تھے یہ داروغہ کرسیاں  
 زمین بوس ہو ہو کر کی التماس  
 خدائی دو عالم ہو امہریان  
 جذبہ حیا ہے پھر بے دل انسان کا  
 دل خلق مناک سے پھر گیا  
 فریدون کو شاہ جہان کو دیا  
 ہوا چتر بالاسے افسر بلب  
 یہ شہزادہ بھی ہے فریدون جہنم  
 جہنم ہو کے آئے عین افسر بہان  
 وہ آئے تو ہر ایک تہرا گیا  
 یہ کہتے ہیں اور نگاہ پیغام ہے  
 شہ نامور ہیں غریب الدیار  
 مبارک ہو فرمانروا ہی اوسے

سلاو نہیں تیج شجاعت نہیں  
 کہ اقبال سلطان سر لڑتی ہر فوج  
 کہ بے بادشہ کے چہ دن بیک  
 محل میں ہاری سفارش کریں  
 سو پردہ باب عصمت سرا  
 کہ حاجیلند کر عرض سرکار سے  
 نہ امین تو بھوکو بلا ملن حضور  
 کہ کہنا ہے امر ضروری ہیں  
 کیا ام شہزادہ سے عرض حال  
 ہوئی جانے کے گری نشین قرطب  
 انا لیک شہزادہ استاد ادیب  
 کہ ہے باغ شکر و مقام سبا میں  
 وہ ہے ماسع تالہ بندگان  
 وہ خلاق ہے جسم کا جان کا  
 بروئی زمین تاج سر گر گیا  
 اکیلا جو تھا اوسکو لشکر دیا  
 علم کا دیوانی ہوا سر بلب  
 کہ دیتا ہے اللہ تاج و علم  
 کئی روز سے بند تھا در بہان  
 در قصر ناچار کہو لا گیا  
 کہ فرزند سے باپ کا نام ہے  
 پس ہو بجائے پدر تا جدار  
 لڑائی ہیں بادشاہی اوسے

کریکا پسینا بھی اوسکا جان  
 برا بھلا اور نہ سر دینے ہم  
 پیادوں کے بار سواروں کی تیش  
 مناسب ہر افسر کی خواہ ہو  
 دیا ام شہزادہ نے یہ جواب  
 ابھی فتح لشکر نے یا فی نہیں  
 لہو اونسے تم یہ ہے کسکو خبر  
 نہیں جو منہ یہ ہمارا ابھی  
 سخت کس طرح رکھیں قدم  
 اگر فوج سے وہ فخر پائیں گے  
 یہ بہت یہ جرات ہماری نہیں  
 سلامت رہے تخت کا تا جو  
 اوسے روز ہم سلطنت پائیں گے  
 ہمارا وہ اگلا زمانہ نہیں  
 فرنگی زرو مال سب لے گئے  
 کہاں سے تمہیں دینگے خواہ ہم  
 جسے چاہو بھلاؤ تم تخت پر  
 سنا اہلکاروں نے جب یہ پیام  
 کہا اس طرح حکم سرکار ہے  
 اگر کچھ غور و ملین ذرا  
 ممالک میں چاروں طرف غور  
 سر دست ممکن نہیں انتظام  
 راعوت قلمرو میں ہے پایمال

بہا کے ہم خون اپنا و مان  
 مہینا زادہ مگر لین کر ہم  
 کہتے آگے سات اوٹاؤں کو تو نہیں  
 وہ ہو سکی جو ایک کی راہ ہو  
 کہ ہے کس لئے اسقدر اضطراب  
 قیامت پاس ہے روائی نہیں  
 کہ کسی ہر محبت ہی کسی فخر  
 کہ بیٹے ہیں گہر میں نصاریٰ ابھی  
 کہ ہو جائیں گے اوٹاؤں کو ہم  
 تو ہمیں بری طرح پیش آئیں گے  
 کہ ایسی ہیں جان بہاری نہیں  
 وہ چہرے سے دھوئے عباد سفر  
 کہ جہنم یہاں بادشاہ آئیں گے  
 جو اہل نہیں وہ خزانہ نہیں  
 جو باقی رہا تھا وہ اب لے گئے  
 نہیں دیکھتے ہیں کوئی راہ ہم  
 فقط جھکو معذور رکھو مگر  
 تو باہر گئے سب وہ عالی مقام  
 کچھ اقرار ہے صاف انکار ہے  
 تو جو کچھ ہے ارشاد سب ہی بجا  
 ہر اک زعم میں صاحب صدر ہے  
 کہ ہے سرکشی پر رعایا تمام  
 نکاسی رو پڑی بہت ہی محال

نہ نقد دیکھتے نہیں پاس ہم  
 لڑیں گے سپاہی تو کیا کہاٹیں کر  
 جو عزم و ثبات کرتے ہیں بادشاہ  
 ملکہزادہ کو صاحب اقبال ہے  
 پے جنگ ایسا ہو فرمانروا  
 یہ سن سنکے سب افسردہ فر کہا  
 بس اب نہ رخو اہی سے باز آئی  
 و گرنہ بگڑ جائیگی بات ابھی  
 اگر ہے وہ کم سن تو کچھ غم نہیں  
 غفلت ہے فقط اوس کے اقبال سے  
 کہیں آپ لڑتے نہیں بادشاہ  
 علم جنگ میں کام آتا ہے کیا  
 منو دسہ رشت پر زرت سے  
 اسی طرح اقبال سلطان بھی نہ  
 پے بے زری عذر لازم نہیں  
 ملکہزادہ ہو گا اگر تابوہ  
 گزارش ہر اک طرح ہم کر چکے  
 عنان ادب کو بھی چھوڑا نہیں  
 بنال ادب سرکشی میں کہاں  
 نہیں سننے کے غدار اور ہم  
 یہ صلح سے پاؤں سرکائیں کر  
 جہان شانزداد کو پائیں گے ہم  
 سر دوش لٹکے قدم چوم کر

کہلے کس طرح قفل باب کرم  
 کہو جو کیا دیکھے سمجھائیں گے  
 گذرتے ہیں سامان میں سال و ماہ  
 ابھی تو مگر گیارہ سال ہے  
 بند ہی ہو زمانے میں جبکی ہوا  
 کہ پاس آپ کا بکھو اپنی رہا  
 مناسب ہے شہر ادیکو لاسے  
 سنے گی ابھی کی ملاقات ابھی  
 لڑے وہ طلبگار یہ ہم نہیں  
 نہیں مدعا کچھ سن و سال سے  
 مگر شہ سے ہوتا ہے زور باد  
 فقط اوس سے ہے دبہ فوج کا  
 بچل فقط کو س لشکر سے  
 اوس سے حشم بھی ہے سامان بھی  
 کہ محتاج زر کوئی حاکم نہیں  
 تو اوگلی گی گا و زمین سیم و زر  
 سر بندگی خاک پر دہر چکے  
 سمندر اطاعت کو موڑا نہیں  
 یہ دڑے نہ ہوں تم سے گستاخان  
 بگڑ جائیں گے بات کی طور ہم  
 ابھی ہم محل میں چلے جائیں گے  
 و مان اپنی انکھیں کھپائیں گے ہم  
 بٹھا رہن گے لاکر یہاں تخت پر

سنا اہلکاروں نے جب یہ جواب  
 کہا سب طرح ہم تو مجھ سے  
 نہیں مانتے کچھ سرائے سب  
 محل میں در آئے تو کیا رہ گیا  
 بے آئین گے وہ تو پردہ کہاں  
 سروسٹ جو ہو جب کچھ نہیں  
 ہم اون سب کے آئے سے ناچار ہیں  
 کہا سو بھگیا نوے سنا آئے  
 تو ہر حال میں وہ مدد گار ہے  
 مگر خوف سے تہر تھرا ہے دل  
 ہر اس وقت انکار پھر نہیں  
 علم سخت ملتا ہوا جوڑنا  
 یہ نر زبنا دور خوش اقبال ہے  
 کہو جا کے منتظر رہنے کب  
 سعید کرو وقت و روز سعید  
 مگر لیلو اون سے بھی قوی قسم  
 نہ چوڑین گے تازیت دین ہی  
 کسی وقت خد متگزار ہی منہ  
 نہ آئیں ادائی سے منہ موڑ کر  
 کسی سے کہہ رہے ہر جا میں  
 غرض سننے لے لے یہ سب انکار  
 یہ کہا کر گئے افسانہ و بکا قرین  
 کہ مقبول کہنا تھا را ہوا

نئے سوئے رہے  
 رہ نیک و بد اور بد و نیک  
 اب آئے ہیں وہ جزو سوانہ  
 یہاں افسر آئے تو کیا رہ گیا  
 لڑیں اون سے منان اتنا کہاں  
 کہ دیر اون کے آفرین اب کچھ نہیں  
 حضور آگے مالک ہیں مختار ہیں  
 اگر کی سے تائید اللہ نے  
 خداوے تو کیا جاری انکار ہے  
 کہ انجام سے خوف کہتا ہر دل  
 خدا مہربان ہے تو کچھ ڈر نہیں  
 بغاات حق سے ہے منہ موڑنا  
 خدا کا کرم شامل حال ہے  
 خدا کا دیا کماج سر پر لیا  
 کہ وہ شام اجلاس ہو صبح عید  
 کہ باہر نہوئے اطاعت سحرِ حم  
 نہ بدخواہ ہو نگرنہ دشمن کہی  
 بہانہ دم جان نثار ہی نہو  
 نہ ہا گین اکیلا ہیں چوڑ کر  
 جو ٹکڑا میسر ہو تو پانت کتا پیر  
 مبارک ہو اسی بانو سے شہر بار  
 سنی تہیں جو بائیں سے آئے کہ  
 غم آفت جان گو ارا ہو

مگر قول و اقرار تم بھی کرو  
 غرض یوں ہر افسر نے کھائی قسم  
 جہاں پہنچے گا وہاں جاؤں گے  
 مگر عذر ہو گیا ہے ایک ہاں  
 بہر اہل زمانہ کر جاؤں گے کجست  
 ابھی ہم کہہ دیتے ہیں صاحب جان  
 سہو اوس گہری غدر کیجے آپ کو  
 یہ سلطان عالم کو ہے اختیار  
 یہ اقرار نامہ عین آپ دین  
 سنا اہل کار دن و شب یہ بیان  
 نہیں عذر ہو گا اس اقرار سے  
 غرض حکم سرکار سے لے لیا

کہ سب ہاتھ قرآن پر اپنے دھرو  
 کہ والد تازہ ام بندہ ام  
 عدم تاک تو پیر و جوان جاؤں گے  
 جب آئیں گے سلطان عالم ہاں  
 وہی ہونے پھر صاحب جان کجست  
 کہ افسے ہوں گا عین اسخراست  
 پس نذر دے تاج خود باب کو  
 کہ حبکو وہ جاؤں گے کرین تاج کو  
 مگر محضر حضرت محل چاہتے ہیں  
 کہا او نکو لاسے تو خالق بہاں  
 مگر پوچھے عین پہلے سرکار سے  
 او نہیں لکھتے اقرار نامہ دیا

از اسٹان بخارا

کہاں ہے کو اوس سائے کندار  
 خزان سے بہار آج درتی تہین  
 ہر اک شاخ پر بہاؤہ طر ہے  
 غر جو ہے شیریں دشا داب ہے  
 انکڑے ہیں سرو ہی باز عین  
 سران سپہ قول جب لڑے  
 تو رخصت ہوئے سب ہنگام شام  
 اتالیق و استاد تھے بنے خبر  
 کہتے کہا عین بہت شاد ہوں  
 کل آیا نظر خواب آرام عین

کہ آئی ہے فصل خزان عین بہار  
 زمین پر مہیا ہاؤن دہری تہین  
 جہاں چشم تر گس عین پر نور ہے  
 یہ تھا لو نہیں شیریں سے یار ہے  
 اہلی جاتی ہے چاندنی باغ عین  
 وہ کاغذ وہ اقرار سب لے لے  
 رہا صبح پر کام کا اہتمام  
 خوشی سے نہ سوئے ذرا ات کج  
 یقین ہے کہ اب غم سے آزاد ہوں  
 کہ آیا ہا شاہ کے دام عین

کسیک بیان تھا کہ میں ہوں قدیم  
 کسینے کہا میں اتالیق ہوں  
 رہے شفق رات پہر یہ کلام  
 نمایاں ہوئی جب طباشیر صبح  
 یہ رنگ رخ مہر سے تھا عیان  
 ہوئے مستقیم کام پر اہلکار  
 سخا قصر خاقان میں جتہ اور تخت  
 توڑنے دی تھر کی جباؤں  
 طلب ہو گئے اہلکار قدیم  
 سران سپہ نے یہ کی انما سن  
 کہ فی الحال شاہ زمان ہو دی  
 خیال اوسکی تعظیم کا چاہیے  
 فقط تاج کا نام بتا رہا ہو  
 اہلکار چاہتے تھے اوسکی ابھی  
 اگر تاج بخشی دے فرماستے گا  
 یہ بات اہلکاروں کو آئی پسند  
 عرض ہو گئے نسب مدارج تمام  
 محل سے سواری گئی تھوری دور  
 بٹھایا ملکہ اذیکو تخت پر  
 کہا یہ موخر سے بنگام حذر

کسینے کہا ہوں پراتا ندیم  
 بڑا رتبہ ہے کونسا کام لون  
 ہوئی باتوں باتوں میں وہ تمام  
 ابھی مرغ گلشن سے تکبیر صبح  
 کہ جتا نہیں جھڑ شاہان  
 سر پر قدیمی سے جھاڑ اخبار  
 نہ تھا گوپنذیدہ چشم بخت  
 سران سپہ بھی گئے آنا گہان  
 گئے چند صاحب وقار قدیم  
 مناسب ہے سلطان دہلی کا پاس  
 شہنشاہ ہندوستان سے ہوئی  
 ذرا پاس و ہمیم کا چاہیے  
 اسی تاج پر ہم شہنشاہ ہو  
 پرستے سکے شاہ دہلی ابھی  
 تو جہر اس نے شاہ ہو جائیگا  
 ہوئی پاؤں سے شاہ کو بھی پسند  
 ہوئی آد آمد ہوا اہتمام  
 ہوئی داخل قصر خاقان حضور  
 دسے نذرین کو ہر وسیم وزر  
 ہوا شہر میں اب عہد جلال

حالی ملازم شدن سپاہ

کسی مجتہد کو عدالت ہوئی  
 کوئی اور مار خسروانہ ہوا

کسی دی شرف کو نیابت ہوئی  
 کوئی صاحب تو پچانہ ہوا

شہنشاہ کو کتب  
 شہنشاہ کو کتب  
 شہنشاہ کو کتب



ہی دھنیں سب خدمتیں بٹ گئیں  
 بھی ہو کے آگے خبر ایک سے  
 زمانے نے کبھی کے چارے چراغ  
 سو بار کہ لوگ جانے لگے  
 وہ کثرت تھی راہوں میں تہا جو  
 لڑائی سے رستہ پاؤ تو لوگ  
 رہا بہ پر ہوا ازہ خام  
 سوار پیاوہ کی بہرتی ہوئی  
 گئی چرخ سے بین ہر سو خیر  
 عوض دو مہینے میں بڑا شتابہ  
 کبیدان پر ہوئے مسکون  
 لگا کر وہ تیغ و سپرن کے  
 سر راہ آراستہ تھیں حشیں  
 سواروں کی صفت تھی زیادہ دلی  
 کہن گو لہ اندازہ لگا غول تھا  
 ہر اک سمت بخشی ستہ بچس تیر  
 مگر تہا یہ جرنیل صاحب کو دیا  
 گنا ہنر کوئی بوڑھا نہ ہو  
 سنا رہا کے لوگوں سے مجبور  
 سپاہی ہوئے بھٹیوں کے کہا  
 ہوا مہموفان جگہری کا سیاب  
 کئے کام سب خیر خواہی کو سنا  
 نہ تھا گو کہ سرکار میں مال و زر

ملین خدمتیں کا فتنہ کٹ گئیں  
 کیا سجدہ شکر ہر ایک نے  
 ہزاروں ساجدین لائے چراغ  
 پریشان بخت آڑا نے لگے  
 کہ تھی گرد و ز قیامت کی دھوم  
 بہت پیہر کہا کہا کو جاؤ تو لوگ  
 ہوئے مردم شہر تو کر تمام  
 غرض جی گئی خستی مرنی ہوئی  
 مہینوں کے رستے سے آلوں شہر  
 ہوئی لاکھ سے بھی زیادہ سیاہ  
 پڑا نے تو کھترے اسکاٹون  
 پہن کر ذبہ او بچی بن گئے  
 سنہری علم تھے ہر اک غول میں  
 یہی حال تھا اس طرف طرف  
 تھن تھا تو دوتا ش تھو ڈھول تھو  
 لے شے قلم فسد چہرہ نویس  
 کہ نو کر ہو پٹن میں اچھا جوان  
 لڑائی کے قابل ہو لڑکا ہنو  
 ہو کر وہ سپاہی جو مرد درشت  
 ہزاروں اسیرون کو خد سزار  
 تو پایا محمد علی خان خطاب  
 مراعات بھی کی سپاہی کو سنا  
 ہوا جمع گنج گران بہر مگر

بڑا صفت تھا گوئے یا روت کا  
پکڑ آئے آنکھ ران جہان  
سبہ کا ہر اک سمت تھا اردھام

خزانہ کئی لاکھہ کا چھٹک گیا  
وہلین چند تو بین بہت گویا  
نہ تھا وہ مکان خاص تھا اعام

### مشورت جملہ حکم

سب افسر کسی روز یکجا ہوئے  
کہا ہو گیا طول ایام جنگ  
یہ ہر روز تاکید سرکار ہے  
زر اوٹھتا ہے سرکار کا بھیاں  
کہنے کہا غدر کیا ہے ہم  
مگر ایک حجت سے باقی ابھی  
اگر شفیق ہو کے جملہ کس  
تو ہو گا کہو تمام کس کا بلند  
کسی شمشیر فتح مانہ آئیگا  
ملین کے زرد در صحن یا اوٹھیں  
نہیں دور اوٹھے ہمیں جو کچھ فنا  
کہنے کہا سہل تدبیر ہے  
کہ اگر تو ہوں جلیو کر پرے  
گنواروں کے پیچھے نطامت رہی  
علم فسخ کا پیشتر گاڑ کر  
تو کیا نہ کیگا جو دعویٰ کری  
اسی بات پر سب کو آیا قرار  
کیا جا کے سرکار میں یہ بیان  
ہوا حکم شہزادہ ہر ایک کو

بے متورہ بزم آرا ہوئے  
قباحت ہے آئے جو ہو گی ذلک  
کہ نصرت میں تعجیل درکار ہے  
کہا جاری کیا کا بتوں سے حجاب  
نہ غم ہے نہ خوف قضا و مہین  
کہ آئے ہیں لڑنے زمیندار بھی  
بس حکم میدان نصرت لیا  
کے لوگ سمجھیں گے پیروز سند  
ظفر یا سبحان کون کہلائی گا  
کہنے بھادر ہمیں یا اوٹھیں  
عجب کیا جو آہمیں ہو کچھ فساد  
عبث استقدر طول تقریر ہے  
گنواروں کو ہوں اذکار بھی پرے  
بس و پیش یوں ہر جماعت رہی  
اگر ہم سب جائیں گے نائی ظفر  
جو رستم ہو پہلے وہ دہوا کرے  
غرض روز حملہ تے پایا قرار  
سارک سے حملے کو روز فغان  
کہ کل شفیق ہو کے دبا داکرو

## حلمہ آوردن بدینا نشان بر ساری گار در روز اول

کہاں ہے تو ای ساقی تیغزن  
 پیالے کو بھر دے شہاب سے  
 تجھے خون سرفاکی میدان جنگ  
 شب روز حملہ یہ تھا حال فوج  
 ہر ایک اپنے جینے سے بے آس تھا  
 یہ غم تھا وطن تو ہے چھوٹا ہوا  
 بہت سیم و زریکے راہی ہوئے  
 فرنگی کو اصرار نہ تھا اضطراب  
 خوشی سے تھیں گورونکو ہوشیار  
 وہ تھے ملک و پولاد سے بھی گریز  
 لرے یوں شب و روز وہ می پرست  
 جو امر دہستے کوئی کم نہ تھا  
 شب و روز حملہ جو آخر ہوئی  
 فراہم ہوئی فوج خوشخوار  
 تلنگون نے بھر بھر لئے تو شان  
 تفسگو نے یہ رعب میدان میں تھا  
 فرادائی فوج کیا ہو بیان  
 یہ کہلاتی تھی ویکر سپر شبت سے  
 تلنگون کے ہمراہ افسر گئے  
 مکان ہو گئے تھے ہزار دن اوجا  
 زمین پر بھی ہو لوگ چہت پر بھی ہو  
 ہر اک سمت سر توپ کی مار تھی

دوسرا سر غلامی و شہادت

کہ ڈھونڈھے سے لٹا نہیں کھن  
 کہ دانوں ذر لٹوب ہتھاب سے  
 اور سے صورت ریت تازی سترنگ  
 تھام میں ہر اک تھا مثل موج  
 بی اشک غم ڈامن یاس تھا  
 کسے دو غمین یہ مال لوثا ہوا  
 گہرو نکور روانہ میا ہی ہوئے  
 کہ تھا اد نکو شغل شرب و کباب  
 پینتے تھے ہندو کی لٹو بیان  
 کہ بہتوں سر کس طرح ہتھوڑی  
 ورم کر گئے بسینہ و پاؤ دست  
 ذرا بھی اونہیں جان کا غم تھا  
 کرن محر تابان کی ظاہر ہوئی  
 گئے مور جو نیر زمیند اسب  
 تفسگو کے ٹوڑو لے مہکا جہان  
 کہ ٹوڑا بھی شیر اور شتان تھا  
 سمٹ آئے تھے مردمان جہان  
 کہ ہر سینہ تھا وصل ہر رفت سے  
 ہر اک سمت سے مور جو نیر گئے  
 وہی سورجے تھے اونہیں کی تھی  
 سیان رکان بھی تھی باہر بھی تھے  
 مگر کو بیون کی تو جوبہار تھی

اکیلا کوئی تیغزن بڑھ گیا  
 ہو کوئی زخمی کوئی مر گیا  
 بہم گولے کرتے تھے سات آہٹہ تو  
 جہان جا کے گولا گرا سٹیل کا  
 وہ ٹوٹا تو ٹکڑوں سے در گر گئے  
 فرنگی دکھاتے تھے وہ جراتیں  
 نکلتے تھے گورے اگر پانچ چار  
 انہیں خوف کم ڈرانہیں تھو سوا  
 نشانہ لگا اسطرح کا کبھی  
 اگر مرد مہند سو اوڑ گئے  
 لیا ہند یون نے جو میدان جنگ  
 غرض اونکی جرات تھی صدی فرد  
 وہ تن پر برستی ہو بین گولیاں  
 وہ تیرونی آمد وہ گولونکی مار  
 در آتا تن خستہ میں تیر کا  
 و لو نہیں عروس اجل کا مزا  
 رکنا تو نیکی کرنے کی دہشت جدا  
 یہ سب آفتیں تھیں اونہیں کوئی  
 غضب میں ہر اک صاحب جا تھا  
 زمانے میں اونکا نہ تھا کوئی دوست  
 مگر اونکو د لکونہ تھا کچھ ہر اس  
 نہ بیکے کبھی راہ تدبیر سے  
 زن و سچہ سے تھے پریشان بہت

بڑھتی کہتی تو تھیں بڑھ گیا  
 گرمی لاش پر لاش رن مہر گیا  
 بہت مرتے تھے راہ میں راہ رو  
 زمین وہ دہی جہت بھی گھر جلا  
 کئی سو قدم تک نشتر گر گئے  
 کہ ہندی تھے عاجز کمین گاہیں  
 پریشان ہوتے تھے کالے نزار  
 وہ تھوڑے سے گویا انہیں تھو سوا  
 نہ جو کے مگر وہ نشانہ کبھی  
 تو گورے بھی سات آہٹہ تو اوڑ گئے  
 تو فی الحال انہوں نے اور اونکی  
 دم جنگ چلتے تھے وہ سرنگوں  
 وہ ہر سمت سے نرغہ ہدیان  
 لہو کی تھی دہار اور خون کی دہار  
 دہانا وہ تو پونسے تعمیر کا  
 جراحت میں تیغوں کے پہل کا مزا  
 سرنگوں کو اور نے ہی وخت جدا  
 بلا تھی ہر اند و بگین کے لئے  
 زمین بھی عدو چرخ بدخواہ تھا  
 عدو کھینچ لیتے تھے مرد و ناہو ستا  
 صف جنگ میں کیا کچھ تھو خواس  
 جو مجبور تھے وہ تو تقدیر سے  
 کہ الحاح تھا اونہیں ناواں بہت

یہ سب آفتیں تھیں اونہیں کوئی  
 غضب میں ہر اک صاحب جا تھا  
 زمانے میں اونکا نہ تھا کوئی دوست  
 مگر اونکو د لکونہ تھا کچھ ہر اس  
 نہ بیکے کبھی راہ تدبیر سے  
 زن و سچہ سے تھے پریشان بہت

کسی وقت رو کر مچھتے تھے وہ  
 اوڑھائے تھے گوٹے مکان کا غبار  
 صدائے قلوب کی جب گئی گوش میں  
 بہت خوف کھا کھا کے مر رہ گئے  
 مکان سے ہٹ گئے لوگوں کی ہل چل  
 وہ رخت تن آلودہ گرد ہٹا  
 وہ اگلی سی چھری زنگ نہ تھی  
 پریشان تھے گیسو عنبرین  
 وہ مجھنیں مقوم سب پاس تھیں  
 یہی حال ہر ایک باوہین تھا  
 کبھی اہل بیت آدھو بچو دیاں  
 کبھی بلی گارو کی حد تک گئے  
 چہرہ دھنک ہی سو چونہ سر جھک  
 ہزاروں جو دباوہین کٹ گئے  
 لڑائی شب و روز کس دن نہ تھی  
 ہزاروں ہفتہ شام تک رہ گئے  
 لب آب ہر سمت اٹھ اٹھ دیوان  
 عیان استخوان جا بجا ہو گئے  
 جو جرح تھے وہ کراہا گئے  
 نہ ملتے تھے جراح بہر علاج  
 اسی طرح حملے کے بیشتر  
 بیہوش لے گھر اوچتر رہے  
 مگر حیف کوئی سی مجروح نہ تھا

اسی زمانہ کی گارو  
 کے گارو کے گارو

کبھی شور و غل سے دھت ہو رہے  
 اوچل پڑتے گود میں شیر خوار  
 تو شہسہ وہ مادر کی آغوش میں  
 دہل کر عدم کا سفر کر گئے  
 زنان نصاریٰ کے دل ہل گئے  
 سراپا تن تازمین زرد ہٹا  
 وہ سرخی نہ تھی وہ نصارت تھی  
 جاتا سراپا عیار زمین  
 مگر سیکر حبا نہ یاس تھے  
 اسی طرح دیاوہی ہوتا رہا  
 کہ تھا مسکین اہل دانش جہان  
 غرض حملے کر کے تھک تھک  
 پس ہفتہ حملہ ہو ابد تک  
 اوپر رہے وہ آدھو ہٹ گئے  
 مگر نصرت جنگ ممکن نہ تھی  
 جو زنی رہے سوی لستر گئے  
 جلانے لگے لاشہ کشگان  
 لب آب دندان نیا ہو گئے  
 شفا و صل مریم سے چاہا گئے  
 ملے تو نہ ملتے تھے اونکو مزاج  
 کس دن نہ پائی سید سے ظفر  
 تلنگ نصاریٰ سے لڑ رہے  
 لب زخم کھلوا کے وہ مر گیا

واستان قید شدن حضرت سلطان العالم واجد علی شاہ اعلیٰ کلمہ

کہاں سے تو ایسا فی میکاشان  
بتا صیدا اٹھن ہے یا حید ہے  
کنوین مین ہے تو یا ہے باز مین  
کس ایوان مین ہو کو جو مین ہے تو  
دو نمین ہو تو ارزو کی طرح  
یتا کس اندھیری مین بہان ہو تو  
شمال خبر کہ ہے کیوں اندھون  
نہ دی اپنے گم انگشتی کی خبر  
ذرا بوجہ احوال کشانیان  
موسیٰ کور و روس کے سب مردوز  
بتا حال اسے پوچھن عورت عمر  
فرنگی سے لڑتے ستے بیدار  
ہر اک روز محلو نہیں شبہ غم کی تھی  
ترود مین دو اک محل تہ سوا  
او بہن گریہ و آہ سے کام تھا  
کسی وقت تھمتے نہ تھے اشک غم  
غذا چٹ گئی اور نیند اور گئی  
سراپا مین احوال تھامنے کا  
مہینوں نہ وہو گئے موسیٰ سر  
او نہن کچہ نہ تھی فکر لوشاک کی  
نشب و روز تھامد موسیٰ بیان  
ہم اب مردہ شاہ باقی بہن

کہاں ہے تو ایسا یوسف کا ذات  
غریز و نمین ہو یا کہین قید ہے  
دکان مین کہ قصر خریدار مین  
چمن مین ہو یا انجن مین ہو تو  
کہ پیراھن گل مین ہو کی طرح  
کہ ظلمات مین اب جیوان ہو تو  
ہمین کیوں طلالم ہو یون اندھو  
سیچے کیا گسبکی لگی کی خبر  
کہ کیا ہو گیا حال کشانیان  
نہ آئی کبھی نگہت پیر حق  
کہ کیونکر ہوا غرق بحر الم  
خواتین نہ یاتی تھی شہ کی خبر  
بہت فکر سلطان عالم کی تھی  
غم و رنج او نکو تھے سب ہی سوا  
بیان غم شاہ سے کام تھا  
سیدہ پوش فرشتہ تھی اہل رحم  
ہوئی صبح کروٹ جہر مر گئی  
وہ گھٹ گھٹ کر دوار تاشع کا  
وہ زلفین لہن بہرہ گئیں سر  
مگر ہر گھر ہی یاد تھی ڈاک کی  
خدا جانے مین جا عالم کہاں  
ہوئے دو جیسے خط آتی بہن

بہن کلام سکندر

نوشہ نادر  
ذرا بوجہ احوال

موسیٰ کور و روس کے سب مردوز  
بتا حال اسے پوچھن عورت عمر

یہی سچو غم ہے یہی سے الم  
یہ باتا کہ سدود ہے ڈاکل ابھی  
نہ آنا خطوں کا نہیں بسبب  
کینے یہ کی الناس احر حقو  
جلا ہے لو ب نامہ بر آریگا  
خدا سے جو چاہا تو آتے ہیں شاہ  
یہ سنکر کہا اونکو لاؤ خدا  
مہر جاسے کوئی اگر نامہ بر  
خدا جاسے گذری ہے کیا شاہ  
کبھی اسقدر بقرار ہی نہ تھی  
نذیکے تھے خواب پریشان بھی  
عیان کدن احوال رویا نہ تھا  
سایا ہے وہ چشم پر آب مین

سبب کیا کہ مین بند خدا ملے  
مگر کوئی قاصد تو آتا کہتی  
ہوا کچھ جو آتے نہیں نامہ بر  
یہاں سے کاکہ کیا شہری دو  
یہاں میں زمین مگر آریگا  
عیش آپ کرتے ہیں حالت شاہ  
ہمیں پہر وہ صورت دکھاؤ خدا  
روانہ گرین تا وہ لاؤ خبر  
کہ سچو ہوا اضطراب اسقدر  
کبھی اسطرح اشک باری نہ تھی  
نذیکے تھے دربان و زندان بھی  
اکیلا مگر نشہ کو دیکھانہ تھا  
جو کل شب کو آیا نظر تو مین

### بیان خواب ازواج سلطان

یہ دکھا کہ ہے ایک کوہ بلند  
وہ پتہ ہول وہ کوہ ہی پر بلا  
مگر چار جانب مین ہے وہ ہزار  
جیان ہی یہ ہر سفت و دیوار سے  
سر کوہ مین اتر دے ہے شمار  
تہ کوہ سیدان ہی ہو لٹاک  
وہاں سے جو حشر روانی مین ہی  
وہاں تک گذر آدمی کا نہیں  
سر کوہ دیو سفید آئے ہیں

تصور کی جیسے پہ پہ سچے گنبد  
کہ زھرہ جہان آب ہو دیو کا  
سکان بھی مین دو چار و شیر جا  
سیہ ترستے گور گھٹا رستے  
ہزاروں مین غریب ہزاروں  
سیاہی مین باروت ہی جلی خال  
وہی آبجو کالے پانی مین ہے  
کوئی جاسے یہ دل بسکا نہیں  
مگر یوسف مصر کو لائے ہیں

کیا ہے بیان سنان قید اوس  
 اکیلا وہ اوس گھیرین ہر سوز  
 الہی وہ کیا سیری قصیر ہے  
 یہ کہہ کر وہ روئے لگا ز ازار  
 اس اندوہ سے جاگ اوسنی ناگہان  
 اوسی وقت سر میں بہت ہو خزان  
 کہا ایک نے یہ مبارک خواب  
 کہنے لگا دور ہو گا ملال  
 کہا ایک بیگم نے یوں بہر کو آہ  
 بھو یاد اپنی رات کا خواب  
 عجب حال سے بیٹھے دیکھا اوشن  
 وہ ماہی کشادہ دہن ہی مگر  
 فراہم ہے ہر سمت خلق الہ  
 یہ دی بننے والوں کی تعبیر خواب  
 اسی بات پر ہے وہ مہلی گواہ  
 غرض ہو چکی طے جو یہ گفتگو  
 کئی روز میں پڑے دو ماہ پر  
 بٹا کر سخن سنج آگاہ کو

شکاری میں سمجھے ہوتے ہو  
 یہ کہتا ہے دوسرے کس وقت میں  
 کہ جلی عوض میں یہ تغیر ہے  
 وہ رویا تو میں بھی ہوں شکار  
 جو دیکھا تو افسوس میں نہ پرور  
 سینہ ان کی دل تہننا سنیں  
 کیلو مگر بھیجے اب شکار  
 کہنے لگا خواب کا کیا خیال  
 کہ میں کچھ نہ کچھ بیچ میں بادشاہ  
 دل اوس کے تو ہم سے بیاباں  
 کہ بیٹھے ہیں ماہی کے وہ پتھریاں  
 سلامت ہے وہ یونس تاخیر  
 یہ غل ہے لکھتے ہیں اب بادشاہ  
 کہ اسے بنی بیو ہے بحث اضطراب  
 کہ ماہی مرا تب سے آئینہ شاہ  
 تو قاصد کی ہوئی لگی جستجو  
 خواتین منہ سے دیا اونکو زور  
 کہا اس طرح خط لکھو شاہ کو

نامہ محلات معلیٰ حضرت سلطان العالم

جہانگرد مانشہ سیارگان  
 گل باغ جان خضر صحرا دل  
 قرار جگر روح تن جانجان  
 اسی غم نے بیمار دلا جان

کہ اسے بادشاہ زمین و زمان  
 تو ان تن الیاس دریا و دل  
 دل سینہ تاج سر اریان جان  
 جدائی سے اب مار دلا جان



تسلی نہیں ہے بے بھاری نہیں  
 شب حجر کالی بلا ہو گئی  
 یہاں سے سد باری ہو تم گسری  
 کہیں کیا جو اریا ہر و دلین ہے  
 یہ ہے صورت چشم تر رات دن  
 تم حجر آئینوں پہر ہے ہمیں  
 وہ اگلی سے دست خالی نہیں  
 لگا ہوں سے کاجل ہی اب گر گیا  
 بہوین ہلکو خیر سے کچھ کم نہیں  
 بلا میں ہیں اندوہ جان کی حم  
 دل زار کشا ہی سے صد جاک ہر  
 جنون بھی نہیں پر عجیب ہے  
 گل تر سے صد جاک ہوتا ہر دل  
 غم شجر سے جان تن میں ہیں  
 خمیدہ بہت قد دبلو ہوا  
 ہمیں اس قدر ناتوانی ہوئی  
 یہ احوال زلف گرہ گیر ہے  
 جو ہے تو بھی شغل ہی آجکل

جلا تے ہیں دل کو شرار ہیں  
 قیامت کے دن سی سوا ہو گئی  
 کہ تہمتی نہیں انسو و نکی جہری  
 شب وصل کی آرزو دلین ہے  
 کہ بہتا ہے خون جگر رات دن  
 مقام بلا خیر گھر ہے ہمیں  
 برس دن سے سہدی لگائی ہیں  
 مسی کی طرف سے ہی نہ بھر گیا  
 لب لعل پہر سے کچھ کم نہیں  
 پریشان ہیں زلف پریشان ہم  
 نہ چوٹی نہ کاجل نہ سواک ہے  
 کہ دل اب گریبان و تنک ہر  
 ہر چشم حسرت سے روتا ہر دل  
 کہ ہیں قطرہ خون بدین نہیں  
 گمان خم تیغ ابرو ہوا  
 کہ دشوار اب زندگانی ہوئی  
 تن نہ اریا ہر بار زنجیر سے  
 زبان پر ہے آئینوں پر یہ غل

### عزل نامہ

غم دوری جان و تن ہی ہیں  
 لباس حیات اب کفن ہی ہیں  
 فرح بخش بیت الحزن ہی ہیں  
 کب ارمان سیر چین ہی ہیں

چاہاں شہر بیہ وطن سے ہیں  
 مکان حجر میں کو شہ گور ہے  
 جدائی میں اب اور جا ملن کہاں  
 گل داغ سے سینہ گلزار ہے

دوا کو فی گیسو سے لا اور نسیم سہین قابل گردش و رنج ستی جہان تم ہو روح بدن و دمان بہت ناتوانی ہے اور دست غم سارے میں مہدم غم و درد و یا پریشانی دل سے کس طرح	تب بوی شک ختن ہین گدہ تجھے چرخ کہن ہو ہین سفر در میان وطن ہے ہین گر انبار اب پیرن ہے ہین سیند اب ہی انجمن ہے ہین غم گیسو بر شکن ہے ہین
--	---

لیے پھرے میں دام فکر اور صیغہ  
تلاش ہمارے سخن ہے ہین

بس اب حال اپنا مفصل لکھو ہدیت کیوں رہا آج کل اضطراب تہیت خواب میں دیکھتے ہیں غم ہو آزاد غم یا گرفتار ہو یہی وجہ تشویش دل و فقط سب احوان اپنا خدار الکو نہیں آگے سحریر کی بکتاب	کہ تم اندون کس تردد میں ہو پریشان اکثر نظر آئے خوب تو پاسے میں پابند رنج و الم تم اچھی طرح ہو کہ ہمار ہو نہیں آئے کیوں دو مہینے سے خط نہ لکھتا ہو تو کچھ اشار لکھو لکھیں گے مگر آئنگا جواب
--	--

نامہ ختم شد

یہاں تک ہوئی جب حقیقت تمام کہا رہی کو نامہ حوالے کیا بہت نامہ برسے کہانی کہی کہا رہی وہ سن چکے جیام غرض ہو کے رخصت چلا نامہ بر وہاں سب اوتار الباس بدن سروتن کو دونوں فرمایا گیا	تو لکھ دہ سے کی کتاب تمام وہ خط لیگئی نامہ بر کو دیا تمنا سے دل سب زبانی کہی لیا خط کیے قاعدون و سلام حد شہر سے جب گئے کوس بہر سردوش رکھی گلیم کہن مگر خط کو جوتے میں سیمان کیا
--	---

جبین پر سیاہی سے کبھی لکیر  
 سو ملک مشرق روانا ہوئے  
 کہیں ایک جاوہ اترتے تھے  
 پس ویش چلتے تھے وہ راہ میں  
 سافرنہ ملتے تھے اونکو کہیں  
 وہ برسات کے دن وہ نالو کا چوٹ  
 کہیں جیل تھی اور تالاب تھا  
 مسافر کو تھی راہ دشوار تر  
 کئی دہن وہ نامہ بر تھک گئے  
 نظر آگئیں یہاں سیاں ناگہان  
 صعوبت تھی ہر ایک پر جا بجا  
 شہرت نہ تھے قاصد تیر کام  
 سعیت ادیت اوٹھاتے گئے  
 پس پانزدہ روز پہونچے وہاں  
 گئے باغین جب تو دیکھا حال  
 روان آب ہی مثال تنگ روان  
 اگر شاخ گل ہی تو پر خار ہی  
 کسیدن شب غم گزرتی نہیں  
 عجب طرح کی شام بے نور ہے  
 بلا زہم ہنشتہ کے گرفتار غم  
 مجال سخن یہی کسکو نہیں  
 ندیمان شہ کا جو دیکھا حال  
 کسکی قبر میں جا کے لو جی خبر

لکھتے ہیں ملاقات اور  
 لکھتے ہیں تمام میلکند

بدل کر غرض ہیں ہو کر فخر  
 جدا گانہ وہ گام فرسا ہوئے  
 کہیں تفتی بات کرتے نہ تھے  
 زبانیں بدلتے تھے وہ راہ میں  
 کہ راہیں ہر اک سمت کی نہیں  
 لب آبجو خاک کا تھا خروش  
 دہان اجل ہر لب آب تھا  
 کہ نہیں ندیان ہر جگہ جوش پر  
 غرض جب سارس کی حد تک گئے  
 ہوا قاصدون کو بہت خوف جان  
 مگر ساکن لکھنو یہ سو ا  
 چلے جاتے تھے راندن صبح و شام  
 ہر اک جانتا تھی دکھاتے گئے  
 کہ تھا لشکر جالعلم جہان  
 کہ فرجھا کے جھک جھک گئے نہیں  
 خمیدہ ہن شکل کمر ڈالیاں  
 کہیں ہے جو نرگس تو ہمارے  
 کبھی چاندنی کہیت کرتی تھیں  
 سحر ہے تو وہ صبح عاشور ہے  
 ندیمان سلطان میں ہمارے غم  
 دہن میں زبان تنگ نہیں  
 تعجب ہوا قاصد و نلو کمال  
 خبر سنئے وہ گر پڑے خاک پر

کہا حال سارا مفصل متباد  
 رہے سو گوار و نہیں وہ ایک شب  
 ہوا مہر جب کا مزن جرج پر  
 گئے تھے وہ پانی پنجھائی ہوئے  
 بہ عجلت چلے اس قدر نامہ پر  
 ہو اکی طرح جاتے تھے ہر قدم  
 اگر کچھ کہیں مل گیا کہا لب  
 وہ تھے خاک افشان وہ تھوٹ گیا  
 اسی طرح طے راہ کر آئے ہوئے  
 ہوئے حاضر باب عصمت سرا  
 خبر اولیٰ سنکر محلدار سے  
 اوسی وقت دیو بھی برآمد  
 کیترون نے نامہ بردہ کس  
 یہ گویا ہوئے قاصد خوش بین  
 صنوب بیان کیا کرین راہ کی  
 تلاشی نہ دی راہ میں کس جگہ  
 میسر نہیں کو فہمی تھے ہوئی  
 غرض وہ ہوا یاغ پیش نگاہ  
 دریا غنیمت جگہ ہی ہم گئے  
 چمن کا عجب حال آیا نظر  
 کلی تک پہنچا شاخ ہمن من ہی  
 نظر آئے عصمت سرا کی بزرگ  
 محلدار سے تو پریشان سی

نیا ازواج سی

انہیں ابتدا سے پہاڑی سناؤ  
 سنا شام سے صبح تک حال سب  
 کمر کے گہر کو پہرے نامہ پر  
 وطن کو پہرے خاک اور آتش  
 کہ گویا وہ اسرار شہد اک پر  
 نہ لگتے تھے گویا زمین قدم  
 کبھی دم لینا گاہ رشتہ لب  
 پسینے سے یا جم گیا تھا غبار  
 وطن میں گئے آہ بھرتی ہوئی  
 محلدار کو جہاک کے مہر کیا  
 کہنے کہا جانے شکر کا رستہ  
 کہ شتاق مژدہ بہت ہو محل  
 کہ ہاں اب کہو حال سلطان کا  
 سناتے ہیں آواز سے دستان  
 پیچی جان قدرت سے اللہ کی  
 ہو خوف جان ہم گئے جس جگہ  
 کئی روز میں راہ وہ طو ہوئی  
 جہان رونق افروز تھے بادشاہ  
 سو قصر سلطنت عالم گئے  
 ہر اک پہول یا مال آیا نظر  
 کہیں بوی گل اوس چمن میں ہی  
 کہ جو ہے وہ ہے زندگانی تو تک  
 ہر اک نعمت ملتی ہے حیران سی

کہاں کیو دیکھا تو ہے پر الم  
 وہ عالم وہ چہرہ کی رنگت نہیں  
 پریشان ہیں گیسو بچار  
 نڈیوں کو دیکھا تو ہیں جان طلب  
 اور آتی ہیں خاک زمین الم  
 نہیں ذکر سحر بر و تفسیر کا  
 کبھی اشک دامان تکتے گئے  
 کبھی سزاؤں کا یہ ابا کیا  
 جو اہل جہنم میں غلامان شاہ  
 غرض شکرشہ میں جنتی ہیں لوگ  
 میان مکان جب سامی ہوئی  
 تعجب ہوا حال یہ دیکھ کر  
 کہ حاضرین سب ایک حضرت ہیں  
 کیا اوسنے رو کر بیان کیا کہوں  
 جب اوسے جگر اڑ پوچھا حال  
 کہ بیمار ہے شاہ فانی تمام  
 اطباء کو حردم تھی فکر علاج  
 ہوئی چند سہل جو اس حال میں  
 دوائے جوشہ کو فراغت ہوئی  
 ہوئی یا غین روشنی ہر جگہ  
 جہان تک کہ ہمراہ تنوفاً  
 بہت خلعت اوسدن دوشاہ  
 دوشاہ حفظ دعو و دوس ترا

قدر است میں بار غم سی و رحم  
 وہ جو بن نہیں وہ تراکت نہیں  
 سراپا بدن پر جامے غبار  
 ہر اک کو ہے جام فنا کی طلب  
 مصاحب میں سب نہیں الم  
 تجھ سے عالم ہے تصویر کا  
 دیکھ کر کہی گال پر رہ گئے  
 کہ اٹھے آسمان کہن کیا کیا  
 زیادہ ہے شب ہے او نہیں تیرا  
 نظر آئے سب صورت اہل سہل  
 نظر آئی سند بربانی ہوئی  
 کسی صاحب غم سے پوچھی خبر  
 کہاں ہیں جو یوں سب میں ہیں  
 اسی غم سے ہوں نیمان کیا کہوں  
 تو کہنے لگا قصہ پر طال  
 میان شب مار ماہ و پیام  
 سنبھلنا نہ تھا بادشہ کا فرج  
 تو صحت ہوئی ماہ مشوال میں  
 تو مجلس پر شکر صحت ہوئی  
 سنو ہوئی چھاؤنی ہر جگہ  
 ہوئی سب کو تقسیم خوان طعام  
 کہی کوٹھے خانی کے شاہ نے  
 در و محل ویا قوت کا کیا شمار

ندیموں کے خلعت پہنے ایسے گران  
 رہی نرم عیش و طرب رات بہر  
 نماز سحر بچہ کے نکل اٹھ  
 غرض سو گئے سب ندیم و وزیر  
 وہاں عالم بچہ دی ہو گیا  
 یکایک ہوا غل درباغ پر  
 لگائی ہیں توہین کئی سو فی باغ  
 جو جاگے تھے اوتھو ہوا اضطراب  
 اوس آفتین گھٹا اسکے جاگے کوئی  
 فرنگی درائے کئی باغ میں  
 ہزار سمت و ظل نصاریٰ ہوا  
 سنایہ تو گھبرا سکے دیر اور تر  
 نکلتی نہ تھی بات تھوڑا کب  
 نہیں سے یہ وقت ملاقات شاہ  
 کہا یہ فرنگی نے جواب سے  
 گورنر کی جانب سے یہ ہو پیام  
 پڑ آشوب میں سب باد و بار  
 سنایہ تو دستور گھبرا گیا  
 کہا پاسبانان درگاہ سے  
 محل پاس ہوں تو باد و بار  
 کئی خادمہ کوئی تما جو الگاہ  
 کہی چشم حضرت تو اوسو کہ  
 پس پرزہ حاضر ہے دستور شاہ

نکلتی اٹھتے ہیں

نکلتی اٹھتے ہیں

کہ خرق آب گو سر میں تہن کشیا  
 نہ سو سے مع شاہ سب رات بہر  
 گئے نرم سے جانب خواجگاہ  
 مگر کہل گئی چشم مہر منیر  
 کہ خود بخت بیدار ہو سو گیا  
 کہ گوروں کی فوج آئی ہرون در  
 بھر کیا نہ جائے کہیں بوی باغ  
 جگا یا او نہیں ہو جو پویشی اب  
 نکل کر پادرو سے ہما کا کوئی  
 گئی در سے اک کہنی یسے میں  
 وہ گھبرا محصور سارا ہوا  
 فرنگی سے نزدیک آیا وزیر  
 کہا صاحب آؤ ہر یون کی سب  
 گئے میں ابھی جانب خواجگاہ  
 جگا دیکھے شاہ کو خواب سے  
 نہ تھریں وہاں شاہ عالم مقام  
 چلے آئیں سلطان میان حصہ  
 سو درگہ شاہ و وزیر گیا  
 ابھی عرض کرو مری شاہ سی  
 جو سوتے ہوں شہ تو جگا دور ہی  
 دیا سے کہنے دست پا ہی شاہ  
 کہ پیغام آیا ہے کہ لٹ کا  
 نصاریٰ میں پیران بارگاہ

کہا شہ شہ یہ وقت آرام ہے  
 گیا پیش سلطان عالم و زیر  
 کہا کیا گزارش کردن شاہ سے  
 چہرایا وطن چرخ نثار نے  
 پریشانی و غم سے فرصت نہ دی  
 کہا شاہ نے کچھ کہو تو سہی  
 یہ کی طرح ہے فوج گرد مکان  
 گورنر نے بھیجے مین پیدل سوار  
 سنایا یہ تو حضرت ہوئے سرنگون  
 کہا خیر جو کچھ خدا کی رضا  
 بہت دل ہوا شاد پیغام سے  
 اور برباد شد تو تنہا نے  
 محل ہے عجب حالی سے لشکار  
 ملازم بریشان منظر اور اس  
 مسناحب ہے سب سرنگون خوش  
 ملی شہ کو فرصت جو حمام سے  
 بے شاہ روتی تہین یون بی بیان  
 کیکہ بیان تھا چلے تم کہاں  
 نہ تھی یہ تو امید تھی ہمیں  
 ایکلے سناؤ میان حصار  
 کہا شاہ نے تم رہو اب یہاں  
 بس اب رنگ دبیر ایچڑ دل پرورد  
 نیلا سو قطعہ ہن چاہے نکلا

بلا لاؤ تو خیر کیا کام ہے  
 کمر کو جھکا سے ہو کر خن پیر  
 کہ فرصت نہیں تاکہ وادہ سے  
 یہاں بھی استیاء ستمگار نے  
 کہیں بیٹھ رہنے کی مہلت نہ دی  
 مجھے بھی تو ہو حال سے آگہی  
 فرمائی بھی مین داخل پوستان  
 کہ نیا مین سلطان کو سو حصار  
 نکلتے تھے شعبا در و در  
 سقد سے انسان کا زور کیا  
 جلونگا تلکرمین حمام سے  
 ادھر لوگ آندہ پہانے لگے  
 ٹرپتے تھے شل دل بے قرار  
 کوئی دور دیور ہی سو تھا کوئی  
 وہ خود یہاں ہو کوئی موٹو منل  
 ہوئے رقص ازواج گلنام سے  
 کہ پتے پتے دریا سے اشک روان  
 ہمیں سپر اب چوڑی ہو یہاں  
 کہ غبت مین یون چوڑو کہہیں  
 چوڑو کہ ہم مین غریب دیار  
 نکلتی مین گہر سے کہیں بی بیان  
 مجھے تم خدا سے حوالے کرو  
 خدا نے چہرہ با تو پہر آؤ نکلا

لسیکا نہیں زور تقدیر سے  
 مگر ہے اسید خدائی جہان  
 کچھ اس میں بھی سمجھا ہے وہ بہتری  
 بظاہر تو درپیش ہے یہ بلا  
 یہ سمجھا کے رخصت ہو کر بادشاہ  
 برآمد ہوئے شہ تو دیکھا یہ حال  
 پریشان غلین کھڑے ہیں ندیم  
 سو روی شہ دیکھ کر رو دے  
 یہ کی عرض اب زلیت ہر ناگوار  
 اگر آج کے دن نہ مر جائیگا  
 یہ ارشاد حضرت ہوا چپ رہو  
 میں آمادہ کیوں کر ہوں اس بات پر  
 تو اس گھڑی نام تلوار کا  
 خوشی سے میں یہ بات کہتا ہوں اب  
 میرے ساتھ بڑا دھواؤ گے  
 کہا سب نے ارشاد عالم مقام  
 تصدیق کیا تھا پرہنے گھر  
 یکایک فری ہوئی ہو پھر وہاں  
 جماعت سے نزدیک بندہ دو گئے  
 چلے اون کے ہمراہ نے عذر شاہ  
 کوئی اشک ماتم نہ تھا جلا  
 کہنے علی خاک رخسار پر  
 بہت غمزدہ تاسا کرتے گئے

بن آتی نہیں بات تدبیر سے  
 سوا اسکے کوئی نہیں غیب ان  
 کہا تھک ہو شکر کرم گستری  
 ولی کچھ تو باطن میں ہو گا بہلا  
 بھرت تھی محزون کونہ پر نگاہ  
 ملازم میں سب مضطر و پر مال  
 وہ دن ہے او نہیں روز امید دیم  
 کئی بار قذو نوکریو سے سیلے  
 خدا آج ہوتے ہیں سب جان نثار  
 تو پہر کب نکھو کار کام آئیں گے  
 عبت جان دینے پر آمادہ ہو  
 کہ میرے لئے خون ہوں اس قدر  
 مگر مان یہ ہے وقت شیخ و عا  
 وطن کی طرف تم چلے جاو سب  
 یہاں اب رہو گے تو بچتاؤ گے  
 پنہوڑینگے دامان سلطان غلام  
 یہ حاضر ہے سد کام آئے اگر  
 سروں سے اوتار کے ہوئے تو یہاں  
 پس و پیش سلطان وہ ہو گئے  
 عقب تھے مضافی بحالی تباہ  
 کوئی ناوگ درو کہتا تھا چلا  
 کہنے سو آسمان کی نظر  
 بہت پرالم آہ بہرتے گئے



گر باد شہ کو نہ تہا کچھ ہر اس  
 ویرانہ رفتار ہتی شاہ کی  
 نہ تہا تاج اوس روز بالا و فوق  
 سواری لگی ہتی ہوئے شہ سوار  
 ہوا شور مردم کہ سلطان چلے  
 وہ آئے تھے جتنے پیادے سوار  
 بھرت ٹکڑاں نکلتے رہے  
 بہت فرقت شاہ سے غم ہوا  
 یہاں روتے تھے جا کر شہریار  
 اوتارا فرنگی نے شہ کو دہان  
 سقیم اوس مکانین جو سلطان ہوئے  
 وہ گونگے پھرے وہ تہا دکان  
 وہ اشقا میرا نفس کا سنا  
 غم ہر محبت پر غم بیکی  
 در اسکے ریتانی در اسکے غمیز  
 کہاں عیش و اسالین رکوال  
 فردن حد سے تہین چیکو آسائین  
 وہ پر یان کہاں جیسے ہیرا بن ل  
 دہان تو رہے شہ میان حصار  
 مذہبون میں کسکو نہ تہا رنج و غم  
 مصاحب ہوا سب ابرسان شکبار  
 شب و روز روئے سے تہا کام اوس  
 سب در روز آلام ہوتی نہ ہتی

نہ تھا شہ منوم چہرہ ادا اس  
 تصور میں قدرت اہتی اللہ کی  
 عرق بین سراپا تھی پوشاک غرق  
 مع یک وزیر و دو صاحب وقار  
 گلستان سے اب سوی زندان چلے  
 گئے ساتھ بگھی کے شہ خبار  
 در باغ سے سر چلتے رہے  
 وہ گلزار حیات جہنم ہوا  
 دہان شاہ پہنچے میان دہان  
 کیسی نہ تھی آدو شد جہان  
 تو ہر مت گورے نگہیان ہوئے  
 وہ یاس رہائی وہ قید کران  
 سیاہ الم کا ہوا سنا  
 وہ قتل گیس جان عالم کیسی  
 گئی خدمت شہ میں کوئی کینز  
 کہاں قید و اندوہ رنج و ملال  
 فلک نے بھیایا اوسے قید میں  
 کسے دانہ کہا کہا کے دکھلا بن دل  
 یہاں ساکن باغ تہا بقرار  
 گری تھی برق برق برق الم  
 زیادہ مگر برقی تہا بقرار  
 نہ تہا رقت خشن بھی آم او  
 ہر مٹی صبح تو نماز ہوتی نہ ہتی

نہ پہنچتا تھی کہ وہ آدھ غریب  
 غم پر تہہ زمین پر تھا اور دل  
 اجل پر تو قابو کیسا نہیں  
 کس امید پر کشتہ غم جیت  
 یہاں سے ہے یوں راویوں کا کلام  
 بددائی سے حضرت کے مرنے پر  
 بتائیں اگر پاس سلطان مجھ  
 کیا ایک راوی نے تو یہ بیان  
 کہ خود وہ گیا سو ہی باب حصہ  
 ملی اپنی رخصت پر خاک راہ  
 عجب عالم جان غمناک تھا  
 وہ اللہ سے ملو لگا سٹے رہا  
 بیان اس طرح یاد سلطان میں تھا  
 کروں جان کیونکر میں تجھ پر  
 تمنا ہے اتنی کہ دیکھوں قدم  
 غرض شک حشر نے اوسکا چال  
 گورنر کوئی الحال پہنچا پیام  
 وہ شیدا پہانک اگر آئیگا  
 ہوا حکم وہ خدمت نہ میں جای  
 سنا برق نے مزد جان نواز  
 گرا جائے وہ شاہ کے پاؤں پر  
 رہا خدمت شاہ میں جا رہا  
 نکالا جو تھا نہ سے وہ کر گیا

پہنچتی تھی وہ آدھ غریب  
 کہ ایسوت کیوں دیر کرتی تھو  
 مگر اب فرزندگی کا نہیں  
 جدا ہو کے سلطان سے کیا جیت  
 کہ سلطان کو اوسے یہ بھیجا پیام  
 زماں سے اب کوچ کرتا ہوں میں  
 رہائی سے بہتر ہو زندان مجھے  
 مگر اور سے یوں سنی داستان  
 تہ نخل رو یا کیا زار زار  
 فقیرانہ جامہ رنگا بہر شاہ  
 بھوننا اوسے سبتر خاک تھا  
 تہ نخل دھونی رکائے رہا  
 کہاں جاسے اسے یاد شاہ گدا  
 مرے قدر فرما مرے شہر یار  
 قدم چوم یوں تو نخل جاو دم  
 تاسف کیا اور روئے کمال  
 کہ ہوتا ہے قوت میں برق اب تمام  
 ہمارا بھی دل کچھ بہل جا گیا  
 مگر جا کے پھر باہر آئے نہ اسے  
 زمین پر چمکانی جبین نیاد  
 سرشک الم سے کیا فرش تر  
 تصدق ہوا چوم کر باہر شاہ  
 رفاقت کی حد ہو گئی مر گیا

بیہوش ہوا وہ سب بہت کم  
 دل شاعران کی گت کی گت  
 آئینہ نگار تھا وہ ایک چاند سال  
 وہ اپنے زمانے میں تھا انور  
 ندران نہ میں و ناکیش غف  
 و ناکیش سب شاہ کے، میں ندیم  
 ابھی تک وہ پروانہ شاہ میں  
 مگر او نہیں دو ایک تھے بد گھر  
 سب احوال قاصد بیان کر چکا  
 خیر سنکے محلوں نے کھائی کچھار  
 جیسے آمد بادشہ کی تھی اس

سوچ کے شکر جبر یہ کہ  
 ہوا داخل قبر برق آد واس  
 قوس بد ہوا لیا، کوئی ذکا  
 فسہ از پنج رایت شاعر ہی  
 نکھوڑا تھا خیر اندیش تھا  
 سچے شہ او تھا سچے میں سچ عظیم  
 نہیں نہ تو محلوں کے ہمراہ میں  
 کہ بجا گئے تھے و قہقہہ چوڑا کر  
 تمام اپنی وہ داستان کر چکا  
 کہا ہو گیا لکھنؤ اب او جا  
 اس حال سے ہو گئی او کو با

داستان رفتن ایچی بر حلیقہ رخصت شاہ دلی و ناکام آمد کیش از نجا  
 بلا سا قبا وہ سے مشک بو  
 ہر دے سر دت دو ایک جام  
 شے ناب گل رنگ در کار ہے  
 وہ سے ہو کہ نامزد ہو مثل مرد  
 بتارہ دکان پر مٹان  
 جب ازواج سلطان نے بائی خیر  
 اوسے روز سے روز دھوئے لکین  
 مگر اہل دربار کا تھا یہ حال  
 قدیمی تو حضرت کے ہمراہ تھے  
 پڑنے تو دو دو جا تھے اہلکار  
 میرے تھا جگو خورش حصیر

پہلے پھر سے جلی بو جارہو  
 کہ کچھ سیکڑے کا کروں انتظام  
 ختم بادۂ خاک در کار ہے  
 نہ جھپکے ذرا آنکھ وقت بزد  
 کہ میں دیکھ لوں شان پیر مٹان  
 کہ قلعے میں اب میں شہ داوگر  
 کیا یاد جب نہ کو روئی لکین  
 کہ سلطان نے تھا اس خبر سے طالع  
 نیاؤں تھے صاحب جاہ تھے  
 نے عہد میں تھے بٹہ انکار  
 وہ یکدل ہو ہوئے سب اسیر

ساکین سے کرے تھے اکثر و فراغ  
 نئی جاہ و دولت سے مہر و شرف  
 بہت بوجہ تنکا اوٹھاتا نہیں  
 خیر خاک رکھتے وہ انجام کی  
 تکبر کرین کس طرح ہو شمند  
 بلند ہی کو بستی دکھاتا ہے یہ  
 وہ سب صاحب حکم تھے پر غرور  
 اوہوں نے کیے کام تدبیر سے  
 سہرا انجام سارا اوہوں نے کیا  
 کیا کچھ دنوں تک بڑا اہتمام  
 مہیا کیا روز سامان جنگ  
 ملک زادہ ہر چند تھا خرو سال  
 کہ تھی صورت بخت سمیت بلند  
 وہ عورت تھی بہت جوان و دہی  
 سہ وقت تھی یاد ہر کام کی  
 وہ کرسی نشین ہوتی تھی صہدم  
 بیان کرتے تھے بعد تسلیم حال  
 وہ کہتی تھی ارکان سے بیشتر  
 بھی میرے لشکر کو تائید تھی  
 کیوں لڑائی سے غفلت نہ ہو  
 کہی ناپیش وقت سحر یہ کہا  
 کہی نعمتیں اہل لشکر کو دین  
 روئے کیا اچھی ہو شمند

کہی ناپیش وقت سحر یہ کہا  
 کہی نعمتیں اہل لشکر کو دین  
 روئے کیا اچھی ہو شمند

کہ اوقات  
 وہ تھے خود  
 خور و شراب  
 پیالے میں دریا سگاتا نہیں  
 کسکو لیاقت نہ تھی کام کی  
 کہ درگاہ خالق میں سے ناپسند  
 خاک کو زمین پر گراتا ہی یہ  
 مگر اوہیں دو ایک تھے ویشور  
 لیا کام بذوق کا تیر سے  
 فقط نام کو ناسب وقت تھا  
 تو کچھ کچھ ہوا شہر میں نظام  
 لکھے اسہاے جو انان جنگ  
 مگر اُم شہزادہ کا تھا یہ حال  
 وہ نہی غافل و زیرک و ہوشمند  
 میا پنے صاحب درد تھی  
 شب و روز تھی فکر انجام کی  
 پہونچتے تھے چند اہل خیل و حرم  
 سناتے تھے سب ماجرا بحوال  
 بے انتظام و برا سبکے ظفر  
 کہ دیکھو نہ ہو جنگ میں کوتاہی  
 سبہ مایل خواب راحت نہ ہو  
 کہ محض اول آتا نہیں ملک کا  
 کسی روز کچھ فوج بھی کہیں  
 سو شاہ و ہلی سچ پیل چہند

سید مرقدین مدینہ سدا دارانہ مستطاب کا نام ہے وہ ایک عظیم الشان عالم تھے اور ان کی تالیفات میں سے ایک کتاب ہے جس کا نام ہے "تاریخ ہندوستان"۔  
 یہ کتاب ہندوستان کی تاریخ اور حالات کا ایک مفصل اور جامع بیان ہے۔

دے پیش لو درست ہوا  
 دواہ کی دین گشتیان جیاب  
 سریندہ لکھا اس طرح زلفیر  
 فزین نے جو او سین مطب لکھا

سج سج و تاج جو ہر لکھا  
 سوار و پیادو گئے ہر کاب  
 کہ جس طرح لکھتے ہیں شکوہ  
 زبان ملکزادہ سے سب لکھا

### نامہ برجیس قدسوی شاہ دہلی

لکھا حسد و حسد ان جہان  
 فرازندہ رایت با برسی  
 ابو الفتح سلطان گیتی نواز  
 خداوند عالم سے بندہ نیاز  
 بلند می کو کہ پست کرتا ہے وہ  
 او سیکر میں بندے گدا و غنی  
 وہ چاہے تو کثرت کو قلت کری  
 زمانیکو قدرت دکھاتا ہے وہ  
 جسے چاہے وہ تخت دیہیم ہے  
 مبارک ہوں حضرت کو تاج و علم  
 ہوا بعد صد سال مطب الہ  
 فلک رتبہ ہو خشک کی زمین  
 تہ تیغ اقبال دشمن رہے  
 وہ نقارہ دست شجاعت بجائے  
 خوش طالع بندہ بے قدیم  
 میان فوج ہر چند کثرت سے  
 بزرگوں کو شوکت کہانی ہوئی  
 ہو اگر دوش چرخ سے اور دور

سہنشاہ اقلیم ہندوستان  
 طرازندہ سطوت اکبری  
 پسندیدہ رحمت کار ساز  
 جسے چاہے او سکوکری سر نواز  
 کبھی نیست کو بہت کرتا ہے وہ  
 وہ ہے خالق ظلمت و روشنی  
 وہ چاہے تو راہی کو بہت کری  
 کہ گھڑے ہو وٹکو بناتا ہے وہ  
 جسے چاہے وہ ہفت اقلیم ہے  
 ہمیشہ رہے تخت زیر قدیم  
 کہ پر نور پہرہ ہو سخی بارگاہ  
 رہیں ہفت اقلیم زیر نگین  
 ہمارے کھنر سایہ افکن رہے  
 کہ تا ملک ایران صدا جلی جائے  
 کہ پھر سر پہ آیا جاؤ قدیم  
 دیر می پر اقبال حضرت سے  
 بزرگی اوسی آستان سے ہوئی  
 ہوئی شان و شوکت بزرگوں کی اور

وہ تنگام غدر حسارت نہ تھا  
 غنایات خالق سے وہ دن ہوا  
 سرِ اعتقاد عقیدت گزین  
 غنایت عقیدت گزین پر رہے  
 غرض اختتام کتابت ہوا

مرد دل خلافت عقیدت نہ تھا  
 کہ ہر دام حضرت میں آیا  
 خیال عقیدت سے خالی نہیں  
 بہ تاج بخشی مسور سے  
 اوسے ایلی لیکے رخصت ہوا

روانہ شدن ایلی از لکھنؤ شاہان آباد

روانہ ہوا اوس طرف ایلی  
 بہت راہ میں زبردتانا گیا  
 ہوانا گہان داخل تختگا  
 یکایک چڑھ آئے جو بہر الکر  
 شناسے کہ تھی فوج شہنشاہ  
 دراعز ریلستان ولو کر سپاہ  
 وہ حصن حصین اور سنگین جھا  
 سنایا اوسے زوجہ شاہ نے  
 گئے اوسین دانشوران فرنگ  
 لڑے اس طرح قلعہ میں مصفح  
 ہوئی جنگ دوروز گہسان کی  
 دیان پہر ہوا کہنی کا عمل  
 دیان جو رعایا کو نہا کرتا  
 اسیر نصاری ہوئے بادشاہ  
 دطن کو پہر ایلی نامراد  
 ادھاکر وہ رستے میں رنج و غم  
 دیان اوسنے احوال دیکھا جو تھا

جد ہر شنگا و جہاندار بھی  
 نجل جہان کو دکھاتا گیا  
 ابھی تھا وہ محروم دربار شاہ  
 ہو اگر مہنگا مہر کستخیز  
 فرنگی کے شے سائے باون ہزار  
 رعایا بھی تھی یا دربادشاہ  
 نیاتا جہان دخل اسفندیار  
 جھایا وہ گہر شمع درگاہ نے  
 ہر بران سیدان دلیران جنگ  
 زبون ہو گئے مہدی تیغزن  
 گری لاش پر لاش انسان کی  
 رعایا لڑی بہانگے اہل دخل  
 لہذا کیا شہر بہانسی سے  
 بنی شنگا و ملک قتل گاہ  
 چلے بعد اوسکے سب اہل نداد  
 کئی دینین بہو نچا سیان پٹن  
 حضور ملکر ادو وہ سب کہا

ہوئے اس خبر سے سب اندھین  
 کہنے کہا زور کم ہو گیا  
 سوئی سب کو تشویش و سوسائ  
 ادھر جتنی دہلی سے بہاگی سپاہ  
 سواران جنگی کی کچھ حد نہ تھی  
 چلی آتی تھیں پلٹیں اس طرح  
 وہ پتلون اٹھی وہ کرنی نہ تھی  
 نہ تھا انتظام جماعت ذرا  
 سپاہی نہ تھے سب وہ مزدور و غور  
 غرض اس طرح فوج داخل ہوئی  
 سپاہی جو آیا ملازم ہوا  
 سوالات کھسکے گو نہ تھی فوج کم  
 نظامت کے تھے لوگ چون ہزار  
 نہ تھا انتظام ممالک ابھی  
 ادھار و زمرہ زر بمشمار  
 بہت نہ کی درخواست لگا کوئی  
 لڑائی کی اتنی نہ تھی فکر اور تین  
 لڑائی میں جاتے تھے ایک بار  
 لنگے نقطہ سب میں جاننا و تھو  
 غزنی تھے مجبور محصور تھے  
 بہت لاف و دعویٰ سوجاتی تھی  
 برائے کو بہت دعویٰ فتح تھا  
 شکست اہل بیداد کھایا کئے

یہاں سے لے کر دہلی تک  
 یہاں سے لے کر دہلی تک

سیکو ہوا شک کی کو تین  
 کہنے کہا کیا ستم ہو گیا  
 اور اڑانک چہرے ہر ایک کا  
 ہوئے داخل لکھنؤ بعد ناہ  
 کہہ رہے پادون کی آمد نہ تھی  
 کہ مزدور و عریان بدن جلیج  
 وہ جتنی وہ تیزی وہ پہرتی تھی  
 نہ تھی نشان الکی نہ شوکت ذرا  
 دغا باز تھے چہرے بے نور تھے  
 لڑائی میں لشکر میں شامل ہوئی  
 اوس میں بے جنگ نام ہوا  
 مگر کچھ یوں کہ تھے جازی فلم  
 جو ایمان جنگی تھے بچپن ہزار  
 کچھ آپا مگر حاصل ملک بھی  
 دے دو روپے کی جگہ دو ہزار  
 تناسے ہر صاحب نہ کو تھی  
 کہ تھی جس قدر زکی تحصیل میں  
 گئے بھی تو دو ایک دو ایک بار  
 کبیدان پروردہ ناز تھے  
 لنگے تھے ہیرے موئے دور تھے  
 بہر شکر دامن سنہ کی کہانی تھی  
 کیا جیسے حملہ وہ عاجز ہوا  
 دم جنگ جانیں بچا پاس کئے

سنی تو بے مزدق کی یونہی  
بہت بخطر چا لور ہو گئے  
کسیکو نہیں فتح پر اختیار  
و فور غرور اہل لشکر کو تہا  
رعایا کو ایسا کیا تہا سیاہ  
ظفر حاصل فوج خود بین تھی  
غرض روز لڑتی رہی وہ سیاہ

کا خوفت جاتا رہا  
زغن زراع آہو نڈر ہو گئے  
کہ نصرت ہے تائید پروردگار  
کہ جو کچھ کیا وہ یمن نے کیا  
کہ نصرت کرتی تھی خلق اللہ  
وہ تاثیر روز نخستین نہ تھی  
لڑا ایکو جب ہو گئے چار فاد

### آدن سپاہ انگریزی بید فتح کا بیور کا اودہ

فرنگی نے جب سہ کیا کانپور  
فراغت جو پانی وہاں جنگی  
لب آب پہلے کیا انتظام  
کیا قصد اوٹنی لنگ کے لیے  
جلی فوج شہزادہ بھی بیدنگ  
سوار و پیادہ تھے سوا لہزار  
مع فوج تھے بشمار آدمی  
ہوئے فیضیہ مید ان اوٹامین

سٹار اوٹرانا کے دسے غور  
اُترنے لگے چٹہ لنگ سے  
چلے لکھنؤ کی طرف شاد کام  
وہ جو بیلی گارد یمن محصور تھے  
کہ روکے او نہیں برب آب لنگ  
کئی اونکے ہمراہ تھے اہلکار  
فرنگی کے سب تھے ہزار آدمی  
گئے ایک دو دن سہ انجام یمن

### حکایت عدل حکام انگریزی

نہی عدل دانشور ان فرنگ  
غضبناک تھے صاحب خوشان  
پنجوڑ آدم قہر آئین داد  
پیادے تھے کچھ اور اسوار تھو  
زن و بچہ کو زندگی سی تھی ہاں  
کیا قتل ہر یک بد افعال کو

کہ نقان حکمت یمن شیران جنگ  
کہ تھے وہ ستم دیدہ ہندیان  
کے کچھ گرفتار اہل قباد  
زن و طفل ہی سہی گرفتار تھو  
کے جگہری میٹر لشکر کے پاس  
رہا ہی دی ازواج و اطفال کو

راہد و زمان تیرا  
دشمنان و غرور  
کہ مقام ہو سکتا  
کا بیور کا اودہ  
نکست فرزند



اگر انتقام اپنے اعمال کا  
 نہ ہتا مگر فرق کچھ درمیان  
 اذیت کسی غیظا کو نہ دی  
 منگایا کئے برطرف کی خبر  
 مہیا تھی گوروں کو ہر ایک شے  
 لگی بھوکہ تو کھا لیانا پاؤ  
 وہاں بھی بہت لڑکے پاری سپاہ  
 شجاعان لندن نے پہچا پیام  
 خردار حملہ ہمارا ہے کل  
 نہیں سوسے کم سمجھتے ہیں ہم  
 ستافوج بندی نے جب یہ پیام  
 کسی سمت بھیجی گئی آخر تھی  
 گئی سورجوں پر سپاہ کہن  
 تھپہوں کی پلٹن گئی ایک سو  
 ہو امور جو پھر بڑا بندوبست  
 طلایہ دو لشکر سے باہر ہوا  
 کبھی ابر میں چپ گیا ماساب  
 زمین گاہ بارش سے تر ہو گئی

سوار سپاہ

نہایت

جہاں میں تھپہ زبان آؤ تھپہ جات سسوی ست لڑو لڑو تھی اگلی تھی

تھپوں سے لیتے تو کیا دور تھا  
 ستار کہاں اور عادل کہاں  
 مگر یہاں کسی کس پر دغا کو نہ دی  
 وہاں بھی لڑکے نور چاہا نہ دکر  
 جو پیاسے ہو سے پی لیا جام سے  
 بڑے جب تھپے تو ڈالا دیا وہ  
 پھر ہی اپنے مخمر کو ساری سپاہ  
 کہ دکھایا کچھ تم تو زور حسام  
 ہم آئیں گے غمیر لیان اجل  
 مگر سب کو اظہم سمجھتے ہیں ہم  
 سرشام ہوئے نکلے انجام  
 کہیں نادہ تھی کی ہوئی تو کڑی  
 کسی سمت لڑ کہیں کہیں  
 کہن ایک جانب نئی ایک سو  
 کہ امید نفرت تھی ہم شکست  
 کہیں چور پھر ا مقرر ہوا  
 کبھی ہٹ گیا گاہ آریا سحاب  
 اسی طرح آخر سحر ہو گئی

۱۲۱

### حال جناب اوٹامہ و کشیر گنج

ہو میں دونوں جانب کہندیاں  
 صفت آرا ہوئی سورج سپہ سپاہ  
 شجاعان لندن نے کہوئے ظلم  
 گئے رزمگاہ یک بودہ صف شکن

گئے چوئے تیغ پیر و جوان  
 پس توپ کہوئے نشان سپاہ  
 بڑا سے سو فوج سندی قدیم  
 تو اک غول سے ہوئے دوبرن

لئی واسطہ سمیت کو ایک صفت  
 وہ گھرنگ چہرے وہ ریش دراز  
 سراپا کر نی تو پوٹا شک تھی  
 چلی توپ با ہم دنا دن بہت  
 تلنگون پر ایسے وہ چٹ پٹ گئے  
 ملازم تھے اسوار بہر گریز  
 چپ و راست جب اسے پہرے  
 بچنیوں نے لہجہ دہرے دوش پر  
 لگاے تھے بندوق تلوار ڈال  
 نہ تھے خود تھیں ہانڈیاں فوق  
 سروں پر سب اسباب دھر لیگے  
 بچنیوں سوار و نہیں بھاگ پڑی  
 دو جانب سے تھی توپ گولی کی مار  
 شجاعوں کی ہر چند تھی فوج کم  
 تلنگے ہوئے اس قدر خستہ حال  
 جہان تھیں وہ توہین توہین گئیں  
 تھی ہو گیا عرصہ جنگ جب  
 حکما ہر اک توپ کو کر دیا  
 چپ و راست سوراخ ہو ہوئے  
 عجب فوج ہندی کی کہاں شکست  
 چلی فوج گورون سے منہ موڑ کر  
 جو ہمراہ گورون کے جرمیل تھا  
 پکارا اک افسر کو پہچان کر

کیا دوسرا غول بائیں ٹہرے  
 ہر اک سر و قد او نہیں تھا سر  
 دم جنگ صورت غصہ پاک تھی  
 گرسے چند گورے تو دشمن بہت  
 کہ وہ مورچے چھوڑ کر پٹ گئے  
 او نہوں نے کیا اپنی گھوڑوں کو  
 بہت جھیل تالاب میں گرے  
 چلے بیٹھے پر گھریاں باندھ کر  
 مگر بہر بستر تھے سر پر پیال  
 پس پشت کو بندے تھے جاے سر  
 جہاں وہ گئے ساتھ گھر لیگے  
 تلنگون کی صف بھاگ کر بہری  
 روان بحر خون تھا دم کا زار  
 تلنگون کے ہر گز نہ ٹھہرے قدم  
 کہ بھاگے وہ پر چوڑ کر موچال  
 عرض ہر طرح رہ گئیں چٹ گئیں  
 شجاعوں کے ہاتھ آئیں توہین وہ  
 درازی میں اکثر کو دو کر دیا  
 کہ مہتہ اور پہلو میں دو ہو گئے  
 عرض ہو گئی وہ لڑائی شکست  
 بہیر اور گئی راستہ چھوڑ کر  
 وہ تھا میر شکر سرخیل تھا  
 کہ اب بھاگ کر جائیگا تو کدھر

بچے جسے کیا کیا سکھایا نہ تھا  
 خدا او کی سزا دے افسر پہر  
 روائی تہی جب ہوئی دو پہر  
 دہان چار دن تک روائی رہی  
 کہی وہ ہے گاہ بہ ہٹ گئے  
 شجاعون نے حیدر ارادہ کیا  
 وہ گورے اسی طرح لڑتے گئے  
 سرحد سے مل گیا ایک باغ  
 نظر آئے اوسین شجر سپودہ  
 یہ نام خداوند ہے باغ سے  
 دلیرانہ در آئے گورے تمام  
 پہر اوسے ہمراہ تھی ہتھار  
 کسی شے کی گورہ کو پروانہ تھی  
 پہونچتی تھی اونکو برسد بر محل  
 کشادہ تھی اونکو رہ گاہوں  
 وہ جایا گئے اور آیا گئے  
 رسد گاؤں سے گاہ بھر لگے  
 چلی توپ گولی دہان ہی بہت  
 ہر اک تارے پر قوج تھی حباب  
 کہان تیس چالیس توپین پین  
 چمکتی تھی ہر سمت تیغ اجل  
 یہ تھا حکم جائین سپاہی لڑن  
 اوپر بلی گارو کو ویران کرو

چوں کہ باغ نوب  
 حباب  
 عارضہ  
 ہذا  
 سویم  
 چوں کہ عالم  
 ہر بہت

مگر بھاگ جاتا بتایا نہ تھا  
 اجل آگنی تیرہ قدم پر گرا  
 بی مین تلکے جسے بہاگ کر  
 شب و روز تیغ آزمائی زہری  
 برے وہ کسین تو یہ گشت گئے  
 ملنگون کو دس کو بس پہونچاوا  
 حد شہر تک گزرتے پڑے گئے  
 سطر ہوا جلی بوست دماج  
 سترے بروج اور پختہ جبار  
 کہ عالم کو پیوند سے باغ سے  
 اوسین سے استمران خام  
 کئی سو تھے ہتھار ہتھار  
 وہ کیا چیز تھی جو مینا تھی  
 لب گنگ تک تھا اونہیں گاہ  
 اگر قوج کچھ تھی ٹورستے تھے دور  
 مگر باغ مین دس نما گاہ  
 کہی توپ ادھر سے اوپر لگے  
 چو بیہیم و مچان ہی بہت  
 ہمہ سمت تھے آدمی حباب  
 و ہتی تھی جلی صدائے زمین  
 کہ سب سورج پرتے فوج کا  
 کہ گورے نو شہر آئے بتائیں  
 اوپر باغ والو لکھو بجان کرو

کیدان کستان سر گرم ہے  
جنیں آدیت نہ تھی بل تھے

وہ بھی درجے شرم ہے  
وہ لشکر میں شہور جبریل ہے

داستان آمدن سیاہ الگریزی از عالمی گار واملتہ

پہ لیا ہو اور ساقی و چشم  
وہ جو ہر حسام شجاعت میں ہو  
کف دست الطاف سے عام  
دل اہل شجاعت کے برداغ ہے  
اگرے بلوغ میں وہ کئی روز گت  
کے اہل دانش نے ہر دوہرن  
برے قد تھے اونکو برے ہاتھ پان  
قوی تن قوی دل جو اندر دے  
وہ سب تھے بہادر وہ سب تھوڑی  
حقیقت میں وہ تھے رستم نژاد  
نہ تھی فوج کو جانبری کی امید  
یہ گوردن کو تھا حکم جبریل کا  
جو محصور میں اونکو لانا یہاں  
ہو میں کام فرسا وہ دونوں صفین  
جد ہر ایک کو راہر ہانا گہاں  
بزن سے ہوئے یخینوں کو دناں  
کی طرح پل نہر پر بانوں کر  
گر بزان ہوئی فوج ہندوستان  
کہیں آہ بکری کہیں نہم رہے  
تانگوں سے خالی ہوئی جب تک

بیا کہ ہو بدوق کا جام جم  
کہ چرچا مر اہر ولایت میں ہو  
طلبگار ہوں نام کا نام دے  
کہ باغی بھی پیر امن باغ تھے  
نکل آسے بیرون درجے و شرک  
ہر اک اون جو انومین تہا یلین  
شجر کی طرح ذکوہی اونکی چھاؤں  
نہر بران میدان ناورد تھے  
وہ گورے تھے مشہور لہری  
شہنشاہ لندن کے تھے خانہ زاد  
کہ گورے تھے تھے وہ دیو سفید  
کہ تم بلی گارد کا پورا سستا  
نہ لانا تو پھر کر نہ آنا یہاں  
تاظم ادر پڑ گیا فوج میں  
وہ سمجھے کہ آنا ہے پل دمان  
کہ سو گئی غزالون دیو و لنگ  
اوتر آئے گورے ادر سے ادر  
لنگاہوں سے بہان ہوئی شل جان  
کیس وقت بھاگے کہی جم گئے  
گئے گوری اسکندر می باغ ایک

بہت باغ میں اہل پنجاب تھے  
 نکل آئے وہ باغ سے ناگہان  
 سنبھالی اونہوں نے جو تیغ و سر  
 یہ جو ہر عیان شیخ کا ہوا  
 بہت دیر تک شیخ جلتی رہی  
 پس جنگ گنتی ہوئی جب وہاں  
 تھک چکا ہوا در بیاں حصار  
 جو پیراں تھے پار اکثر گئے  
 ہوا خوف جان خاں کو عام کو  
 ہونے غرق اکثر بہت یہ گئے  
 ہو اہو گئے سب کیدان بھی  
 فقط ناب وقت و مردان چند  
 پریشان تھی شانہر او کی مان  
 کئی بار گورے گئے تار حصار  
 اگر اور بڑھتے وہ دو چار گام  
 مگر ان کے غم سے وہ مجبور تھے  
 اونہیں کے چھڑانے کا تہا وہاں  
 وہ گرنے ہی تو زخم ہی کہاتے تھے  
 اوہر لاش تھی اور ادھر لاش تھی  
 سو چتر منزل وہ سب بھر گئے  
 گئے بلی گار دین خوف و بیم  
 یہاں سے وہاں تک عمل کر لیا  
 بڑھے فوج ہندی کو بھی تھوڑا

سنبھالی اونہوں نے جو تیغ و سر  
 یہ جو ہر عیان شیخ کا ہوا  
 بہت دیر تک شیخ جلتی رہی  
 پس جنگ گنتی ہوئی جب وہاں  
 تھک چکا ہوا در بیاں حصار  
 جو پیراں تھے پار اکثر گئے  
 ہوا خوف جان خاں کو عام کو  
 ہونے غرق اکثر بہت یہ گئے  
 ہو اہو گئے سب کیدان بھی  
 فقط ناب وقت و مردان چند  
 پریشان تھی شانہر او کی مان  
 کئی بار گورے گئے تار حصار  
 اگر اور بڑھتے وہ دو چار گام  
 مگر ان کے غم سے وہ مجبور تھے  
 اونہیں کے چھڑانے کا تہا وہاں  
 وہ گرنے ہی تو زخم ہی کہاتے تھے  
 اوہر لاش تھی اور ادھر لاش تھی  
 سو چتر منزل وہ سب بھر گئے  
 گئے بلی گار دین خوف و بیم  
 یہاں سے وہاں تک عمل کر لیا  
 بڑھے فوج ہندی کو بھی تھوڑا

اور وہاں سے بھی لڑا  
 اور وہاں سے بھی لڑا

کہ اونہیں بغاوت کو اسباب تھے  
 چلین پہلے تو دیر تک گولیاں  
 بڑھے گورے بھی شیخ تان کر  
 کہ پیراں شیخ کا ہوا  
 لہو پی کے نالین او گنتی رہی  
 گئے چارہ صد تن کشتگان  
 وہاں سے گئی فوج دریا کے پار  
 بہت بجھا ڈوب کر مر گئے  
 ڈبو یا شجاعت کے بھی نام کو  
 لب آب پھیرا رہ رہ گئے  
 لگے سبیب اور اکتان بھی  
 یہ دو تین سو ہو گئے قلعہ بند  
 خدا سے وہ تھی خواستگار مان  
 مڑے جب پڑی سخت گولوں کی بار  
 او سب روز ہوتی لڑائی تمام  
 کہ جو بلی گار دین میں محصور تھے  
 کہ سب طرح پیار ہی نہ تھی جان اونہیں  
 دلیرانہ منہ پر چڑھے جاتی تھی  
 غرض ہر جگہ لاش پر لاش تھی  
 کئی سو گراہ دین گر گئے  
 ہوئے چتر منزل میں ہی کچھ قیم  
 جہاں مورچا تو سنبھل کر رہا  
 لگی چلتے گولی علی الانصال

مکان ہو گئے تھے شبکے تمام  
دو جانب سے تھے میرے یوں قرب  
پہونچتی تھی یوں گویوں سے گزند  
یہ گوروں کی بندوق میں تو رہتا  
فرنگی کو معقوم پر تازہ ہوتا  
لگاتے تھے یوں دور بین نگاہ  
بہت دور تھا گو کہ یل ناؤ کا  
امان کی جگہ آدمی کو نہ تھی  
ادھر تو کئی لاکھ بیدار تھے  
ہر اک سو سے گہری تھی اونکو سہا  
محمد حسن خان کی آئی فصلا

یہ گوروں کی بندوق میں تو رہتا

وہ تھے رشک خیز مال دیوار و ہام  
کہ سنتے تھے گوروں کی باتیں سنجید  
کہ تھی عشق نسرل میں یہی راہ بند  
کہ کرتی تھی بلا سوا کوس کا  
کہ قادر ہر اک گولہ انداز ہوتا  
اور ادا تھے تھے خاک آما جگہ  
مگر توڑ ڈالا اوسے بار بار  
لڑائی سے مہلت کسی کو نہ تھی  
ادھر اٹھ سو سب زن و مرد تھے  
لڑے دہ شب و روز تا پہنچا  
گر اسی گارد میں بعد فنا

یہ گوروں کی بندوق میں تو رہتا

رفیق انگریزان از بیلی گار و بعلبناغ

گئی ایک دن ناگمان نصف شب  
وہ کہو داجو تھا دفرین شاہ جنگ  
جہین گاریاں قیدیوں کے لیے  
شتر لہ چکے رات آخر ہوئی  
غرض بیلی گارد سے وہ سب چلے  
زرو مال و تخت و جو اسر تمام  
در آئے تھے جس راہ سے مہری  
زن و طفل کو در بیان کر لیا  
در جہر منزل سے باہر گئے  
تر و دین تھی اوسط کی سہا  
وہ تو یوں نکو تھی دکھاتے گئے

یہ گوروں کی بندوق میں تو رہتا

جلایا فرنگی نے اسباب سب  
نہ کہو دی زمین وہ جہان تھی گھر  
سجین و لیان بی بیوں کو لہو  
ستارے چھپے صبح ظاہر ہوئی  
بجایا لیل کو چ کا جب چلے  
اوٹھا لیل سب بزور حسام  
اوسے راستے سے چلے بھر جری  
حصار سب میں مہمان کر لیا  
مکانوں کی بربادیاں کر گئے  
بخت کی طرف لی فرنگی نے راہ  
بروج و مکان کو گرا تے گئے

یہ گوروں کی بندوق میں تو رہتا

کید ان روپوش ہو جو گئے  
 بدر و سے کوئی نکل کر گیا  
 کہنے اگر جھوٹ بھی کہد یا  
 نہ کیا کہنے کہ آیا کسان  
 بجنون کے بستر وین رہ گئے  
 تلنگے ہوئے جمع بعد گریز  
 چمکتی تھی شمشیر بند و تان  
 دم جب گورے نے کہا ی جو تیغ  
 دو جب آزمائے زخم کہا گز گئے  
 ہزاروں سے تھوڑی وہ گوری لڑی  
 جہاں جھکوتا کا بچوڑا کبھی  
 جو انمردیان وہ دکھاتے گئے  
 زن و طفل کی تو ہوئی جانبری  
 بچے تھے ولے او نہیں نہ سوچاں  
 بہت فوج نے تو تعاقب کیا  
 رہے دلکش مین وہ عالی مقام

یہاں تک  
 کہ  
 وہ  
 ہی  
 ہی

حال ملک کاران عہد پر حلیہ قدر:

فرنگی گئے پٹی گارد سے جب  
 کہا اب لڑائی سے فرصت ہوئی  
 دو نمین جو تھا شوق غارتگری  
 تمنا سے دولت میں دوڑی گئے  
 جو سوتے تھے وہ بستر دن ی کو  
 گئے تھے کہ زرد لوٹ کر لائیں گے

کہیں ایک بھاگ کہیں دو گئے  
 کوئی شکل اپنی بدل کر گیا  
 کہ گورا وہ آتا ہے بیٹھے ہو گیا  
 گریزان ہوا قبل تیر کمان  
 علیا سے لشکر وین رہ گئے  
 جلی پہلے سب دوق پہر تیغ تیر  
 دکھائی تھی سنگین کارسان  
 تو مہدی کو مارا وہین بدین  
 گرے بھی تو دونوں برابر گئے  
 حقیقت میں سب تھے بہادر رہے  
 صف خاک سے منہ نہ موڑا کبھی  
 زن و طفل کو بھی بچاتے گئے  
 مگر ہو گئے قتل سب مہتری  
 زن و زر کو وہ لگے بے ہراس  
 مگر شہیت جام خجالت پیا  
 گئے دوسرے روز مابین بکرا

ہوئے شادمان اہل میدان  
 پس بچا ہ آج نصرت ہوئی  
 گئے پٹی گارد میں سب لشکری  
 تلنگے چرائے سپاہی نے  
 بہت شہرہ ابلے گہروں کو گئے  
 سپہر چاندی سو فرسے بہر لائے

کلین تھیں سر نین وہاں ادا  
 یرش خلق کا دیکھ کر بیدار  
 ہزاروں اور کسے سیکڑوں دیکھے  
 نپایا وہاں مال اسباب جب  
 اوسے روز سے شاہ ہو کر لگے  
 لٹکے لگے دیکھتے تاج رنگ  
 کسے کہا ایسا تسلی ہوئی  
 ٹیکڑے تھے وہ اترا گئے  
 لگے دینے خود کام بوجھ کو کتاب  
 مٹی شادمانی ہوئی ٹکڑا  
 شب و روز آرام کرنے لگے  
 ٹیکڑے لو نہیں سمجھے لگا  
 بہکتی ہوئی جال چلنے لگے  
 سمائی تھی ہر ایک کو خود سری  
 بظاہر تھے سرکار کے خیر خواہ  
 نہ تھی حاکم کو تعذیب  
 شکم زر سے کارندوں کا بھر گیا  
 رز و کیم کا جو کچھ اسباب تھا  
 مگر فوج کا پیٹ بھرتا نہ تھا  
 غم نان رہا فوج کو صبح و شام  
 پیادے یہ کہتے تھے کہا نا نہیں  
 ایک ایک خزانہ جو کم ہو گیا  
 ہوا حکم حاکم کہ سب اہل مال

فرنگی تھے دو لاکھ و ناکھ  
 ایک ایک اونہوں کی اور ادنیٰ  
 وہ جتنے تھے سوئی عدم سب  
 بھڑے اہل غارت نیرت سب  
 ملکا تو نین آبا ہوئے لگے  
 لگی ہوئے بے آب شمشیر خاک  
 کسے کہا پاک سہتی ہوئی  
 کہ اس شہر سے اب نصاریٰ گئے  
 جو بڑے تھے کرنے لگے وہ فقار  
 یہ پہولے کہ خم ہو گئے اہلکار  
 نہ کرنے تھے جو کام کرتے لگے  
 سماعت میں ہی فرق آئی لگا  
 زمانے سے تور بد سننے لگے  
 وہ جو دین تھے معروف بن پرور  
 سہانی تھے بد خواہ خلق الہ  
 مگر اہلکار دن سے پہونچ کر  
 سپہ بھگتی زر کمی کر گیا  
 وہ گلوام کے سب فوج کو دیدیا  
 کف دست میں زر بھرتا نہ تھا  
 ہر اک ماہ تھا شہل ماہ صیام  
 سواروں کو تھا غم کہ دانا نہیں  
 تو کو تاہ دست گرم ہو گیا  
 مہیا کرین زر علی قہر ز حال



جسے مختارت دس کی ہو ایک دم  
سناہ تو خوش ہو گئے اہلکار  
اسیر دن کے گھر ضبط ہوئے لگے

نہیں جبر جو کچھ ہوں دو ایک دم  
گرفتار ہونے لگے ما لدار  
دروسیم وزر ضبط ہونے لگے

### جال نواب خورشید محل

محل اک خواتین سلطان میں تھا  
بہت اوس محل کی تھی بہت بلند  
خطابی جو تہا بادشہ کا محل  
محل تہا جو محلو نہیں عالیجناب  
زمانے میں اوازہ کوس تہا  
پرستار ہر ایک تھی نیکذات  
محل کا جو داروغہ تھا بدبو خان  
یہ تھا حال اوس مرد ہشیار کا  
راہ جان نزاری میں دن رات وہ  
غرض حکم ضبطی جب اوسنے سنا  
وہ روکا کیا تیغ آزار کو  
مگر اہلکاروں نے بیدار کی  
محمد براہیم نایب جو تھا  
محل کا وہاں جو کچھ باب تھا  
وہ زیور جو تھا سب جمع کیا  
دو شاہوں کی متین سیکڑوں بدیا  
مستہر سے چہرے شہر و دیہات تک  
کردن طرفت زرین کا کیا کیا بیان  
حدود و سیاحتی ہو چوئی برے

گل حسن گلزار خوبان میں تھا  
کرم تھا علاج دل درد مند  
بہم لفظ خورشید سے تھا محل  
ستارہ نہیں تھا وہ محل تہا  
تھک اوس محل میں زمین لہو تھا  
سختات تھی تقسیم آب حیات  
کردن اوسکے اوصاف کیا کیا بیان  
کہ تہا خیر خواہ اپنی سرکار کا  
بڑے جسمین اقبال کی بات وہ  
بہت اہلکاروں سے کی التجا  
بچا یا بہت اپنی سرکار کو  
سماعت نہ کی لاکھ فریاد کی  
محل کی وہ جاگیر تنگ خود گیا  
طلاتی مع فقری سب لب  
زمردین تھے گوہر آبدار  
گراںمایہ پوشاک تھی زرفشان  
اوپر تھے سسے سے یاقوت نگ  
امنا با خنجر آئینہ پاندان  
صراحی گہر و نجی بچہ سے گہر سے

نواب  
محمد  
براہیم  
نایب

اگر انما یہ ہے جو گہر سے پانچ چار  
 کیا الغرض بظاہر و زور  
 یہ دولت جو دنیا سے حاصل ہوئی  
 غرض ایسے تھے جو دو کل نظام  
 رعایا کو یہ حکم اکثر ہوا  
 مگر وہاں تھا سب کو انجام کا  
 کیونکہ سچے نہ تھے لشکر اسی  
 کے تھے غریبوں کو خون استغفار  
 غرض رات دن ظلم ہوتے رہے  
 رہا تو مینے جو زور سبب

مع فرج الناس و لعل و گھر  
 چارم خزانے میں داخل ہوئی  
 اسی طور کے منتظم تھے تمام  
 کہ باقاعدہ کمر سب پر امر و غما  
 نہ تھا پاس حاکم کے احکام کا  
 نہ ڈرتے تھے سرکاری لشکر اسی  
 کہ سب کہتے تھے الجزار الجذر  
 سدیدہ ناچار روتے رہے  
 اشر کر گئی غم سبب و بلی آہ

داستان گرد آمدن سپاہ لہند و پنجاب فتح شدن لکھنؤ

پلاسا قیام نصرت مجھے  
 وہ بادہ پلا مجھ کو وقت ستیز  
 کوئی معرکہ قابل وید ہو  
 ہر خوشی سے رزمگ کی زمین  
 ہے کوئی نصف مفلس کوئی ہو  
 سلف سے ہے نیرنگی روزگار  
 ہو تو صاحب گاہ و صاحب کلاہ  
 خداوند جہل و علم ہو گئے  
 مگر چرخ کبر و ذی چہرہ کسی  
 جس ابوان کو اباد اسنو کیا  
 جسے غم سے آزاد کرتا ہے یہ  
 بیٹھایا جسے تخت ضحاک پر

کہ ہو جنگ نامے سے فرستے  
 کہ ہو آب تیغ طفر سے ہی تیز  
 کہیں ہو محرم کہیں عید ہو  
 زمین کیا کہ لرزے سپہرین  
 جسے گھر غریب الوطن کوئی ہو  
 ہزار دن ہو سے دہرین تاجدار  
 جہانگیر الوالہ نعم انجم سپاہ  
 فریدون و دارا حشم ہو گئے  
 کٹھیا یا اوسے کو بڑھایا جسے  
 اوسے گھر کو ہر باد اسنے کیا  
 اوسے دلوں نا شاو کرتا ہے یہ  
 سٹھایا اوسے سبتر خاک پر

کج  
 حریف  
 حریف  
 حریف  
 حریف

زمانہ کیسا رہا کب مدام  
ہوئے گشتہ خجھر انقلاب  
لڑائی مہینوں سے وریش تھی  
کیونکہ کسی وقت فرست نہ تھی  
شب و روز مصروف ہو جاکم  
نہ تھی ہوشیاری فوج غفلت شمار  
گو باغ میں جب وہ مالی باغ  
وہاں بھی یہ تھا حال شام لگا  
فرنگی سے ہندی مقابل ہو  
کسی شب کو نافل اگر سو گئے  
وہاں بھی لڑائی رہی چڑا  
بہت حملہ و گولیوں سے گرے  
مگر کچھ کسی سے بن آتی نہ تھی  
فرنگی نے رخصت کیا کاروان  
رہی باغ میں چند مردان جنگ  
وہاں جنگ کو جب ہوئی چاروا  
کہ لندن سے گوردنکی آمد ہوئی  
لکاک کو سپہ آئی پناہ سے  
فرام ہوئے سب ایک بگم  
اب گنگ سے باغ تک تھا حال  
کیا بیشتر سستی ہو گیا  
جب اہل دینی پور بیان ہو  
رعایا ہوئی خستہ جان حال

کہاں نور مہر سحر وقت شام  
فریادوں و مہشید و افراسیاب  
تلاطم عین فوج جفا کیش تھی  
خو رو خواب راحت سے مہش تھی  
بڑے حوصلے تھے دل تنگ بین  
مگر تھے فرنگی بہت ہوشیار  
کئے سورجے فوج نے گرد باغ  
چلی توپ ناگاہ بندوق گاہ  
ولی سور چونہر بھی نافل دست  
تو پامال سہیار ہو ہو گئے  
اوسے طرح کرتی تھی دہا و سیاہ  
در باغ تک جا کے اکثر نہیں  
کہ وہ سخت فوج جاتی نہ تھی  
گنہگار کی طرف ہی ہالان  
ہنجر وادیر و نئے میدان جنگ  
فرام ہوئی ہر طرف سے سپاہ  
بہم فوج پنجاب جمید ہوئی  
علامہ نوین لڑنے کے شمال سے  
چلے لکھنؤ کو وہ شیران جنگ  
پر سے کے پرے تھے علی الاطلاق  
سینہ و اکوئی حاصی و میگناہ  
میاں گنج موہان ویران ہوئی  
لئے گھر زراعت ہوئی باہمال

پہلی اختری ناوری سے حسام  
 نہ پہونچی جو اورن پٹنوں کو کھا  
 کسی سمت خیمہ ہوا لٹ کا

مگر پٹنیں ہو گئیں وہیں تمام  
 سپاہ فرنگی لگی باغ نکاح  
 کہیں خیمہ جرنیل اور م کا تہا

نچویر دانیان فرنگی نہ پایا و قتل مخالفان

ہوئے جمع دالتوران فرنگ  
 ہوا حرف زن ایک صاحب خرد  
 گرفتار ہونا ہے سب کا محال  
 ہر اک سمت سے گھیر لو بیشتر  
 اگر دم کے گولوں سے سب ہوں ہلا  
 نہ چھوڑو رعایا کو بچان کرو  
 سخن گو ہوا دوسرا ہوشمند  
 رعایا کشی سے ہمیں کام کیا  
 مخالف نہیں جنگجو وہ نہیں  
 سہ جانب سے گھیرو مگر شہر کو  
 کہاں بھاگ کر جائیں گراں لکین  
 عدد چار سو سے جو گھر جائیں گے  
 بہت خوف سے اس میں انجام کار  
 پسندیدہ سب کو ہوا یہ سخن  
 کہ بہتر نہیں اس سے تدبیر اور  
 لکھا حال یہ صاحب صدر کو  
 نور نے ہی بات یہ کی پسند  
 رعایا نہ قتل وقت سستہ  
 غرض حکم جب آ گیا لٹ کو

کئے فکر میں بہر تدبیر جنگ  
 کہ میں قابل واد گمراہ دید  
 بہر کیف ہے خون دشمن حلال  
 کہ جانے پناہیں کہیں بھاگ کر  
 تو باقی ہوں پھانسی سے پوند خاک  
 دکھا کر او نہیں خون طفلان کرو  
 کہ یہ بات سکو نہ آئی پسند  
 اگر سوئے تو میں وہ بچھا  
 ابھی تک شریک عدو وہ نہیں  
 رعایا کی بھی کوئی توراہ ہو  
 چھوڑینگے ہم اونکو زندہ کہیں  
 روٹینگے بہت جب وہ تنگ بیٹھے  
 شکست و خطر پر نہیں اختیار  
 یہ گویا ہوئے صاحب رجن  
 ہوئی یہ پسندیدہ اہل غور  
 وزیر شہنشاہ و وزیر کو  
 لکھا بچھا کو نہ پہونچے گزند  
 رہے بہر اعدا ہی راہ گریز  
 کہا اوسنے ہاں فوج طیار ہو

کے مالک  
 ۱۱۱۱۱۱

کرمی از خنجر و دود

کر ہتھیار باندھے ہو ہو آدمی  
 تپتے سے سکین سے مطلب نہیں  
 کسی سے کہا جاؤ سوئی لیبار  
 گئے بند سوئی لیبار و عین  
 روائی ہر اک سمت ہوئی لگی  
 ملکر اوس کی فوج تھی ہتھیار  
 کر باندھ کر گھر سے باہر گئے  
 بچپن کے چھوڑی کہیں پہلے ہی  
 چلین گو لیان پشتر بدرین  
 گئی پلین خجک بین کر گین  
 عدم کو جو شیخ و برہمن گئے  
 وہ کشتی یہاں تک تھی حد کو  
 کہوں کیا قراوانی کشنگان  
 تھگو نکو رعشہ ہوا اس قدر  
 حواس اونسے ایسے پریشان ہوئے  
 اجل ہو گئی تھی جو زنجیر  
 بتا نیکو ہمراہ آئی قصب  
 عجیب جو اسی سے بہا گئے وہ  
 یمن تھا کہ چیتے وہ اجمال میں  
 گئے سر کے پہل خود سر دلی طرح  
 کو تو دون کے جب کی ہو خالی  
 ہر اک سمت سے حملہ آور ہوئے  
 سنا کین جو بچان ہوئی بیشتر

نہو قتل میں اوس کے ہرگز کی  
 رعایا میں اہل خطا سب نہیں  
 یمن کا کسی کو دیا اختیار  
 بڑا اور نرم نے لی راہ حصین  
 سپہ جان سے ہاتھ دھوئی لگی  
 طے تھے نہانی گزرا ملک  
 دم جگ پہلو تھی کر گئے  
 لڑی تو تلنگو نکی پلٹن لڑی  
 بہرہ ہر جلی بعد بندوق متع  
 سواروں کی اکثر مصفین کر گین  
 لبت شہر گشت تو نے پل بن گئے  
 کہ منہ لگی نہر میں جو ی خون  
 بڑا لاش بر باؤں رکھا جہاں  
 کہ بندوق ہی گر پڑی چوٹ کر  
 کہ میدان سے وہ گریزان ہوئے  
 تلنگا کوئی بل کر بیچے چھب  
 تیل سے بھی کھینچ لائی قضا  
 فرنگی تو بیچے سے آگے سے وہ  
 سمائے جو بندوق کے مال میں  
 سرک پر بیچے کنکر و نکی طرح  
 کو شرق سے نصف سوئی شمال  
 پریشان گداؤ تو گر ہوئے  
 گہروں سے گریزان ہوئے بیشتر

گوہری فوج بھی گھر گئے اہل شہر  
 زہی چار دن آفت جانشان  
 کہ گورے کم و بیش یاد و ہزار  
 تلاطم بیا ہو گیا چار سو  
 وہاں دو پہر تک جلی تیغ تیز  
 ہر اک بازوئی تیغزن شل ہوا  
 ہوئی ایسی افراط خون روان  
 ہوا قیصری باغ جب قتل گاہ  
 گرے اہل غارت زر و مال پر  
 عجب کچھ مکان تہا وہ لوٹا ہوا  
 ہوئی زایل ایش ہر مکان  
 زمان محل تھیں بہت بھروس  
 کوئی راستہ پاکے باہر گئی  
 ملکہ ادوہ و اتم عالجنا ب  
 روانہ مکان کا جو والی ہوا  
 گری برق غم مردم شہر پر  
 ستے اوپر ایسی ہوئی سرزمین  
 مکانوں میں گلیوں میں ماتم ہوا  
 پر آشوب ہر کوچہ شہر تھا  
 گریبان ہو کر لوگ گھر چھوڑ کر  
 زن و مرد و اطفال راہی ہوئے  
 یہ تھا حال نسوان سخت پناہ  
 جنہیں حشم خورشید سے تھا حجاب

برسنے لگے ترالہ ابر  
 قیامت ہوئی باپچوں ان عیا  
 گئے ناگہان اندرون حصا  
 برسنے لگا آسمان سے لہو  
 ہوا ہر طرف عالم رستخیز  
 ہر ایوان و ہر قصر مقتل ہوا  
 کہ بہتے لے لاسنہ کشتگان  
 تو ناچار مقتل سے نکلی سپاہ  
 کسیکو ملا زر کسیکو گھر  
 کہ تھا جام جم جام ٹوٹا ہوا  
 وہ سب لٹ گیا تھا جو سامان وہاں  
 جہری تیغ تھی اونیں اکثر کپاں  
 مگر ایک لڑکرو میں مر گئی  
 گئے دونوں ایوان تھی باہر شاپ  
 تو باجے بچے قلعہ ڈالی ہوا  
 یحیٰ اشک سے تر ہوئی رگدڑ  
 خاک تھاپے تھی خاک پر زمین  
 رجب کا مہینا محرم ہوا  
 کہ گو لا ہر اک شعلہ تھہر تھا  
 درو زلیو و سیم و زر چھوڑ کر  
 سوار جھاز تباہی ہوئے  
 زمین پر تھے آئسو خاک پر تھی آہ  
 پیادہ چلین اور کھروہ نقاب

جس کو  
 شہر  
 کے  
 لوگ  
 دیکھ کر  
 ہلکے  
 پڑے

کہرون سے پریشان جو مردم ہوئے  
 بہت عورتیں افراسے چھین  
 پیادہ زن و مرد سب غم میں تھے  
 ملکہ اویان تھک گئیں راہ میں  
 حقیقت میں ہنگامہ شتر تھا  
 غم آبرو بھی غم جان بھی تھا  
 زیادہ تھے مور و طرح سے بھی لوگ  
 شائبہ گئے شہر سے مرد و زن  
 گئے تھے جو شہر ہی بیابان میں  
 بیابان میں تھے شہر کے سب شہر  
 وہ سکے تھے فرنگی تھے صاحب  
 کسی گوری نے خون مردم کیا  
 بہت مال و زر لوٹ کر لے گئے  
 بہت بے طمع تھے بہت اہل آرز  
 ہوئے سائے شہر میں عیش و عشر

بو عین بیابان کم پسند کم ہوئے  
 بہت بی بیان کہ خدا سے چھین  
 گداؤ غنی ایک عالم میں تھے  
 بہت شرکین گر میں چاہ میں  
 وہ دن روز محشر سو بھی تھا ہوا  
 غم زر غم ہجر طلعان بھی تھا  
 مول و حزن صورت اہل ہو گئے  
 سحر گاہ صحرا میں نکلی کر  
 خدا کی خدائی تھی میدان میں  
 سکا نوین تھے اہل غارت مگر  
 بہت اونہیں کوئی بھی تو نہ تھا  
 کہنے کہی پر ترس کم  
 بہت بیواؤ نکو زور دے گئے  
 غضب میں بھی تھے بعض تھے  
 از اسجد یہ نقل سے یاد گار

### حکایت حکم مرزا ناخاجان و عنایت فرزند ناخاجان

جلیون میں تھا وزیر ایک کلب  
 حجتہ خفا میں حیدرہ منات  
 پسر ایک تھا ایک داماد تھا  
 وہ دونوں تھے ذلیل و مباحث  
 وہ فرزند تھا فاضل خوش متال  
 غرض جب ہوئی شام آفت عیان  
 کیا قہر پیر خرد مند بنے

میا نصیر خضر بے خوش نصیب  
 بہت نیک سیرت بہت نیک  
 بہت دون چاہی ہو شاد تھا  
 اس سے صورت چشم و دل ہو عزیز  
 وہ داماد تھا غشی ذلیل  
 نکلنے لگے گھر سے پیر و جوان  
 کہا یا پسر سے رو سکے فرزند نے

کہان اس تھلوم میں جائیگے آپ  
 یہ ناسوس سے پردہ ہو جائیگے  
 ہمیں اب اجیل کا یقین کیوں ہو  
 ہم اب جان دیو کو طیار میں  
 پردے سے بھی جب پیر سے یہ بات  
 اکیلے کب اور نو جوان جائیگے  
 پیر سے جو یوں کر چکا وہ طیب  
 کہا سب گئے سائن لکھتے  
 پیر کی سمجھ سے میں مجبور ہم  
 ہمارا ہی ساتھ او سکے رہا ہوا  
 خروشد و ذلیفم دانا و خفا  
 کہا او سنے ہاتھوں کو یوں جو کر  
 ہم جان غم نو جوانی نہیں  
 پیر جس طرح باب کے ساتھ ہے  
 غرض جب ہوئی گفتگو یہ تمام  
 کئے بند دروازے نرکان  
 سب الکیں تہیں عورتیں تین در  
 وہ تار یک گہر اور تار یک رات  
 بستے تھے گولے در و بام پر  
 سٹکے تھے ہر سمت پختہ مکان  
 اوس آتش نے جانباہر انسان فر  
 غرض تہر تہراتی تھی گاؤ زمین  
 ہم آنکوش مادر سے اطفال گئے

کہیں امن کی جانباہر آپ  
 خلق اور ہو گا جو کہو جائیگے  
 جو ہو فی ہے چمپر پھین کیوں ہو  
 سنا جائیگے ہم آپ مختار ہیں  
 کہا تھے پیار سی نہیں ہو جات  
 نہیں چھوڑ کر ہم کہان جائیگے  
 تو داد و کو بھی بلا یا قریب  
 سو دشت سکین و دی آبرو  
 کہ رکشا نہیں گہر سے باہر قدم  
 کہو اب مختار ارادہ سے کب  
 سعید و خوش الطوار و صاحب فنا  
 کہان جاؤ نہیں یہ قدم چھوڑ کر  
 بس اب حسرت زندگان فی نہیں  
 یہ فدوی بھی یوں آپ کو ساتھ ہے  
 وہ گھر میں ہوئے پامر تہ قیام  
 ہم ہو گئیں ایک جانی بیان  
 ہوا رنگ و عر زمان و عر زو  
 اندر میں وہ سب تھو آپ عبات  
 دلتی تھی دیوار ہتے تھے در  
 وہ دو در دل خلق تھا یاد و مان  
 کہ چو نکلی ہے لنگا ہنومان نے  
 عجب حال میں تہو وہ خانہ نشین  
 زن و مرد کو یا نہ تھے لال تھے



یہ تھا عالم گر پیر پیر تو خرد  
 وہ غزلت اکرمین تھو مستعدین  
 نہ نہا کچھ سوا اس کے ورد زبان  
 شب تار آفت بمشکل کتنی  
 گری لوٹ پر فوج اہل خوگ  
 نہ تھے صاحب خانہ خالی تھو گھر  
 کہہ دینیں بورہ رہ گئے تھے بستر  
 غریبوں ابھر و نکل گھر لٹ گئے  
 فضا رائے چند گورے وہاں  
 ہلائی ساری مائے زنجیر در  
 صدائے گہرا گیلین بنی بیان  
 بہت خوف سے مضطرب لہو  
 ملی خاک چہرے پر ایک ایک  
 کہ ایسا لقی پاک رب و دود  
 دیا تو نے دامن عصمت مہین  
 دیا بہر دید حجاب صبا  
 کیا زبور شرم سے زیب ور  
 ضیا لعل کو بولکل تر کو دی  
 نہاں بون کیا بجا و امیرہ بون  
 نہاں ہم سے پردہ بین اس طرح  
 غم ابرو اب تک آن ہے  
 خدا سے تو یہی دعا خزان  
 کہ دروازہ گھر کا عیش بند ہے

پس تامل کرم مٹی آہ سرد  
 ترا شکون سوختی آئندہ گاہ دین  
 کہ ای کردگار الامان الامان  
 سپیدی بڑھی تو سیاہی گہنی  
 کہنی تنیع غارت پس تنیع جنگ  
 پڑا تھا مگر مال و اسباب و زر  
 بچے چند مارے گئے نبیش تیر  
 زرد سم و لعل و گہر لٹ گئے  
 وہ امید و آرزو تھی جہاں  
 کہا کہو بود دروازہ کس کا گھر  
 لرزے لگے قوت سے استخوان  
 زن و فرد سب غم سبیل ہوئے  
 دعا حق سے کی ہر زن نیک نے  
 بھی کو مین ز بیمار کو ع و سجود  
 کیا حجلہ آرا سے عفت مہین  
 بے ابرو و می نقاب صبا  
 دئے بھر آغوش لعل و گہر  
 مین آبرو آب گوہر کو دیجا  
 کہ صبر حلو شہدہ مین قتل ہو  
 مہانی مین الفاظ مین صبر حلو  
 ہم آفت مین مین تو نگہاں ہے  
 خسر سے یہ داماد کا تہا بیان  
 وہ ہو گا جو حکم خداوند ہے

نہو پھری با پہلانی نہو  
 ہوئی دیر اگر فتح ابواب میں  
 اگر وہ در آئینہ در قور کر  
 جو دروازہ ہم کو بکر سر جہاں  
 جب اس طرح داماد سمجھا چکا  
 غرض اوستے جب کہولین کنڈیاں  
 جد ہر تہ وہ مظلوم خستہ جگر  
 بنسم کیا پیر ناشاد سے  
 ہا اوستے بچان مجھے کچھ  
 پناہی نہیں تیرا فگن نہیں  
 یہ جنگ آزمائی سے واقف نہیں  
 مگر میں نکھو ار سرکار ہوں  
 و سادہ نشین کچھری ہوں  
 لڑائی کے دن تک کیا مٹے کام  
 بہت جب ہو از غہ خود سران  
 اوس آفتین بھی یہ کیا مٹو کام  
 اوٹھا کر بہت سختیاں راہ میں  
 کیا میرے شکر کو مٹے سلام  
 مجھے اوستے بچان کر خیر خواہ  
 مجھے اوس سند سے بڑی آس  
 غرض کہو لکروہ دکھائی سند  
 سند پر یہ لکری جاتوں زمان  
 مگر آئی آفت زرد مال پر

مگر عرصہ درگشاہی ہو  
 وہ سمجھیں گے ولین مخالف ہیں  
 نہ جاتیں گے زندہ ہمیں چور کر  
 تو شاید وہ کچھ عزت برحم کہاں  
 خستہ کہا جو تہاڑی رہنا  
 گئے وہ فرنگی میان سگان  
 جہاں نصاریٰ سے ہندوئی ہیں  
 سپر کر دیاسینہ داماد سے  
 مگر اور سب کو امان دیکھے  
 رعایا میں صاحب کو دشمن نہیں  
 شریک سپاہ مخالف نہیں  
 نکھو ار کیا بلکہ نکھو ار ہوں  
 سب تو ناپس میر غشی ہوں  
 رہا دفتر خاص میں میرا نام  
 پڑ جان چپا میں ہی اندھا  
 گیا کا پور ایک لیکر پیام  
 کیا خدمت صاحب جاہ میں  
 کہا گوشت تخلیہ میں پیام  
 سند ایک لکری ہا برائی تھا  
 اسی روز کیواسے پاس سے  
 برسے وقتیں کام آئی سند  
 بچی اوسکری جان پر و چون  
 خدا یہ گئے گئے اٹھال پر

میرے  
 دوست  
 کے  
 لئے

میرے  
 دوست  
 کے  
 لئے

یہاں شیر خوار و نکو آغوش میں  
 بناؤ ہیں جلد بگج درم  
 نظر آئے جب پیچھے آبدار  
 تر پتے تھے ما باپ تھانے جلر  
 کہا دل نے کیا اصل ہر مال کی  
 غرض سب بغضات دکھائی لوہن  
 بچے طفل وہ مال و زر لے گئے  
 رہا پیر تنہا گئے نو جوان  
 عجب حال پیر خرد مند تھا  
 ہم اشک سے تر تھی ریش سفید  
 گریبان میں چاک پر چاک تھا  
 کبھی یاد قرزند ناشاد تھی  
 کبھی دل کو ناموس کا تھا الم  
 کسے ہوش تھا بند کرتا جو در  
 کئی غول آٹھ کئے شام تک  
 شب آئی اسیران غم کے سیٹے  
 چراغ فلکس نور یروین ہوا  
 اسیران غم کی نہ کشتی تھی رست  
 سحر تک رہی بسکی یہ التجا  
 گویا سطر ج نالہ درد ناک  
 ہوا جب پدیدار نور بگاہ  
 قہقارہ پھر آئے کئی لشکر سی  
 سہراہ سجدہ مکان دیکھ کر

میر تقی میر کا  
 دہلی کے شہر دارا  
 شہر دارا کے شہر دارا

کہا سب سے یوں طیش میں جھڑپ  
 نہیں تو انہیں قتل کر دین تم  
 لہزے لگے گود میں شیر خوار  
 تہ تیغ کیجئے بچے پیش نظر  
 اگر جان بچ جائے اطفال کی  
 زمین دھینہ بتائی اد نہیں  
 جو انوکھو بھی قید کر لے گئے  
 رولاتے تھے اوسکو بیان زمان  
 غم حیر و اما دفسر زندہ متف  
 دل زار تھا آس سے نا امید  
 رخ پاک آلودہ خاک تھا  
 کسی دم او سے فکر داما د تھی  
 جگر الٹ کا دہر ہر تہری متو غم  
 پیر اور آئے غار نگہ دل و زر  
 چھوڑا میروں فراک جام تک  
 سروستیزے الم کے سیٹے  
 اندر اوہ گھر بول آگین ہوا  
 درازی تھی شب کی مثال حیات  
 نگہبان ہے آفت میں تو ایچدا  
 گریبان سحر کا ہوا جس سحر چاک  
 برآمد ہوا محرزین کلاہ  
 اوسا کو چے میں بہر غارتگری  
 در آئے اوسی گھر میں کھانا کدر

پریشان تھا پیر جادو بیان  
 کہا اہل غارت سے اسے قافلو  
 سوال ایک ہے ہر دل آزار سے  
 ہمیں لوشٹنے کون آیا نہیں  
 نصیب زد و نکو ستانے ہو کیون  
 خدای جان کے غضب سے ڈرو  
 جو واقف ہیں او کو یہ معلوم ہی  
 مناسب ہے باز آؤ پیداو سے  
 کئے وہ تلنگون نے جو رہ جفا  
 دہنوں نے بھی لوٹا ہمیں بیشتر  
 پنہوڑا لکیر و ان بنے طرف وضو  
 نہیں دلو اصل غیب میں مال و زر  
 زرو مال کیا جب گئے نوجوان  
 بجائے غم حلیہ زن یا نہیں  
 کئی دن سے قابو ہمارا نہیں  
 کچھ اب زیور و مال باقی نہیں  
 جو باور نہ ہو ہوڑہ لو جان کے گھر  
 یہ سکر کہا اہل شکر نے یون  
 طلبکار حیرتی ہسم نہیں  
 بیان آپ کا کچھ اشکر کر گیا  
 بس اب قصد غارت سے باز آؤ ہم  
 تانت سے اب آپ کے حال پر  
 سوا اسکے یہ اور اندیشہ ہے

ہوا خوش بیانی سے گو ہر نشان  
 عبت دل دکھانے پر آمادہ ہو  
 سلمان ہے اہل زنتار سے  
 خدا ترس بھی کوئی ہے یا نہیں  
 اسی گھر میں ہر بار آتے ہو کیون  
 وہ قادر ہے مادی ہے ام خود ہر  
 کہ قہر خدا آؤ مظلوم ہے  
 دُرو بیگناہوں کی قریا د سے  
 کہ پھر ہو گیا عود قہر خدا  
 تم آئے ثواب ہو گیا صاف گھر  
 بچا ہے مگر گوہر آبرو  
 بخر رنج و امان و رنج پس  
 بچا لے خدا آبروئی زمان  
 سمجھا سے بھی مین مان بہن نہیں  
 کہ نامحرم آتے ہیں پردا نہیں  
 دو مثالہ تو کیا نشان یا نہیں  
 مگر اہل عصمت سے مجھے پہر کر  
 کہ اس درجہ میں غلط ہے ثبوت  
 زرو مال بھی شہر میں کم نہیں  
 کہ خوف خدا دل میں گہر کر گیا  
 بہت خرم پڑا ہے شہر با غم  
 نصیب ہے نسوان و اطفال پر  
 کہ گور است جو وہ جہاں نہیں

جو دیش نیکو مین تو سو جو فصل  
 بدون سے کہاں بھاگ جائیگا آب  
 تپانے مین تدبیر ہم آب کو  
 فروکش سے شکر مارا جہاں  
 بے پردہ اسنادہ کردیشاں  
 سنا پر مضطر نے جب یہ کلام  
 کیا استخارہ پس و پیش مین  
 تسلی جو انون نے دخواہ دی  
 کہا عورتون سے کہ اسے بی بیو  
 بطا حرجاعت یہ غمخوار ہے  
 اوٹھی سنگہ ہر ایک عصمت تاب  
 بڑا پیشتر پر سبج خوان  
 بہت فرق سے آگے سے شکر کیا  
 چلین بی بیان وہ عجب حال سے  
 وہ نکلین نہ تہین گہر سے یا کبھی  
 ہوا خسر گہر سے نکلنا او نہیں  
 وہ بہرتی تہین ہر دم و لمہیت  
 نہ تھا اپنی بے پردگی کا اٹم  
 عجب حال پیر کہن سال تھا  
 تن ناتوان نم سے کامیدہ تھا  
 نظر آئے ناگاہ اسوار چہند  
 چمکتے تھے ہر بار نیزون کو پہل  
 جب راست تھے پیش و پس تو سو

یہاں آبرو کا ہے بھیا مال  
 کہاں تافے کو جہاں لکھے آب  
 اگر آب کو وہ پسندیدہ ہو  
 رح قافہ آب چٹے و مان  
 ملائے کوئی آنکھ یہ کیا مجال  
 کہا دلمین شوشی رک ہے مقام  
 کہ واجب ہے فکر کم و بیش مین  
 مگر استخارے نے ہی راہ دی  
 چلو اپنی حریت بچانی جو ہو  
 تنہا فی مکر حق مکتدر سے  
 کوئی برقع اوڑھے تھی کوئی نقاب  
 چلین پیچھے گہو نکلت کئے بی بیان  
 بے پردہ تھی بے پردہ رہبر حق  
 کہ تھی جو اسی عیان چال سے  
 وہ واقف نہ تہین رگنذر سے کبھی  
 سوا تہا قیامت سے چلنا او نہیں  
 بہا فی تہین اشک نم اہلیت  
 تصور مین تھا حال اہل حرم  
 کہ تراشک غیرت سے رواف تھا  
 مگر ہاتھ تھا مہوئے تہا عصا  
 مع چند نفراتی ہو شہد  
 وہ پہل تھے زبان و دہان اہل  
 جماعت مین تھا لاث صاحب وقار

سب سے اچھے تھے لیکن جوڑے اور ان کے  
 سب سے بہتر ڈولن سے ہو کر چلے  
 کہا کہ یہاں تک جانتے ہو تم کون ہو  
 ان کے لشکر کی وہ جو ہمراہ تھے  
 بڑے سہ و ہراسے جو اب سوال  
 شفا لایا تھے حال روکا عثمان  
 چکا بہر تسمیم بڑا کر طیب  
 کہ تم کون ہو کسی مین بی بیان  
 کہ مین وارو سے درد بیمار ہوں  
 طبابت کے پیشے مین ہوں نامور  
 فضیلت سے اس خاندان کی کثیر  
 مگر اوٹلو گور سے چکر بنے گئے  
 اکیلے رہا مین یہاں رہا کسان  
 بے غارت آئے بہت خصال  
 اسی واسطے مینے چھوڑا مکان  
 یہ جب سن چکا صاحب ذوقا  
 سوارا گیا سوی دارا لشقا  
 غرض آئیں ایک آن ٹیٹ لیا  
 کہا دو سواروں سے ہمراہ جاؤ  
 چلن جب خواتین محل نشین  
 عسا کر مین پہونچا جو وہ قافلہ  
 غذا کے لئے حکم سرکار سے  
 رہے ہندو رار روز ملک و ملک

ہر ایک سحر کا کہنا ہے جو جہ  
 جماعت سے بڑھ کر کہا را ہوا  
 بہر فر و مین حال اپنا کہو  
 زبان نصاریٰ سے آگاہ تھے  
 کہا مختصر انگریزی مین حال  
 یہ جو چاہے قافلہ سے کہاں  
 کہا لاٹ نے یہ بلا کر قریب  
 گزارش لگا کرنے وہ خوش بیان  
 سبج رعایا سے سرکار ہوں  
 جیسے آپ فرماتے ہیں ڈاکٹر  
 پسر بھی مین ذیل و صاحب تیز  
 او نہیں لیگے داغ دل پر گئے  
 یہ سب عورتیں مین پہونچاں  
 رہا حافظ آبرو و ذوالجلال  
 کہ صاحب کے لشکر مین پاؤں لیاں  
 کسی سے کہا وولیاں لاؤ چا  
 عثمان فرس لاٹ رو کر رہا  
 ہوا حکم اسوار ہوں بی بیان  
 حفاظت سے لشکر مین چلاؤ  
 کیترو پرستار پیدل چلن  
 وہاں اونکے رہنے کو خیمہ ملا  
 علی غیس ہر روز بازار سے  
 نگہبان رہا پیر شل جوان

اؤہر ابن پیر اور داماد پیر  
 وہ داماد بار سے رھا ہو گیا  
 نیا یا ہنگامتا کچھ اوسکا کہن  
 گیا گھر کو داماد جب چوکر  
 سرسید کشکر کو دور گیا  
 وہاں سے سوئے خانہ لایا اوٹھن  
 کیا پیر نے ماتم نو جو ان  
 خوشحال دانشوران تو گن  
 کر کرتے تھے اکثر کرم گستری  
 جو ہوتے ہیں عادل خدیو جہاں

ہر ایک گرسے تھے دونوں سپر  
 مگر دو سرا نو جو ان کو گیا  
 اگر زندہ ہوتا تو مٹا کہن  
 کئی روز میں سبکی پانی خبر  
 گروہ دنان کو غرض پا گیا  
 ستانی سنا کر رو لایا اوٹھن  
 بڑا دل میں داغ دم فوہ ان  
 ترجمہ بھی تھا دل میں منگام خراب  
 لڑائی میں بھی تھی جہاں بڑو  
 دم تھری رہتے ہیں مہربان

حالی رفتن ملکزادہ از لکھنؤ جانتہ مال

خوش شہر میں لوٹ بھی ہر جگہ  
 بہت خادم شاہ مینا کرے  
 رہا جو مکان میں وہ بجان ہوا  
 یہ مقنوں سے شہر کا حال تھا  
 ملکزادے کو لیکے نکلی سپاہ  
 پہلے بل ہوا جا سجاراہ میں  
 شرف تھا جو نائب ملک اولیا  
 وہاں ہی جو پہونچے بہت انگرن  
 وہ بہا گاتو اوسکا نقاب کیا  
 بڑی بہیر تھی کا مکر آباد میں  
 لب آب تھا خود سرد نکا جاوا  
 اوتار ملکزاد کو بیستہ

مرگست از  
 دیوہ ویشاک  
 یہ مقنوں سے  
 کہو وہ مقنوں

یہاں  
 شہر میں  
 کہو وہ مقنوں  
 کہو وہ مقنوں

کہو وہ مقنوں  
 کہو وہ مقنوں

لڑائی کی دن رہا ہر جگہ  
 ہزار آفرین واہ واکیا لڑی  
 مگر شہر شہر خوشان ہوا  
 کہ ہر اسے خون سے لال تھا  
 لڑا تین دن احمد الہ شاہ  
 لڑا ایک دور و درگاہ میں  
 اوسے اوسے بجان کیا بختا  
 توی احمد الدن نے راہ گریز  
 بگزیست تھی کچھ دنوں چکیا  
 پریشان تھے مسرور فریاد میں  
 ہزار دن تلک تھے اور ایک ناو  
 گئے تاد پر اور کچھ پیر کر

وہ ترہو گئے پیر کر جو گئے  
 سفینے میں تھامے طور و لگا پیرنگ  
 حیات و اجل میں بکھیرا ہوا  
 کہی خوب تاریخ اک ازادہ نے  
 کیا شاہزادہ نے غم شمال  
 مصیبت میں تھے ساتھ سب الہکار  
 کئے جا بجا راستے میں مقام  
 ادھر کے چوراجہ تھے حاضر ہوئے  
 ملکر ازادہ بوند ہی میں داخل ہوا  
 بسی سرزمین اوس بیابان کی  
 وہاں جب ہوا کچھ تو فک مقام  
 محمد علی خان جو داروغہ تھا  
 وہ دستور تھا ہر طرح دیو کا  
 نہ تھا کوئی لائق فقط تھا وہی  
 روانہ کئے ناظم اوسنے کئے  
 رہا گو حد کھنٹو ایک عمل  
 بڑا غدر تھا لوٹ تھی مار تھی  
 قدم و قدم جو چلاٹ گیا  
 پریشان تھے مردم کھنٹو  
 کہی جانبری کا سہارا نہ تھا  
 کہی دشت میں تھر کہی گائونین  
 نیانی امان جنگجو نہیں کہیں  
 اپنے اسن جس گائونین جو گیا

مگر سیکڑوں غرق ہو ہو گئے  
 چراغ ایک تھا اور لاکھوں تنگ  
 غرض ہر طرح پار بڑا ہوا  
 کہ کھائی شکست ام شہزادہ نے  
 چلی فوج بچھوٹے الاتصال  
 جدا ہو گئے تھے مگر پانچ چار  
 مگر گھاکھرا پار پہونچے خیاں  
 سین و مدد گار ناصر ہوئے  
 حصار کلی شاہ منزل ہوا  
 کہ تھی بہیر دو لاکھ انسان کی  
 کیا حاکم نے سب انتظام  
 وزیر ملکر ازادہ اوسکو کیا  
 پر امر از مرزا کو تھا اختیار  
 غرض صاحب سقو تھا وہی  
 سندھ علاقے کی لکھنوی فی  
 مگر ہر طرف ملک میں تھا غفل  
 رو آمد و رفت دشوار تھی  
 جماعت لٹی قافلات گیا  
 تباہی میں سرگشتہ تھے چار سو  
 اجل سے لیرون سے چار انہ تھا  
 کہی دہوب میں تھے کہی جہانگیر  
 کہ برشتہ نسل فلک تھی زمین  
 مصیبت میں وہ مبتلا ہو گیا

یہ لکھنا چاہیے  
 میرا جو علی نظام خاں کے

۱۱

یہ لکھنا چاہیے  
 میرا جو علی نظام خاں کے

۱۱



کہیں بیٹنے کا ٹھکانا تھا  
 مقابل میں تھے مردم راہ زن  
 ادھر تو یہ احوال تھا خلق کا  
 منادی سنے یوں دی انداموں کا  
 کسی پر نہ شدت نہ پیدا ہو  
 جو باشندہ شہر تھے ناکو نہ  
 خبر سب سے تحقیق کرتے گئے  
 جو طے کر گئے تھے جہتوں کی راہ  
 کیا ترک اکثر نے شہر و دیار  
 ادھکا کر غم رہا اوٹھا کر بلا  
 جو صابر تھے وہ دکن میں چلے گئے  
 گئے مشرق کو کچھ دکن کی طرف  
 غرض شہر میں پہونچے فحاشین  
 گہر و نکاحی حال آیا نظر  
 مکان چلے اسکے ہوئے تھو تھو  
 عجب حال بازار و کاشانہ تھا  
 نیچے تھے جو لٹنے سے کچھ اہل زر  
 زر نقد و صندوق زرین لباس  
 بہت طرفت زرین و شبی لگن  
 مگر واہ رے بلین کلبٹو  
 لٹا بھی ہوا ضبط بھی مال دزر  
 وہی خوش لباسی وہی اقباط  
 دہنی چوک میں بھیر آئی نظر

بجز دانہ اشک و انما تھا  
 پس پشت تھے انگریزی زن  
 ادھر لکھنؤ جل کے جب رت چکا  
 نہ ہوئے کوئی اب کسی کا مکان  
 رہ گیا مسکا تو نہیں آباد ہو  
 او نہیں پہلے پہونچی لیان کی خبر  
 گئے گہر کو پر دڑتے دڑتے گئے  
 پھرے بعد کیا وہ بعد دو ماہ  
 فقیری نہاردون نے کی اختیار  
 نہاردون گئے جانب کر بلا  
 بہت فاقہ کشش کہاں کچھ سورا  
 نہاردون پھر آئے وطن کی طرف  
 ہوئے اپنے اپنے مکان میں نہیں  
 جہتیں سوختہ تھیں تو تو تو تھو  
 سفیدی تھی جن پر وہ سے سیاہ  
 نہ تھا شہر و حفت سے دیر اجھا  
 ہوئے ضبط سہ کار میں دنگھر  
 ہوا ضبط پشیمہ بچے بقیاس  
 گیا لد کے تانبائی لاکھ سن  
 تباہی میں رونق رہی چار سو  
 مگر سیکے دیکھے وہی کروفر  
 ولی دست سایل بھی پایا دزار  
 دکانو نہیں دیکھا وہی بال دزر

مگر ہو گیا مہیا یہ فرق آشکار  
و دگر مبتلا سے مصیبت ہوئی  
لباس او جلے تھے بنو اسے شہر  
جو کچھ لو بیان آبرو و ازہین

سکان سے لگے تھے سچے و صفوار  
مگر پاسے بند تھا عجب ہوسے  
بطاہر سقیدی تھی دیوار پر  
گہر و نین شریفون کے گہین

### حال مان بخشی ملکہ معظّمہ و کثور یا شہنشاہ اکام

نصاری نے ایسا کس اتمام  
یہاں تک ہوا شہر میں بند و  
دکانوں میں بیچھے دکاندار سب  
سٹح ہوا شہر نکلی سڑک  
جو قبرین پرین چھین کد گہین  
سکانوں سے سکین نکال گئے  
نکا لہراک سمت سے راستہ  
ہوا حصین محکم مکان کہن  
عراخانہ و مسجد و کربلا  
تر قلعہ بھی ہر طرف کھو دکھا د  
بہت بخرت تھے بزرگان ملک  
ی ہر طرف فوج اہل فرنگ  
ی راجہ بابو لڑے خوب خوب

کہ تھوڑے دنوں میں ہوا انتظام  
ہوے سب برابر بلند اور پست  
ہوا چوک آباد بازار سب  
کدوا خاص بازار سے چوک  
مقابلہ تو کیا مسجد بن گد گہین  
کئی لاکھ گھر کھو و ڈالے گئے  
کیا قلعہ سخت آراستہ  
مع بابی رومی و مجھی بھون  
کہاں سکین یادہ خواران نہ تھا  
قلم و مین ہر سو بیا تھا مباد  
فراہم تھے رہن تھے گر گاہک  
مھینون رہی ہر علاقے میں خاک  
سو شہر و غریب شمال خوب

### حال رانا بینی مادہ ہونکہ شکر لوری

رانا بینی مادہ ہو عجب نشان سے  
ی بار اوس سے لڑائی ہوئی  
علی نے لکھا اوسے ناگمان  
تھار سی شجاعین کو شک نہیں

نہ بھاگا کسی روز میدان سے  
لڑا صیگہ وہ بڑائی ہوئی  
کہ نینے بہت کین جو اندریان  
لہو سے کیا سرخ رو و زمین

یہاں پر  
کہ عین  
برای  
انجینڈر

یہاں پر  
یہاں پر  
یہاں پر  
یہاں پر

مگر اب مناسب ہے ٹکویات  
چلے آؤ سرکار میں بنگان  
نہ مانو گے کہنا تو بچنا دے گے  
پھر بحر میں گولے برسا دی دو

کہ دیکھو رہ مرگ و راہ نکات  
سزا تو زبان ہو گئی بعد امان  
کہاں تک لڑو گے کہاں جاؤ گے  
تہ بھاگو اگر تو جو اسر دہو

جواب نوشتہ انگریز اطفاربابی ملو ہو سکے

فرنگی کو اوسنے لکھا یہ جواب  
بگڑنے سے اپنے نہیں کیا مال  
میں کون دیکھا وہی اکبرو  
ہمارے چلے دو گھر میں تیغ اگر  
نہیں سوراو سکے برابر کوئی  
غرض وہ لڑا ہر جگہ بے مثال

اسے خانہ زندگانے جواب  
بے سلطنت آگیا اب زوال  
کہ جو عہد شاہی میں تھی اکبرو  
تو رسم سے روکی نہجائے سپر  
جو تلوار بروکے گھر میں بھر کوئی  
گیا ساتھ شہزادوں کے تاجا جلی

حال جنگ الال پرتاب کے لکیر اجہ بڑھت سکے نہاد بعلقہ از ارمہ و دیار و دیو کا لاکا

لڑالال پرتاب سکوا بطرح  
بہادر وہ تمام میدان و تھا  
چلی تو ب افواج خونریز کی  
سپاہی گریزان ہو کر لیکر جان  
بچھا آؤں جو انمزد کا ساتھ تھا  
ہزاروں سے اونکی نہ چیلکی پاک  
لڑنے یوں ہزاروں سے نروان  
کیا قتل زخمی کس کو کس  
شجاعت دکھائی بہت جنگ میں  
پڑیں گویاں خیم پر دمدم  
دکھائے بہت وار تلوار کے

لڑے بیٹھتا مور جیٹھ  
سرخیل تیغ آزمایاں وہ تھا  
نہ موڑی عثمان اوسے شہدین کی  
لکڑہ گئے ساتھ ترستھ جوان  
قصا لکھ گریبان میں ماتہ تھا  
ہٹا لکھے تلوار و تلوار  
کہ تلوار سے ہو گئی تو بے  
سراپا میں ہر ایک کو دو کس  
مگر آپ تر ہو گئے رنگ میں  
ہر آگے سے پیچھے نہ کس قدم  
ہوئے قتل و سو کو وہ مار کے

رستہ رعب رستہ ران فرماک  
 گئے خطرات ناگہان تیر سے  
 بہت پند یونکو زبونی ہوئی  
 جنہیں تھے شجاعت کے جو ترقی خرو  
 بہادر بڑا احمد لست تھا  
 جو تھا خوف ہو گیا وہ تباہ  
 پے سرکشان گوشمالی ہوئی  
 ہوئے جسم پر سرکشوں کو وبال  
 سرا سپہ بھگت سپہ بھگت ی  
 انگلیں بہت اور بھگت بہت  
 سلا حون سے تالاب بھر بھر گئے  
 لڑا جو فرنگی سے شعل ہو گیا  
 غرض ہو گیا جب عمل جا بجا  
 کہ اب کبھی کا عمل برطرف  
 گورنر کو یہ حکم معلوم ہو  
 لیا فوج ہندی نے گواخرف  
 نہ دینا اسیر و نکلاب چاں  
 مراتب سے انعام پاسے سپاہ  
 کسی پر غم ہے سبب دار دیگر  
 گورنر کو یہ حکم جب آگیا  
 رہا ہو گئے پاسے بند قفس  
 پناہ دامن لوگ پانے لگے  
 کمر کھر کو بھانگے جو دن فر کسی

جو طرخ کیا ہو گئی فتح خفا  
 ہوئے زیر سب زور شمشیر  
 جو آباد بستی تھی سو فی ہوئی  
 وہ ہو ہو گئے جا کے حلقہ بگوش  
 دغا سے سرا و سکا ہی کا گیا  
 جو حاضر ہوا اونٹنے پائی پناہ  
 گڑھی کہہ گئی وہ جو خالی ہوئی  
 تپتے چہرے تیغ بندوق دال  
 تپتے اوہر تیغ اوہر بھگت ی  
 کھڑے و نمین بھی مہیار ڈال بہت  
 تہ خاک بھی دغنی کچھ کر گئے  
 لب لگا گھر اٹک عمل ہو گیا  
 ہوا حکم صادر شہنشاہ کا  
 ہماری عدالت رہے ہر طرف  
 کہ ایذا ہنوز مردم سہد کو  
 مگر مٹنے سبکی خطا کی معاف  
 مخالفت بھی مانگیں تو دینا امان  
 پے خیر اندیش ہو غزو جاہ  
 رعایا کی ہے پرورش ناگزیر  
 ہر اک صاحب حکم تھرا گیا  
 نہ بھونچی گھون تھک کنڈھنا  
 مخالفت بھی سن سن کر آؤ لگے  
 جو بستی تھی ویران وہ بھر بسی

مثنوی  
 سہروردی

جلیل القدر  
 شاعر  
 سہروردی

دیباچہ

سلاخون کی سیرکار میں تھی طلب  
کئی لاکھ ہتھیار داخل ہوئے

کہ داخل کرین سچ و سچ و سب  
جو انہر دگھو گھنٹ کر قابل ہوئے

داستان جنگ بونڈی و رفتن ملکہ اودہ بالا کوہ بشول متعلقہ نہیں

کہان ہے تو ایسا ہے سنگدل  
مٹی سر پینڈنی پلا اس قدر  
زمین پر اوٹھائے ہیں مینو مال  
وہاں بھی دم سر و بھر نہ ہو  
نہیں بشل فرماؤ تسکین چھے  
لب گھا گھرا فوج خوشتر تھی  
تنگے محلات سے دریا کے پار  
کہ بونڈی میں قلعہ میں شہزادہ تھا  
ذرا فوج سے وہ جو منہ موڑنا  
دم جنگ کرنا تو بیٹور تھا  
وے ساتھ تھے چند مرز و دلیر  
جہاں وہ لڑے نام آور رہے  
ریاست سے ہر ایک نے دعو کرنا  
عرض ابن سلطان عالم نیاہ  
لڑائی بہت گھا گھرا پر ہوئی  
ہو اتناک شہزادہ خوش سیر  
کہا ماما کار دنگو نا میر لکھو  
کہ ہے رسم دنیا یہی آج تک  
فرنگی سے در پیش ہی ہو چکا  
ابھی تک تو جیتے کیا سامنا

کہ پہونچا ہو نہیں کوہ کے متصل  
کہ لیجائے لٹے چھے کوہ پر  
رہو نگا بہار و پیر اب چند سال  
بروئی زمین پر اوترنا ہو  
بس اب تلخ ہے جان شیریں ہو  
خبر ہر طرف وحشت انگیز تھی  
نگہاں تھے ہر سو یاد سے سوار  
بے جنگ ناچار آئادہ تھا  
تو کوئی نہ زندہ او سے چھوڑا  
مگر فوج خود سر سے مجبور تھا  
وہ نامی ہے جراتین مافذ شیر  
شب و روز ہمراہ لڑ رہے  
ویا ہر جگہ شہزادہ کا ساتھ  
رہا خاص بونڈی میں تابشت  
سر میت تلنگون کو اکثر ہوئی  
تلنگون کی کم جراتی و یکسر  
سپہدار کو مبار نیال کو  
سلاطین کی کرتے میں حاکم ملک  
مگر عہدہ زندگانی سے تنگ  
لڑائی بگڑتی گئی کیا سب



پریشان ہوا لشکر خود سران  
گر زین بھاگے بحال زیون

تلقب میں تھی فوج و لشکران  
تن کشید سے بہ گئی جوی نہون

رفتن ملکر ادھ از بوند سی لیبکی کوہ

محب حال امراد مرزا ہوا  
بہر نیش تھی انگریزی سپاہ  
اس آفت میں ہر چند جھپٹا ہر  
لب آبجو کات کر زیر ب  
گلے تک ہر اسوار تر ہو گ  
موت گھوڑے پر اس کے وہ سوار  
سنی شاہزادے نے جب خبر  
اوسے وقت رہا پر وہ چڑھا  
کیا ناں پازمین جا کر قیام  
و د چہ پیش جو تھا خدائش خان  
پریشان تھی بیگم کی ساری پیام  
نہ سو یا کوئی رات کو ایک آن  
نگہبان رہے سب پیادے سوار  
ہو اجب مفید آسمان کہن  
بہت تھا جو سب آتش و نگوہ اس  
کہا سور چون رہے ہم مگر  
ہاتے نہ ہم مور چون سے قدم  
وہ بھوکے کسب اپنا اوتھا نہ ضر  
ملکر ادھ تھا اہل لشکر سے تمک  
شجاعان لہز ن بڑھے ناگہان

کہ حایل اوسے ایک دریا ہوا  
مگر سوچ وریا تھی پیش نگاہ  
چنور می عنان سمند جو اس  
سواروں نے دریا میں ڈال دیا  
وہ دریا مگر تا کمر ہو گ  
ہوئے غلزم زلب سے بہنا  
کہ فوج فرنگی ہے نزدیک تر  
مع فوج بوند سی سے آگے بڑھا  
نگہبان رہے اہل لشکر تمام  
حفاظت میں تھا صورت پاسبان  
کہ تھی متصل انگریزی سپاہ  
نہ توڑا ہوا گل نہ اوتری کہاں  
کہ تھا خواب آرام میں تا جدا  
تہا یان ہوئی صبح بکلی کرن  
گئے شفق اہلکاروں کے پاس  
کینے نہ لی کچھ ہمار سی خبر  
نیا فی غدا تو چلے آئے ہم  
مگر خسم شیر کھانے نہ تھے  
کہ تھے سب وہ نامرور و باہنگ  
گر زان ہوا لشکر سفیدان

بہت تھے بزرگان ہالیوٹار  
 ملکر اسے سرفی بھی اوتھانی  
 غرض نامہ پارس پہ تھا شور سی دو  
 اوسنی گاؤنیں جب ہوا دن کام  
 ہزاروں دکا نذر ہراہ تھے  
 بیابانی ہراک جابنگین کی پال  
 دکانین تہین ہر قسم کی صف نصف  
 میسر ہوا نصف شب کو طعام  
 نگہبان لشکر رہے ہوشیار  
 ہوئی چشم مہتاب جب ستار  
 ہر دن چڑھے شایر اویلی مان  
 کھلے پردہ ہاسے در باز گاہ  
 سلام اہل دربار کا جب لیا  
 محمد حسن خان بھادر نے آج  
 یہ لکھتا ہے وہ ناظم ہوشمند  
 سواران لشکر بھی ہمراہ میں  
 مقابل ہن وانثران فرنگ  
 یہاں رونق افزا اگر ہوں بھلا  
 یہ مضمون عرض نہا جب تمام  
 اسی وقت سرکار اگر ہوں سوار  
 رہا اور کھلے رات بھر تو قیام  
 گئے شام تک تھکی چڑھ کے فریب  
 سواروں کے گھوڑے بند ہو جا بجا

وہ لاکھ آدمی تھے پیادے سوار  
 مگر تھا خبر سپہ میں نہان  
 سو تھکی پڑ گاتوں جنگجو ان پور  
 بیا ہو گئے شعل گردون خیاں  
 بہت گنج بازار عسیراہ تھے  
 کوئی بال او جلی تھی کوئی تھی لال  
 کٹورے کھینکتے تھے چارو نہ صرف  
 غذا کھانے سو سورسے خاص عام  
 پکھرے روند واسے پیادے سوار  
 کھلا صبح دم دیں آفتاب  
 ہوئی مسند آرا البدر و نشان  
 طلب ہو گئی سب سران سپاہ  
 یہ ارشاد اوس حاکم نے کیا  
 کیا سے طلب درد جان کا علاج  
 کہ میں تھکی پڑ کی گڑھی میں ہوں  
 مگر اس بے دانہ دکاہ میں  
 اب آیا سے نزدیک تر و جنت  
 تو ہوشیاری سے قطع میں نور  
 کہا سب نے ہم آپکے میں غلام  
 سوار سی سے پہلے جلیں جان نثار  
 ہوا صبح کو کوچ لا دے خیاں  
 ہراک سمت اوتھے تلکے کجب  
 وہ چلے بیا ہو گئے جب بجا



دہان سے کئی گوسٹہ و جھنڈا  
 غرض رات گزری ہوئی جب سحر  
 یلکاپک گئے مخبر نیک خواہ  
 شہنشاہ بہر مجرا وہ آقا پرست  
 کیا آ رہا آؤ تر کر قیام  
 سنی انسروں نے جو یہ داستان  
 کہ اب گام فرسا ہو لشکر تمام  
 کتب راہی سورجے باندھ کر  
 یہ سنکر جلی شاہزادہ کی مان  
 غرض دوسرے روز منگام شام  
 ہوا سو صد زندگی سب کو نیک  
 گھر یا سے تھا متصل ایک مقام  
 دہان تھے کئی ذی شرف و ذوق  
 فرنگی نے گھیرا او نہیں ناگہان  
 گہنا کی طرح فوج چاہی رہی  
 غرض لڑتے لڑتے ہوا دن تمام  
 گزری سے نکل آئے نامز جو ب  
 گئے اونگہ بھئی جو اہل فرنگ  
 ہٹے بزدلان ملکر ادھ سب  
 کیا جلوہ بیگم نے سکھ پال میں  
 رئیس و فقیر و امیر و سپاہ  
 زبان حد کو ہوئے شہزادہ  
 کسب راہی بانسے پہونچ ختام

لشکر کو لشکر رہا ہوشیار  
 ہوا حکم پھر سب نے باندھی کمر  
 سرا سید سوئے دربار کا  
 کہانیہ کہ ناظم نے کہا فی شکست  
 علیٰ من ہے نیپال کے وہ مقام  
 کیا شاہزادہ کی مان سہریان  
 گھر یا میں جا کر نہو شب کو مقام  
 لڑنے فرنگی سے ہم بخاطر  
 بدادہ ہد سے سب وہ بیرون  
 گھر یا میں بیگم کے پہونچ ختام  
 دہان بھی گئے گستاہ اہل فرنگ  
 سہا تا نہیں بھر میں جہا نام  
 کیا تھا بہت کوٹ کو استوار  
 پٹی توپ پیہم ہلا آسمان  
 بیرون جڑ سے ہک لڑائی رہی  
 سر شام خالی ہوا وہ مقام  
 گئے شاہزادہ کی خدمت میں  
 دہان بھی ہوئی قیسر و روزگار  
 ہوئے بچا ک جانی کو آمادہ سب  
 گئی جلد تر ملک نیپال میں  
 گریز ان ہوئے سب بحال آباد  
 مگر کس سے رک سکتی تھی وہ سپاہ  
 نہ کوہ او تر وہ لشکر تمام



پڑا شاہزادے نے خط کو لکھ کر  
 مگر حرم راز کچھ رہ گئے  
 غرض ہو گیا تھلیہ جیب دہان  
 کہ تشریف لائے یہاں جو حضور  
 قدم رنجہ فرماتے تاسکان  
 ملا دین جو منظور یہ بات ہو  
 دنا پر تصور نہ فرماتے  
 غرض شاہزادے نے خطاب پڑا  
 روانہ ہوا سیلک کو سدا پاء  
 صوبت اٹھاتا گیا جا بجا  
 چھتے دن ہوا دوسرا کوہ ڈر  
 غرض تیس دن تک سحرگاہ و شام  
 ہوا اس طرح جب مہینا تمام  
 رہا ایک دو دان و بان ابن شاہ  
 وہاں کے جو راجہ کا دیوان تھا  
 وہ تھا ہوا بادشاہ پر سوار  
 سپاہ ملکر اوہ کو دیسکر  
 وہاں سے ملکر اوہ کو یہ لکھا  
 یہاں سے فوج پھر جائی  
 پڑا شاہزادے نے ناخواب  
 ہوا جب وہ مضمون خط کا عیاں  
 کہا ابن شاہ خوش آقبال کر  
 نہ بادہ سے حد سے جاری سپاہ

یہی جنگ ہو کر ہے  
 سو دین کی ایک لفظ  
 ۱۱

ہوا تھلیہ نہٹ گئے سب بشہ  
 دغا دار و دساز کچھ رہ گئے  
 میان یہ ہوا خط سے راز نہاں  
 شرف میں ہوا کوہ یہ کوہ طور  
 کہ ہو سر زمین مکان آسمان  
 نہ ہو جنگ ہو تو مدار است ہو  
 جاری ضمانت سے ملجائے  
 ارادہ کیا خاص خیال کا  
 فنی تھی سر شام ہر غمہ گاہ  
 نہ تھی سختی راز کی انتہا  
 نظر آئی نادیدہ ہر ایک سے  
 کیا کوچ دیکھو نوش کو مقام  
 لب پہنچیں آتے پہنچے غلام  
 اوترنے لگی تیسری دن سپاہ  
 اوسیکا سر کوہ فرمان تھا  
 کیا جانب لشکر تہمتا  
 تھیر میں وہ پہر گیا ہنر گھ  
 کہ آنا سب نہیں آدیک  
 قیام آپ قبول میں فرماتے  
 نظر آئے سامان رنج و تعب  
 بزرگان لشکر ہوئے بدگمان  
 میگا ونگے حاکم کو خیال سے  
 او نہیں رزد دالین لکھ گیا

وزیر ملکہ زادہ نے یہ کہہ  
 مناسب نہیں یہ ارادہ تھیں  
 مناسب نہیں کو بیون سے بگاڑ  
 پس پشت آتی ہے فرج فرنگ  
 وزیر سبین کی دوست سے گولیان  
 مناسب سے بٹول کو اب پھر جلو  
 کیا کوچ یہ لکھے دستور نے  
 وہ پھر نایاقت سے کچھ کہ نہ تھا  
 صوبت پہاڑوں میں تھی اس قدر  
 غرض بعد بکاہ پہونچے وہاں  
 قصارایہ دی مخبروں نے خبر  
 فرنگی سے اوستے بھی کھائی شکست  
 بظاہر تو ہے خاطر ابن شاہ  
 ہوایہ خبر سب کو ملال  
 کہ تھے دغا کی یہ بے اشتباہ  
 کہ کس کے لئے تھے اسرار تباہ  
 قریب آگئی انگریزی سپاہ  
 غرض اوستے خط کا لکھا یہ جواب  
 اگر حکم دیو ان کا آئے گا  
 ہوا شاہ زادے کو کچھ آسرا  
 قصار فرنگی برے بیکے فرج  
 نگہبان جو تھے اہل خیل چشم  
 کہا شاہ زادے سے یہ بھر کے آہ

فرج فرنگی

فرج فرنگی

کہ ہو گا بد انجام اس بات کا  
 یہ کہتا ہے اب شاہ زادہ تھیں  
 لڑائی دو جانب کی ہو گی پہاڑ  
 اگر ہو گی نیپالیوں سے بھی جنگ  
 کہیں تم نہ پاؤ گے جاسے امان  
 بہان جنگ کا نام ہرگز نہ لو  
 بجایا لگے نالہ صورتوں نے  
 بشر کیا کہ تیغوں میں بھی دم نہ تھا  
 کہ مر گئے باد پاؤ بشر  
 کہ تھا خیمہ بٹول میں پہلے جہان  
 کہ جو تھی سپہ خد نیپال پر  
 یہ کو ہی بھی سب میں فرنگی پرست  
 تنہائی فرنگی سے ہے رسم و راہ  
 لکھا سیر لشکر کو بیکم نے حال  
 شریک عدو سے تمہاری سپاہ  
 یہ کیا تھی خبر تم کرو گے دغا  
 اعانت کو تھیں نہ بھی سپاہ  
 کہ لکھا ہوں دیوان کو میں شباب  
 تو قدوی لکھا جلد پہونچا لگا  
 ہر اک شخص دیکھا کیا راستا  
 وہ تھی فوج کثرت سے دریائے گج  
 گئے پاس شاہ زادے کے پرالم  
 کہ نزدیک ہے انگریزی سپاہ

جنرل صاحبان کو شاہ  
 فرج فرنگی

بدی زسکیرن سپاہ  
 والی پنڈال

ہندوگی اگر اسکی تدبیر اپ  
 ملکہ اوس نے جب سنی یہ خبر  
 لکھا میرے شکر کو خط دوسرا  
 دیا جا کے خط مرو شہار نے  
 یہ مقبول خط تھا تہیں ادنیٰ  
 تمہارے بھی گہر میں نیانی امان  
 جواب اوسنے خط کا لکھا اس طرح  
 ہمیں اس قدر زور باز و نہیں  
 ہمارا نہیں اس میں کچھ اختیار  
 فقط آکھو ہو جو درکار امان  
 اتالیق و طفل وزن و ہنشن  
 مگر جب کرے قصدا دہر ابن شاد  
 مع فوج اگر آئیگا یہاں  
 غرض ہو چکی جب کتابت تمام  
 وہ نامہ جب اوس نامہ بر کو دیا  
 کہ یکم جو آئیں تو لانا یہاں  
 سو ستائزادہ بچہر انامہ بر  
 وہ خط بڑھ کے سب کو بواجر  
 ہوئی جمع خرد و کلان یکدگر  
 زنون کو روانہ کیا سوی کوہ  
 حیدر ہو گئے جو کہ تھے ہوشمند  
 مگر ذیشرف سادہ تھے بائج جا

یہی خط لکھا گیا

تو غفلت میں ہو جائیگا قتل سب  
 امیرون کی مصلحت یکدگر  
 کوئی ذیشرف نامہ لیکر گیا  
 سنا نامہ غشی سے سالار نے  
 کہ آسے میں نزدیک اہل فوج  
 امان بھی تباہی لگا تو کہاں  
 کہ روکین فرنگی کو ہم کس طرح  
 وہ میں جنگجو ہم جہاں جو نہیں  
 فرنگی میں شاہد شاہ و تاجدار  
 مع چند کس آپ امین یہاں  
 انہیں لایے کچھ قیامت نہیں  
 یہ ہو حکم اوترا جائے بنو سیاہ  
 تو ہو گی کس کوہ جنگ گران  
 نفاق کب لکھ کے کاتب تمام  
 اک اپنا بھی افسر روانہ کیا  
 خبر کو مگر پہلے آنا یہاں  
 دیا خط زبانی سنانی خبر  
 کہ مقبول اقرار سے تھا خلاف  
 پس مشورہ سب نے باندھی کمر  
 مع ائم شخصہ و ذی شکوہ  
 اتالیق و استاد و اجاب چن  
 کئی میرے شکر کئی املاکار

حال جنگ امروہ بنول

نہ تھوہ رہا ہے  
 فتنہ آرا ہو جسے سب جو پہنچا ہے  
 کہ سبزل سے پہنچا آواہل فرماں  
 وزیر بیکزادہ پیراہن  
 چپ و راست کے غول کا گیارہ  
 جو از ان قلب دیار وین  
 بزرگان لشکر بھی تھے ہوشیار  
 میان جماعت جو سالار تھے  
 سمند دن کو چپ روکتے تھے سوار  
 وہ گنہگار سے سب آواہ جنگ  
 دلیرانہ آگے بڑھی کچھ سیاہ  
 نظر آئے ناگاہ اہل فرماں  
 چلی تو پیمہ دم کا ہزار  
 دھوان توپ کا چہا گیا اس قدر  
 غرض توپ پیمہ چلی دیر تک  
 سواران شہزادہ نامدار  
 غمان گرم کر کے پہنچے وہاں  
 جلی اوس جہاں اس قدر تیغ تیز  
 مگر تھے شجاعان لندن دلیر  
 کیا کام سنگین نے تیغ کا  
 ہوئی اونہیں زخمی جو سنگین سے  
 سواروں کے گویا تھے مین تھی جام  
 قدم سے سواروں کو چھوٹی رکاب

خبر دی یہ خبر نے ایک آن بین  
 کرو تیلہ تدبیر و سامان جنگ  
 چپ و راست اون سے جا با پیرا  
 کہ تھی قلب مین فوج بار بار تیار  
 تھے آمادہ بہر دم دالین  
 کہ سب سے تھے پے کا زار  
 سرنگون سمند دن پر اسوار تھے  
 بگڑتے تھے اسوڑ سے راہوار  
 سواران نامرد سے ٹک تھے  
 کہ فوج و جنگی سے ہو کینہ خواہ  
 چکے لگی رہیں شمشیر جنگ  
 صد اسے لرزے لگے کو ہزار  
 کہ بہان ہوئے سب کو ہی شجر  
 بندھی تھی فلک دھوئیں کی سر  
 گر جتے تھے مثل ابر بہار  
 صف آرا تھے مردان لندن جہاں  
 کہ برہم ہوا لشکر انگریز  
 کیا حملہ بکبار مانند شمشیر  
 بہر ابارش خون نے دم سینگ کا  
 اولٹ کر گرے خاک پر زمین کی  
 سماتے تو چیتے بیان نیام  
 ہوئی اونکو سنگین سنج کباب

نور خان نامرد

گرے کھا کے سنگین وہ منہ کو ابل  
 نہ تھے استخوان ہاے پرو جان  
 بدن چھد گئے چھد گئے پرستے  
 نہ آئی او نہیں تاب جنگ گرا  
 سو کوہ گہیرا کے بچا گئے سوار  
 جہان کوہ پر جسے پائی امان  
 جہان پہلے شہزاد لکا خیمہ تھا  
 کئی پاس شہزادے کے سب سپاہ  
 ہوا قہقہو مہر کا جب ظہور  
 وہاں تین دن تک پناہی رسد  
 سپہ حاکم کوہ کی صفت بہ صفت  
 لکین تھیں جو نوین بہت جا بجا  
 امیر و ملک و مکن سوئی کچھ غذا  
 ہوتے تھے سب ہو گئے تو باندھی کم  
 سر کوہ حاکم کی تھی جو سپاہ  
 وہ سب ناقہ کش زندگی سو تھی جنگ  
 سر کوہ سالار لشکر جو تھا  
 کہ ہے عازم جنگ بہو کبی سپاہ  
 اسی وقت اوسنے رسد بھیج دی  
 بچہ راہ سننے یہ بیگم کو بھیج دیا  
 نے کو شامین آپ لشکر لایا  
 زیادہ نہ ہو ٹوٹ میں از دحام

پڑی تری انگشت دست اجل  
 بدغین وہ سنگین تھی استخوان  
 گرے سب وہ اسوار او پرستے  
 سواروں نے میدان سے بھی ہری عیان  
 پیادے تو مجھے تھے آگے سوار  
 سمٹ کر گرا مثل برگ خزان  
 وہاں انگریزوں نے خیمہ کیا  
 پریشان و گریبان بجالا ہوا  
 وہاں سے گئے سب سو ماہ پور  
 سیاہی میں تھا مثل شب روزید  
 کہری تھی ہر اک کوہ پر ہر طرف  
 سر کوہ کا راستہ بند تھا  
 سپہ نے کئی روز فاقہ کیا  
 کسی راہ سے وہ نہ گئے کوہ پر  
 لیا اوسکو ہاسٹین ماٹھ ماٹھ  
 کیا مردم کوہ سے قصد جنگ  
 شا جگہر می اوسنے یہ ماجرا  
 روائی بہت ہو گی بے اشتباہ  
 لاسیو کھانا لائی تھی  
 کہ تکلیف ہو گی دیات لاکھ  
 مگر پانچ سو آدمی ساتھ آئیں  
 رہے دیو گرھ میں عسا کہ تمام

یہ سکر ہوا شاہزادہ سوار  
 اوسی رات کو مجھ ہوا ماجرا  
 کہا ہے نصاری سے نامہ پیام  
 مناسبت ہے قتل او سکو کرو  
 جب امر او مرزا کو پہونچی خبر  
 تے کوٹ میں سب سو پیلے گیا  
 شباشب وہاں بھی گئے بازگاہ  
 غرض وہ گرفتار اندوہ و یاس  
 کہا در پئے قتل ہے یہ سپاہ  
 بہت پہلے بائین رہیں دریاں  
 تے کوٹ کو او سنے پہری لگا

نہیں مرزا خان جان باری ۱۱

مع طفل و لہوان و خد متلزم  
 بزرگان لشکر ہوئے ایک جا  
 کہ امر او مرزا کو ہے التیام  
 کہ آگے گسکیو یہ جرات منو  
 بے حفظ جان او سنے باندھی حجر  
 ملکزادہ بعد او سکے داخل ہوا  
 کہ تھی اونکو او س بگینے کی تلاش  
 گیا چھپ کے دیوان خاکم کی رہا  
 مگر عین فرنگی کا ہون خیر خواہ  
 سند کہ دکھائی تو پائی امان  
 رہا دس حسنے تک او س میں قیام

حال اسیری قمو خان و غیرہ

جہانگیرہ دیوان نے بیشتر  
 پس بیہمانی ملکزادہ نے  
 پس خلعت ایک او سکو گھوڑا  
 سوا او سکے افسر جو تھے فوج میں  
 بہت تھی وہاں ناموافق ہوا  
 گئے لوگ ملک بقا کی طرف  
 نہ تھا کام بندوق تنوار کا  
 ہوا خاتمہ فوج بیمار کا  
 جنہیں راڈ کہتے تھے لوگ او خان  
 رہے زندہ جو صاحب احترام  
 علی حسب خواہش ان کی جان

بہت تھی وہاں ناموافق ہوا

جنہیں راڈ کہتے تھے لوگ او خان

دیاستانہر و یکو دعوت میں زر  
 بہنایا جو امر کا خلعت او سے  
 جو امر کا گویا نگینا و یا  
 دسے خلعت پر جو اہر او نہیں  
 پیا حسنے پانی وہ ٹنڈا ہوا  
 بچھی فوج میں روزنامہ کی صورت  
 چلی تھی ہوا شے تیغ قصف  
 کیا کام پانی نے تنوار کا  
 گئے وہ بھی سوئی عدم معنا  
 اونہوں نے فرنگی کو بھی پیام  
 گئے وہ شہنشاہ کی فوج میں



ملکنزادہ تختا در میان حصا  
 یہ دیر ابا حاکم نے پہنچا پیام  
 کہ فردی کو توجہ بخش کرنا  
 یہ سنکر ہوا شاہزادہ سوار  
 وہ دیوان ملک بھی ملکر خبر  
 زمین بوس ہو کر لٹا کر گھر  
 اوتارا مکان میں بغزو و قار  
 کیا شاہزادے نے اس خط  
 پہرا ایک سلطان سے خب فلک  
 ہمارے نیا گان سے آگاہ ہو  
 سر کوہ جو واسے ملک تھا  
 دیا ملک او سننے پہ صید گاہ  
 مختار سے بے فخر کا ہے مقام  
 کنارہ کرو یا کرو تم مدد  
 ملکنزادہ یہ کہے رخصت ہوا  
 کہا اوس سے دیوان حاکم فرحال  
 فرنگی کی ہم کر چکے ہیں ملک  
 او بخون نے دیا ہلو گنج گران  
 بس اب ایک پروانہ مہر ہی لکھو  
 کہ وہ پردہ کے نامے کو آئی بیان  
 رفیق ملکنزادہ سنکر یہ حال  
 سنا تھا جو کچھ سب کیا وہ بیان  
 پس شورہ جبر دل پر کب

بہت دور تھیں سب پیاد و سوار  
 حضور ملکنزادہ نشستنا م  
 یہاں تک کہ کوئی آئے دیر سال  
 چلے سامنے جو تھے پیاد و سوار  
 گیا لینے شہزادہ کو کوئس بھر  
 ملکنزادہ بکولے گیا اپنے گھر  
 بٹھا پاسہ کر سنی زر نگار  
 کہ آگے بھی اکثر ہوئے انقلاب  
 تو کی دوسرے تاجور نے ملک  
 جب آئے اوہ وہ کہی سیر کو  
 بے ندرتے عذر حاضر ہوا  
 ملا او سکو خلعت مع غزو جاہ  
 کہ ہم ہیں اوسی نسل میں لاکھام  
 کرو نام یا نیک یا نام بد  
 مگر مرد وانا کوئی رہ گیا  
 کہ ہمے مدد کا ہے ملنا محال  
 او نہیں کی رفاقت میں میں جیتا  
 ملک آپ کی ہمے ہو گی کہاں  
 اسی دم وزیر ملک زادہ کو  
 سپہ کو وہیں چھوڑ دے یہاں  
 گیا پاس شہزادہ کے پر ملائی  
 غم آگین ہوئی شاہزادی کی ماں  
 مع مہر بد واند لکھو ادا

لکھا اور دستور کو خط چھان  
 کیا تھا جو نامہ او سے پیشتر  
 مگر خط حقیقی نہ پہونچا او سے  
 کہ بٹول سے جب وہ روانہ ہوا  
 نہ بھی او کے ہمراہ قوج کثیر  
 قصدا رکین گاہ عین قرب راہ  
 گیا ناگہان جب وہاں تک وزیر  
 یہ دیوان حاکم کو پہونچی خبر  
 سپہ ساتھ لیکر ہوا وہ سوار  
 سپاہ مخافت سے جا کر کہا  
 اگر دعوہ شمشیر و تیر و کمان  
 نہیں تو اب اور آگے بچھاؤ گے  
 دیا قوج کے افسردہ نے جواب  
 نہیں اعتبار آجکی بات کا  
 امان انگریزوں سے کیا پائینگے  
 یہ کہہ کر چلے وہ پیادے سوار  
 لیار استہ سب نے کشمیر کا  
 پہنسی جب بلا میں زن نامہارا کو

کہ ہرگز  
 وہ خط چڑھ راو سے کیا خاصہ  
 قضا نے بلا میں بندایا او سے  
 کیا قصداو سے لئے کوٹ کا  
 مگر ساتھ ساتھ چند برناد پیر  
 نہان حاکم کوہ کی تھی سپاہ  
 مع چند کس ہو گیا وہ اسیر  
 کہ دستور سے لے لی تیغ و سپر  
 مع انگریز ان صاحب وقار  
 کہ اب زور کا خاتمہ ہو گیا  
 ولادین فرنگی سے تلو امان  
 جہنم کو سید ہے چلے جاؤ گے  
 کہ وعدے سننے آپ کے بھیا  
 کہ بائی ہے سننے دعا پر فرغا  
 یہاں سے کہیں ہم چلے جائیں گے  
 کم و بیش تھے آدمی نئی ہزار  
 کہا ایک سے خانہ زنجیر کا  
 ہوا حکم بیکم کی خدمتیں جاؤ

حال کشتہ شدن رانا بینی مادہ ہونگہ تیر لوری

وہ دیوان حاکم وہاں سے پہرا  
 جہان بینی مادہ ہو کی مٹی خیرہ گاہ  
 تو او سے یہ رانا کو بھیجا پیام  
 تم اب اپنے گھر جا کے آباد ہو

لیا دیو گدہ کس طرف راستا  
 گئے جب وہاں کو ہی کینہ خواہ  
 کہ لازم سے تلو ہی اب التیام  
 غم و رنج و آفت سے آزاد ہو

زن نامہارا و قضا  
 قضا کشتہ شدن  
 سپہ صاحب اور قضا

کہا جس کے زمانے اب گہر کہاں  
 علیٰ حب درخواست منبت اوسے  
 دروسیم اوسے بھی کہا  
 بٹھا کر او نہیں دامن کوہین  
 نصین بھی ہے لازم زناقت کا  
 عرض عہد قون سے وہ نصبت ہو  
 جوانوں کو اپنے صفت اکر کیا  
 کہ جبکو دروسیم درکار ہے  
 نہوسیم وزر جھکے دل کو قبول  
 سناں رفیقون نے جب یہ کلام  
 مگر او نہیں دوستہ طلبکار زر  
 رہے ساتھ دو سو پہل اور عشت  
 عرض مرنے والوں کو باندھی کر  
 سپاہی تھے دیوان کے دو ہزار  
 مقابل ہوئی دو طرف سے سپاہ  
 زیادہ تھی کوہی وہ ہندی ہو کر  
 وہ تو پون سے گواور گویا بیشتر  
 لگی توپ جتنے سر کو ہمار  
 ہوا تھا جو ابراہل خون نشان  
 کٹین زمین اکثر گرے بیشتر  
 اجل کو تھا کر بہت شل کیا  
 عرض یون لڑی پڑی کی چڑھی  
 گئے دور تک ہندی ان دلیر

زمانہ حیدر آباد

فقط چاہیے دو گھڑی کی ابلی  
 غنیت ہوئی اور غنی فرصت اوسے  
 خواتین سے زیور اور زوالیا  
 کہا اب کرو مہر ہم سب میں  
 جو فرما بھی تو بھاکے بیگم کے پاس  
 سوار سبند بجا عشت ہو  
 سو گوہر و زراشت ارا کیا  
 وہ لہجے حاضر یہ انداز ہے  
 کرے گنج نام آوری وہ حصول  
 کہا مال و زر سے نہیں ہو کام  
 لیا گنج زر وہ گئے اپنے گھر  
 رو جائد ہی سے نہ کی باز گشت  
 اوٹھائی سر دوش تیغ و سپر  
 فرنگی کے بھی تھے پادے سوار  
 چلی توپ پہلے سر زر سگاہ  
 مگر اس کمی پر کیا یہ ستم  
 وہ باقی مگر جا پرے توپ پر  
 گرے کچھ پادے گر کر کھ سوار  
 وہ یقین نہ نہیں بلکہ تین بھیان  
 سواروں کی راہیں پادوں کو سر  
 شفق کی طرح راکٹا مثل کیا  
 کہ دیوان حاکم کی بہاگی سپاہ  
 قلعہ قنب میں بہاگوں کی مانند بیشتر

ایک اختر نے چپ کر کسی باغ میں  
 ہوا رانا صاحب کا مستقل وہ باغ  
 گر عریض خاک پر رانا صاحب جہان  
 بہت رانا صاحب کی تحسین کی  
 کیا بر طرف او سکو اس جرم پر  
 رہا شب کو دیوان حاکم دیوان  
 روانہ وہ منزل منزل ہوا  
 وزیر ملک زادہ مجوس تھا  
 وہ دیوان سے عذر کرتا رہا  
 نہ کی دوستی کار دشمن کیا  
 اسیر نصاریٰ ہوئے بیگان  
 غرض یہ بکھیرا جو بے ہو گیا  
 کہ ثابت نہیں کچھ خطا آپ کی  
 نہیں سکو اس جرم کا کچھ خیال  
 ملکہ ادا لیے ہم نہیں کہتے خواہ  
 جو بد خواہ و بد کار تھے بد شرت  
 مگر اب قسم کہا کے لگتے ہیں ہم  
 پس و پیش دلیمن نہ فرما سے  
 وطن میں ہو منظور رہنا اگر  
 اگر قصد ہو جانب بادشاہ  
 دے جائیگے گانوان ہی باغ  
 تہو گا کبھی بخشہ شہزادہ کرم  
 بگر شاہزادہ رہیگا جہان

و قریب خان بہادر خان ملک علی

تفنگوں سے توپوں سے مارا نہیں  
 دین زندگی کا ہوا گل چراغ  
 پہر آیا وہ دیوان حاکم دیوان  
 دغا پیشہ کو سخت نصرت کی  
 پس قید او سکا کیا ضبط گھر  
 سرگاہ بیٹوں کو بہر می غنائ  
 غرض چا کے بیٹوں میں داخل ہوا  
 رہائی سے بچارہ مایوس تھا  
 مگر اوستے او سکا نما ناکہا  
 سپر دشجا خان لندن کب  
 وزیر ماست زادہ اور ایک خان  
 فرنگی کو بے گناہ نامہ لکھا  
 سپر بد تھی تفصیر کیا آپ کی  
 کہ فرد و نکو کیا عورتوں کو سماں  
 کہ وہ خرد سالی سے ہے بیگناہ  
 ہوئی اونکو تغیر اعمال و شیت  
 کہ تھے نہ پہنچن گے رنج و الم  
 مع شاہزادہ جلی آئے  
 تو رشتے وین نفوق سو خطر  
 تو گلگتے کی لکھے آپ راہ  
 روئے ہر جینے میں تیرا ہزار  
 شمال شہان دینے تعلیم ہم  
 ببارا ہی پہر از مینگا دیوان

جو ہو گا کہی شائزادہ سوار  
 ہماری طرف سے ہوں تو کرام  
 یہ باتیں ہوں منظور اگر آپ کو  
 جو منظور خاطر ہو یہ پیام  
 نوشتہ گیا جب حضور جنات  
 کہ منظور متخواہ ہو نہیں  
 خدا سے مددگار ہر حال میں  
 نہیں ہو ارام شہر و دیار  
 سہ و محرمین روشنی انہیں  
 فرنگی کو جدم یہ ہو سجا جواب  
 کہ یکم کو بھلا کے کہیاں میں  
 نہ تھی اور یکم کی کچھ انتجا  
 دمان کی تباہی جو یکم نے راہ  
 ہوئی تا گھٹان باہک کو سخیل  
 سواری میں ہے چار خواہ سدا  
 کئی تھے خواہ اور خادم کے  
 پرانی نئی عورتیں ہی جو نہیں  
 کئی روز میں طے حاجب سفر  
 سر کوہ جو واسے ملک تھا  
 زیادہ کی تعلیم اوستے ہر آن  
 ضیافت میں بھی پانچ توڑ دے  
 ملکزادے سے ہی بہت کچھ دیا  
 یہ امر اور مزاسے پانچ خیر

چچہ

سجا یگانا کے سے باہر عیار  
 نہ جائے کہیں خط نہ آئے پیام  
 تو منظور می ششدر پر غم ہوا  
 تو ہو کہ نہیں شائزادے کام  
 لکھا اسکے نامے کو اوستے جواب  
 گو ارا سے تازلیت رہا نہیں  
 رہے ہم اب ملک نیال میں  
 نہیں عہد نامے پر اب اعتبار  
 نئے عہد نامے کا کیا ہو یقین  
 کہ ہو دیا حکم اوستے شتاب  
 اسی وقت بجا و نیال میں  
 مگر تھی بہت خواہش کر ملا  
 جلی سوئی نیال بہر سدا  
 طے چاروہ یاد پا بہت میل  
 خداوند عالم کا تھا اسدا  
 عرف ہم سفر ہے ملازم کے  
 رفاقت میں ہمراہ وہ بیگین  
 تو خیمہ ہوا کوہ نیال پر  
 ملکزادے کو آ کے وہ لے گیا  
 دیا شائزادے کو عہد شکن  
 دے میل دو چار گھوڑے  
 گرا تاہا خلعت عنایت کیا  
 اب آگے نہیں کچھ دیا کی خبر

زفات میں جنے بھلے اہل دکان  
 فرنگی کی مرضی نہ تھی ساتھ جائیں  
 غرض کوٹ میں تہا بہت ازو حام  
 فرنگی نے دی یوں تدا بڑا مان  
 وہ حاضر ہو جو چاہتا ہو پناہ  
 یہ سن سکے حاضر ہوئے فردوزن  
 سیاہی کے گہر کا پتا لکھ لیا

او نہیں اوس صبر میں نہ تھا اختیار  
 نئے کوٹ سے لکھنو کو پہر اس میں  
 آتے تھے گلے کوہ سے خاص و عام  
 کہ اب اس ہے بہر واما ندگان  
 سپاہ و رعایا کے بچنے گناہ  
 گئے مثل زن وہ جو تھو تیزن  
 لئے سب سے متیار رخصت کیا

حال آمدن گورنر بہ لکھنو ملازمت جملہ رئیسان و حقیقت سیر و حدیث

غرض ہو گئی جب لڑائی تمام  
 ہوا ہر جگہ اس طرح بدو سبت  
 کھٹا زور دست ستم پیشگان  
 ملی داد یوں اہل اہل سے  
 مسافر کے حافظ ہوئے راہزن  
 یہ ہے عدل کہتے ہیں انصاف  
 مہوس ہے یوں عدلی سہلین  
 رعایا نے آرام پایا بہت  
 ہوئی ملک میں چھاؤنی ہر طرف  
 کسین بستی ان گھر بن چار سو  
 جو مفید تھے مجھوس زندان ہوئے  
 ہوئے صاف دو چار شاہی مکان  
 یہاں تک تھی سزاہ او سکے سیاہ  
 یہ کثرت بھی تھی اوس کا اقلیل  
 یہ تھی کثرت آپ و گاؤ و شتر

کیا انگریزوں نے خوب اتمام  
 کر آئی خم و سیکن پر شکست  
 قوی ہو گئے بازوئے داتا تو ان  
 کہ چیتو تھی بھی دہلی نہیں مل  
 مجاور رہتے تھے جو درو کفن  
 کہ مان ڈرتی ہے گر یہ طفل سے  
 کہ سیلاب کو مار سکتا نہیں  
 نہراون نے انعام پایا بہت  
 شرک کنکڑوں کی بنی ہر طرف  
 پہر آباد کیے کچھ ہو لکھنو  
 جو قاتل تھے گوردن کو بجان ہوئے  
 گورنر بھی داخل ہوا ناگہان  
 کہ ملتی نہ تھی شتر لون تک گیاہ  
 کہ تھو پاچھو یوجہ او بھانگو میل  
 کہ چیتو تھی کو د شوار تھی رملڈر

کیلئے نذرین سرانجام  
 یائین شامان غنایات کی  
 بہت شانہ واد و ملک و دین نعمتیں  
 زر اہل ذیقہ کو اتنا دیا  
 جو را جو غنیمتیں دس میں تیر خواہ  
 کیا شاد جاگیر و انعام سے  
 سپاہی کو رتبہ دیا زردیا  
 ہو امیر و اجد علی سر ملید  
 لقب حاکم بن نے دیا خیر خواہ  
 ملکہ و لیک جب زمانہ ہوا  
 کئے خیر خواہی کے راجہ سے کام  
 مگر جب ملکوں نے پیدا کی  
 ہوا ظلم و بدعت سے او سکولال  
 بظاہر رہا حاضر بارگاہ  
 بہت او سکول انجام کا تھا فیاض  
 خرمند تھا اور تھا ہوشمند  
 نہ تھا اختیار اہل بیداد پر  
 گئے قید ہو کر کچھ اہل ملک  
 لہو کے جو پیاسے تھے بیدادگر  
 ایادہ اوسی دم کیا قتل کا  
 کہ قیدی یہ مجبور و ناجار میں  
 تامل ذرا چاہیے قتل میں  
 کہا شانہ وادی کی مان و حال

قصہ  
 شہزادہ

حضور و ذیر فلک آستان  
 زبان ندیمان سے کج بات کی  
 ہر ایک مذہب جو نہ سنتے حکمت  
 کہ فرد غنایت کو دفتر کیا  
 دئے او کو خلعت مع غور خواہ  
 زیادہ دیا خاص کو عام سے  
 کسید ان ایک ایک کو کر دیا  
 کہ تھا خیر خواہ ہونہیں وہ ہوشمند  
 مگر پہلے تھا وہ نمکوار شاہ  
 سپرد او سکول دیو استخوان ہوا  
 رہا اہل دربار میں ٹیکنا م  
 غریبوں یتیموں نے فریاد کی  
 وہ سمجھا قریبی کو ہو گا زوال  
 نہانی قریبی سے کی رسم و راہ  
 قریبی کو لکھتا رہا روز حال  
 ہوا کار و افشوری دل پسند  
 نہیں تو نہ ہوتا فساد و سقندر  
 حضور ملکہ زادہ ہنگام جنگ  
 ہوئے شاد قیدی او نہیں دیکھ  
 مگر میر و اجد علی نے کس  
 یہ میں بگینہ یا گنہگار میں  
 کہ احوال کچھ بوجہا ہی میں  
 نہیں بڑ سبب خون مردم لال

معزز فرنگی میں ذیچاہ دین  
 ذرا چاہیے خوب قبر الہ  
 یہ گویا ہوئی شانہزادی کی ہان  
 علی جب او نہیں قاتلون سے چناہ  
 کئی عورتیں اون اسیر و نہیں تہیں  
 رسم شیدہ سب سیان سکان  
 کئی روز کے بعد اہل قتل و  
 کہا ہم پنچوڑینگے زنہ انہیں  
 نمائین کے ہم حکم سرکار کا  
 بہت غدر کرتا رہا خیر خواہ  
 غرض لاسکے مجھ سے میدا نہیں  
 مکرنا اگر کوششیں خیر خواہ  
 جب اوسنے اجل سے بچایا انہیں  
 یہ احسان پراحسان زیادہ کیسا  
 سوا اسکے اوسنے کیا اور کام  
 جب آئے تھے حملے کو اہل فرنگ  
 نہوتا اگر درمیان خیر خواہ  
 در آتا مگانو نہیں دشوار تھا  
 کئے تھے جو اوسوقت میں کچھ  
 حق خیر خواہی میں رتبہ دیا  
 سوا اسکے بھکان دزد باجیاب  
 غرض اسطرح سب کی توقیر کی  
 کیا بیشتر حاکمون نے کرم

پتھر دکان میں لکھا تھا

اس کا

گرفتار زندان درگاہ میں  
 کہ قیدی ہیں یکس دسے گناہ  
 جو ہیں بیکہ تو او نہیں دوامان  
 رہا اونکی خدمت میں وہ خیر خواہ  
 مہ چارہ رشک گل ناز میں  
 وہ صاحب کئی وہ کئی بی بیان  
 پھر آئے علم کر کے تیغ غناہ  
 بہت سے اسیروں سے کھٹکا نہیں  
 ہیں زور ہے اپنی تلوار کا  
 مذی غیر زن صاحبون کو نہاہ  
 کیا قتل مرد و نکو ایک آن میں  
 تو وہ عورتیں بھی نہ پائیں پناہ  
 اسیری سے ہی پھر چڑایا انہیں  
 او نہیں قوم تک اونکی پہنچا دیا  
 زمانہ میں جس سے ہوا بیکناہ  
 سو فیصری باغ جنگام جنگ  
 تو ملتی بمشکل فرنگی کو راہ  
 ہوا باعث فتح وہ رہش  
 وہ کام آئے تھے حاکموں کو پسند  
 زر بچھد کا جینیا کس  
 دیا سیر و احب علیخان خطاب  
 عنایت ہزاروں کو جاگیر دی  
 دیا خیر خواہوں کو گنج درم



رہا یا بہت شادمان ہو گئی  
اودہ کا تو قصہ بیان ہو چکا

پس جنگ بٹول امان ہو گئی  
سناؤں اب احوال لکھتے کا

داستان رہائی یافتہ سلطان عالم از قلعہ کلکتہ و رسیدن نوید بابر وطن

کہاں ہر تو ابے ساقی جتہ  
کہ خم جو شہنشاہت میں کیوں اس قدر  
صراحی لگائی ہے کیوں جتھے  
دل افروز کیوں آج میخانہ ہر  
خوشی یہ سمجھ میں کچھ آتی نہیں  
بجائے میں دیت آج سب کس لئے  
نسیم سحر ناز کرتی ہے کیوں  
قلم و مین جب ہو گیا انتظام  
جو خود سر ہے ملک اودہ کوسو  
شاہک ہندوستان سے غل  
گورنر نے فرمان دیا ناگہان  
یہ سلطان عالم کو پہنچا پیام  
نہیں گواذیت میان حصار  
اوسی باغین شاہ ہون جلوہ  
پہونچتے ہیں ذمی مرتبہ پانچ چار  
غرض سب کو جب یہ خبر ہو گئی  
چلے باغ سے بادشاہ کے ندیم  
ہوئے سب رکنا ندر چالاک چپ  
ہوئے مستند کام پر اہلکار  
لکایا گیا منکا گاؤ سے

ذرا آج میخانے کی لے خبر  
سیو پہوئے بجائے ہیں کیوں اس قدر  
نہیں ہوتے جو جہ یوں جتھے  
پالے کی کیوں چال سستانہ ہے  
پالے میں کیوں مرساقتی نہیں  
تھرکتی ہے بنت العقب کس لئے  
عروس گلستان سورتی ہے کیوں  
ہو اکام سب مقصد و ناکا تمام  
ہوئی گوشتالی او نہیں جا بجا  
بدستور سابق ہو اپہر عل  
برآمد ہوں قلعے سے شاہ زمان  
کہ تکلیف ہے شاہ کو لا کلام  
مگر جس کا نام ہے نا گو ار  
جہان رونق افروز ہے پیشہ  
کہ بجائیں شہ کو بغیر و وقار  
جو سوکھی تھی وہ شاخ تر ہو گئی  
گئی باد صرصر تو آئی نسیم  
جو پیار ہے وہ ہوئے تندہ  
سکا تو نہیں ہر شے سے جہا غبار  
ہوا محن سیراب چہر کاؤ سے

ایک ایک جو مخلوق کو پہنچا کر  
 کیا سچا حضرت کبیر یا  
 پیر سیال دین گو داغ رنج و دل  
 پس شکر سجد و تعجیل کی  
 ہر اک جو پیکر پر ی بن گئی  
 کند ہا سہ تو سوا فتن میں بل  
 کے زیب تن پیر ہن زر نگار  
 ہوئے ایسے خواجہ شہادت  
 دم خذہ با چین گیلن کان تک  
 غرض ہو گیلن دور ول تنگیاں  
 لب بام نقارہ نے دی صدا  
 وہ اوتنا بھی عرصہ بہت شاق تھا  
 کیسی سڑک کی طرف تھی نظر  
 چلی تو پناگہ میان حصار  
 دیارت کو سب اہل شہر آئے تھے  
 شترک پر تھے گورے بے اتھام  
 فرنگی فراوان تھے گورے کثیر  
 بعد نشان و شوکت بعد گرفتار  
 دور ویدہ جو اہر لٹاتے چلے  
 یہ بدل فراوان سے ظاہر ہوا  
 سواری نکل آئی میدان میں  
 زیادہ ہوئی سہ تجی روی گل  
 ہو اقل سواری گئی باغ میں

ہے شکر  
 کہ تو نے کرم عجزو  
 مگر خوش کیا تو نے بد و نال  
 کیا شانہ پوشاک تبدیل کی  
 کہاری تہادو کے بن ہٹن گئی  
 سسی ملے سنفہ دہو کے کا جل دیا  
 کئے سب نے سو سو طرح کے سنگار  
 کہ ٹوٹے تر اثر قباؤں کے بند  
 بھی بیک لب سے گریبان تک  
 لگی چہرے ہر سمت سارنگیان  
 مبارک ہو مخلوق کو دن آج کا  
 کہ جو تھا وہ حضرت کا شائق تھا  
 کہنے کہا کوئی لائے خیر  
 کہا سب نے حضرت ہو و اسرار  
 ہزاروں گدا ہاتہ پہلائے تھے  
 چپ و راست تھے دور تک خاص عام  
 سواری میں سب تھے امیر و وزیر  
 چلے سوئی گلشن نشہ وادگر  
 جمال مبارک دکھاتے چلے  
 کہ کلکتہ کان جو اہر ہوا  
 گئی تادیر باغ ایک آن میں  
 ہر شاہ کے لیے کوہی گل  
 کہ باد بہاری گئی باغ میں

آگے قصر میں شاہ عالی مقام  
 ملک رونق افروز مستند ہو  
 زہے بختش شاہ عالم جناب  
 گزرنے لگی نذر ہر خاص و عام  
 درم نذر لائے نجوم سپہ  
 شکستہ دل مروزن ہو گئے  
 بہار جن رقص کرنے لگی  
 خزان دیدہ پتا گل تر ہوا  
 خوش آواز شہناکی آؤ لگی  
 ہولہر مجلس بڑا اتمام  
 دماغ نہیں ہوئی گل تر لگی  
 توقع پس یاس پیدا ہوئی  
 دل سے مژدغ اندوہ و رنج  
 جب اہل وطن کو ہوئی یہ خبر  
 خبر میں بھی تاثیر مشرت ہوئی  
 سنائی جو سو کو خبر ایک نے  
 محل تہہ جو شہ کے میان وطن  
 اونہوں نے کیا شاعر دنگو بہم  
 ہوئی شاعر دن کی بڑی تزلزلت  
 حقیقت جو موزون ہوئی بھیڑی  
 گئے خط جواز و اج ذبحاہ کے  
 پڑھے سنہ نے یک دست نامرتاب  
 ہوئی خط سے شیریں بیانی عیا

بے نذر حاضر ہوئے خاص و عام  
 تصدیق درو لعل جید ہوئے  
 دے خلعتا ایک ایک کو جیاب  
 لٹانے لگے سیم نذر خاص و عام  
 دکھا یا فلک نے بھی دنیا مہر  
 تروتارہ سخن جن ہو گئے  
 صبا نقش گناہ بھر نے لگی  
 دماغ غما دل سوکھرا ہوئے  
 ظفر کو س نصرت بجانے لگی  
 لیکن لگی دیگ نذر امام  
 خزان اوس جن سے سفر کر لگی  
 گلو نہیں بھی یو یاس پیدا ہوئی  
 ہوئے ظاہر بوستان تعمیر نیچ  
 کہ زندان سے یوسف گیا اپو کمر  
 کہ سکر مریون کو صحت ہوئی  
 کیا سچے شکر ہر ایک نے  
 ہوئے شاد وہ بعد رنج و محن  
 بے شاہ لکھوائے خط یک قلم  
 لکھے نظم عین نامہ تہنیت  
 رہائی کی تاریخ بھی بھیج دی  
 فاس نے کہہ سانسے شاہ کے  
 لکھ یک قلم کے موزون جواب  
 لکھیں چائے حرف کو کہیاں

غرض بعد تحریر شوقی وصال  
صلہ بھر تار بگلو یہ دیا  
مد تو نوزخ نے اکثر گئے  
دل شہ میں تہی حب اہل وطن  
گئے مہو وطن الفت شاہ میں

روانہ کے خط مع کچ و مال  
ہر اک کا مہینہ مقرر کیا  
صلہ جب ملا گویا ہر روز گئے  
کہ بیجا بہت زر پے نام و وزن  
محل بھی گئے خدمت شاہ میں

کہا یہ نوزخ سے شکر الہ  
جیسے رنج زندان و محبس شاہ

حال از جهان گذشتن مادر و برادر حضرت سلطان عالم و قیاز آباد قراقرم و قراقرم

پلا سا قیام بگلو جام شراب  
مجھے اور درکار ہے ایک جام  
گئے تھے جو لندن کو عالیو قار  
خون سے یہ احوال اولنگا کہنا  
ہوئی رسم سب سے کئی ماہ میں  
عجب شان و رگاہ آئی نظر  
پہر برین آستان بوس ہے  
کتاہدہ مکاتون کی ہر جہت بلند  
بزرگی میں ہے گاہ مانند کوہ  
علم وہ دنیا بار شکر میں ہے  
سب ارکان دولت ہیں عاجز  
کبھی دادرس ہیں وہ قسیم کبھی  
حواسے ہیں اون سے کبھی گارنگ  
شہنشاہ کے اقبال کا زور ہے  
خدا کا ہے سایہ شہنشاہ پر

کہ پہونچی ہے اب غاصتہ پر کتاب  
پلا دے پلا دے سے احتتام  
برادر پسر مادر شہر یار  
کہ پہونچا جو لندن میں وہ قافلہ  
گئے بارگاہ شہنشاہ میں  
زمین پہی فلک جاہ آئی نظر  
فرشتہ نواز زندہ کو س ہے  
مثال فلک ہے عمارت بلند  
مگر کہ سے ہے زیادہ شکوہ  
کہ جیسی چمک سفت کشور میں ہے  
فریدون کوئی کوئی اقراسیاب  
انوشیروان گاہ رستم کبھی  
خرد مند ہیں خرد عاقل بزرگ  
صدا کو س کی رصد کا شور ہے  
شہین ہما کا ہے ورگاہ پر

غرض جب وہ ہر ایک دشمن کو  
 دے بیٹکیش میں جو اپنی خوش  
 شنہ نے تحفہ پذیرا کرے  
 تسلی پے داد یا بی ہوشی  
 کہ ہندوستان میں مولا انصاری  
 اور ہر کشور بند میں تحائف  
 تردد میں رہتے عاقلان و کف  
 اجل پر کسی کا نہیں اختیار  
 مرض ماورستہ کو کوئی ہوا  
 روانہ ہوئی روح سو خوش  
 جہاز سے کے ہمراہ پوتا گیا  
 پس دفن یہی جان کہو یا کھو  
 وہ دونوں تھے گو مبتلائے الم  
 جگر ناوک رنج سے چھن گیا  
 جلیون نے سو سو طرح کی دوا  
 کیا وہ بھی سہنی سے سوئے عدم  
 اجل نے سکایا زمین پر او سے  
 و ہن دونوں کا مقبرہ بن گیا

حضور شہنشاہ و کھور یا  
 زفر و گہر غسل سب لاجواب  
 گرانمایہ شاہانہ خلعت دے  
 مگر کچھ دنوں میں خرابی ہوئی  
 دامن داد خواہوں فرمایا جواب  
 گرفتار اور ہر شہ طلبکار واد  
 مسافر وہ ہتھ زندگانی و تنگ  
 گداہو کہ ہوشاہ عالیو قار  
 پیام آگیا ناگہان موت کا  
 گیا تا فلک شوراہل نقان  
 پسرمان کے ماتم میں بروتا گیا  
 وہ ماورہ کو دادی کور ویا کے  
 مگر تہا پسر کو بہت مان کا غم  
 دہی داغ ماورہ مرض بن گیا  
 چھوڑا مرض نے پناہی شفا  
 نہ چھوڑے پس مرگ مان کر قدم  
 ملا پہلوئے گور مادر او سے  
 خرسکے تار چھوٹنے کہا

مجھے شک ہے عثمان کو وال میں  
 قصا دو کو یوں لگتی نالی میں

شاہ کشور ہند سے جب قسا  
 کہا آ کے سب حال مان باپ سے  
 بنائی مستی شاہ نے غم  
 و لعل ہتھ پہرے تا مراہ  
 سے لعل شہ سالی مان باپ سے  
 الم بہا علی کا مانکا ماتم کیا

غم و اندوہ سے بے واعنت ہوئی  
 تیرا ہر لمحہ ہر لمحہ کو بیاخیاں  
 سخاوت میں یوں دوست والا رہا  
 اپنی سہاوت اور ہن بادشاہ  
 یہ حکم سلطان ہو رو سے زمین  
 بھی سینے جس روز تک یہ کتاب  
 اب آگے نہیں علم ہوتا ہے کیا  
 یہاں تک تو معلوم تھا اے صغیر

دل افروز ہر بزمِ عشرت ہوتا  
 وطن سے طلب ہو گئے زمین  
 کہ جاتم سے بھی بول بازار  
 جہاں تاب جب تک رہیں مہروماہ  
 ملین شاہ کو تخت و تاج دیکھیں  
 اوسے باغ میں تھے سلیمان جہاں  
 لکھو نگا مگر میں جو زندہ رہا  
 جو دیکھا سنا وہ لکھا اے صغیر

### حالِ خوابِ مصنف کتاب

سناؤں کچھ احوالِ خواب کا  
 نظر آئی ٹھیکو بڑی بارگاہ  
 وہ سب نعل و یا قوت کا تھا مکان  
 پس دید الیوان و سیر چین  
 ستارے تھے سب ایک ماہ مبین  
 حقیقت میں وہ نور یزدان تھو سب  
 وہ تھا خادم صاحب بارگاہ  
 جہاں لب فرش بہر سلام  
 کہ ہے کس لئے اس قدر اضطراب  
 بلا میں گئے او سکول پس چند سال  
 مگر تو کوئی سختہ ظہار کر  
 سنایہ نو بیدار بین ہو گیا  
 کہی مثنوی سینے تاج چار سال  
 بیان ہے کسے حالِ تقدیر کا

کہ چکا ہے دیباچے میں تذکرا  
 بزرگی میں تھی مثلِ عرش الہ  
 چین اوس میں تھے رشک باغِ جہان  
 سو صدر آئے نظر اسخمن  
 وہ سب تھے پس و پیش مسند نشین  
 مگر ایک درویش تھا باادب  
 وہ تھا مہر ابر گیم سیاہ  
 یہ بولا وہ درویش عالمِ مقام  
 سخت سے بچے صدرِ انقلاب  
 کہ سٹ جائیگے جس سے سنج و مال  
 کہ ہو وہ وسیلہ برائے حشر  
 یہ ارشادِ حق خوشی ابلو گیا  
 لکھا بہر تحقیق تہم تہم کے حال  
 مگر فخر ہو نہیں نصیر کا

وہ تاریخی آغاز میں نام ہے  
 وطن کی ہے چوٹی ہو ہی سر زمین  
 نہیں دل کو بے لکھو کے قرار  
 بیابان میں بھنس لیے کہاں  
 شاؤن کے داستان سخن  
 شب در و زریاد ہے آہ ہے  
 نہ ہی بچکانہ ہے اجو و غا  
 ہوا دشت میں افتام سخن  
 مگر یہ دریا ملک اب اور متغیر  
 کہ خار خطا کے سخن پھول ہو

طریقہ نامہ تاریخ اتمام ہے  
 کئی سال سے ہونین حضرتین  
 کہ یاد آتے ہیں آشتاد دست یار  
 مگر عشقین ہے غم دوستان  
 پہان کون ہے قدردان سخن  
 خدا دل کی حالت سے آگاہ ہے  
 کہ پہو بچا سٹے پھر لکھو میں قدا  
 روانہ کردن او کو سوی وطن  
 کہ ہے تو در بچنن کا فقیر  
 یہ غلد سبتہ نظم مقبول ہو

خطاپوش کا بول یا الار سے  
 مگر روی بدخواہ کا لار سے

تاریخ تصنیف شرف الاساتذہ تدبیر الدواعی مجاہد سید مظفر علی اسیر

نامہ بر آورد دوست صغیر  
 صورت الفاظ فزائے چین  
 بوہ رقم شتوی گفتہ ام  
 مہبت در و حال جہان خراب  
 نیز درد خواہش تاریخ بود

نامہ پیمیں مہم اسیر  
 معنی او تہمت شک خلق  
 گوہر نایاب سخن سفتہ ام  
 اسچہ گذشت است درین انقلاب  
 الفت دیزینہ از و ر و نمود

گفت دلم سرمدہ تاریخ سال  
 واہ عجب شتوی ہے مثال

تاریخ تصنیف امراد مرزا متخلص بہر نرا

عجب شتوی نظم کردہ صغیر  
 چو شد فکر مرزا بتاریخ سال

کہ سرود گردید ہر شتوی ورنہ  
 خدا داد یافت تواریخ ہسین

## تاریخ از آغا حیدر افسون

روزی تثنوی از صغیر سنخو  
رقم مصرع سال افسون نمود

## تاریخ از امیر علی ان بلال

صغیر نکلوار نے ابتدا سے  
سیاہی میں سے تیرہ روزی عالم  
عجب تثنوی نظم کی ہے یہ بھی  
بل عجاڑ ہے شاعری یہ نہیں ہے  
نہیں شائیمہ کذب کا اسم ہرگز  
کہ احوال میں اسمین سب چشم دیدہ  
گذر جائے شاہ اودہ کی نظر سے  
تو تاریخ پسند ای بلال اسکو کہیے  
تمامی کی بھی سال لکھ حیرت افزا

مفصل لکھی گردش چرخ دوار  
تو سرخی میں ہے اشک چشمانی بیا  
حقیقت میں موزونی اسکی تہی ثوبار  
صداقت سے مملو ہیں سب اسکی شعار  
مضامین اظہر ہیں سب مہر انوار  
کسیکو نہیں اسکی صحت میں انکار  
خدا سے یہی ہے دعا اسکی ہر بار  
اگر اسم تاریخ اسکا ہے درکار  
عجایب میں سلطان عالم کے اخبار

## تاریخ از سید کاظم حسین تنویر

اسے رہے فکر ت بلند صغیر  
کا زمانہ یہ شامت بہ کتب  
دیکھ کر حسن شاہد معنی  
جا بجا شہرہ در ہو سکے اشعار  
ہے بری سب عیوب شعری سے  
بہر تاریخ مجھے حکم ہوا  
عالم الغیب کی ہوئی تائید  
بے کلید فکر اسے تنویر  
صاف لکھا یہ مصرع تاریخ

شاعری کے ہیں لازم و ملزوم  
یا یہ تاریخ بہت کی مرقوم  
کیون نہ تڑپے نگاہ اہل علوم  
شاعرو نہیں ہے تثنوی کی دہوم  
اسمین نقص کلام ہے معدوم  
میں ہوا حکم و دست کا محکوم  
رہبر ہی علم کی ہوئی معلوم  
کھل گیا ذہن پرور منعموم  
پاک ہے یہ وقایع منعموم



# تاریخ از شیخ بهار حسین و حمید

مثنوی خسروی نظم خوش اسلوب و صغیر  
حرف و لفظش بهتر از شیرینی قند و شکر  
بزرگی صریح و هر بیت آن رشک بر آید  
طولی دل گشت و قاریج نقد و لطیف

انتخاب و در گرد دست و نایاب زین  
هر ورق هر خط و اش چون گوشت و زهرین  
رونق گلزار مضمون غیرت رنگ چین  
شهادت و سخن شاداب گلزار سخن

## تاریخ از میر قریب علی و صوفی

شیرین سخن مسعیه نامه  
در بند قلم و سبب نانی  
باشوق کمال مثنوی گفت  
از نیک و بد زمانه در و س  
هر جا بمقام خود میوید است  
بر چه زور ارئی فصاحت  
روشن ز نقاط روشن او  
از جدول ابدار معنی  
نورانی نور پایش حرفش  
هر بیت نگار خانه چین  
گلدهسته بزم خسروی کرد  
نشاسته که به گلشن مدحش  
یا کیزه نژاد و پاک مشرب  
تا سید خدمت قسم چای  
عالم تن و اوست جان عالم  
از دولت حسن بدره بدره  
حاکم لیس اسے دولت او

خوش صبح و شمع و خوش بیاض  
مانا گلشن سبک است  
در گردش تازه آسمان  
بیداست جدا جدا انشا  
آن فتنه که شد هر یکا  
در چه به سخن گهر نشا  
نشانی ز نشان گهشا  
سر سبز شگفته بوستا  
برق افکن طبع مکتب دانه  
از رنگ زنگبار و لپا  
از بد و بهار تا خزا  
شد بیل لعل نغمه خوا  
روشن گهر و گهر نشا  
بیک اختر و باشکوه و نشا  
لفظش جهان جهان جهان  
بخشید بقرص بدر خواسته  
محتاج و فقیر هر تا سنی

خوش صورت و خوشحال و خوشخو	خوش قامت و خوب رو جو اسنے
از فیض وجود او ست وجود	در قالب جو د تازہ جانے
دا لشور و اہل دل سخن سنج	خوش خلق کریم مہربانے
صاحب کرم و بزرگی مہمت	ذیقدر و شعور قدر دانے
از حسن و جمال و خوبی او	قاصر مدح شد و پانے
فکر و جلالت کلاش	چون شان مگس بود نشانے
و صفی ز حد بشر بردست	آر و ز کباب و دہانے
خوش فکر و صغیر را چہ یارا	کز مدحت او کند بہانے
لیکن بے سخت آزمودن	فی الجملہ نوشتہ داستانے
تاریخ رقم نمود رضوی	شیرازہ دفتر جہانے

تاریخ از منشی جوہر سنگ جوہر

ساز و مین بکیر نام صغیر	نظم او نہون نے یہ جب کیا قصا
لکھی جوہر نے یہ سن عیسی	کیا نظم نامہ عاشقانہ شہا

تاریخ از منشی جہاؤ لال مہجور

سر پر دکتش کاک صغیر دانش آرای	یتار و سخ دل آرا منشی گل کر مہر خا
بگو مہجور سانش بیری و فصلی و پانی	تواریخ جہان تاریخ نو نواز شہر قاسم

تاریخ از علی مرزا جلیل

اسے جلیل اچھے نظم رنگینست	کہ عیان گشت از دیہار طلسم
بہل طبع گفت تار و بخشش	گل بنجار لالہ زار طلسم

تاریخ ایچے مرزا حضور

شد منشی مرتب در وقت سہ صد و شش	اشعار خوب و نیکو شتاق اوست
آورد اسے ہفت نکت حضور بنجا	خود منشی بگوید تاریخ دا جہری ام

تاریخ از میر لوہاب موزون

خوشا منوی منیر از منیر  
بتاریخ ساس بیادگار

ز سه ازده ستم تواریخ منیر  
رقم کرد سوزون تواریخ منیر

تاریخ از محمد چراغ خاں یاس

اسے زہے نظم منیر خوشا  
یاس نے او سکی یہ لکھی تاریخ  
منیر سخنج کی منوی  
بھی یاس نے او سکی تاریخ سال

ہے ہر ایک بیت تمام پیر  
ہر عجب نظم ہر یک نام  
عجب طرہ تواریخ ہے  
کہ یہ واحدہ تواریخ ہے

تاریخ از راجہ رام پال سنگھ رادھ

سیر استاد ذی کمال منیر  
دعوت بین اونکر ہے زبان قلم  
پہنچی جب انہما کو شاخ کتاب  
یہ کہی رام پال نے تاریخ

نظم تاریخ انہما کی اچھی  
جو کہی بیت وہ کہی اچھی  
گلشن دہر میں پہنچی اچھی  
واہ کہا خوب منوی اچھی

ایضا زبان بھاکھا

تم استاد منیر ان کہی کتاب کویت  
ناہن لکھو نہ نام نہ شاعر کہ پیر  
پر تہہ دوا دس بیت بی جا کہ کویت

ما کو ستہ بزن کیو تاریخ مت کراد  
رام پال یہ کہتہ ہر جانا عرات مدد  
جاہ سوزج زر کہی کن اور سن سوزج

تاریخ از مرزا علی بہار

منوی شاعر کمال لسان نامش منیر  
سال تماش چکیدہ از سر لک بہار

ز منوی استخوان شہنامہ نیک ازاد  
قتہ ہندوستان شہنامہ نیک ازاد

تاریخ از سید اقبال علی اقبال

منوی چون منیر کرد آغاز  
نعت اقبال سال در موقوف

گشت در دہر نام او قاسم  
منوی شہر بود در نام

ایضا تاریخ اتمام

تاریخ پوریہ	تاریخ پوریہ
اقبال سے سن پوریہ	اسکو کیلئے رفق و رفیق

تاریخ از امر او مرزا شمس الدین	
--------------------------------	--

خونہر اکتفا شہری استوار من پوریہ	در بیان حال سلطان نادر گمشدہ
قصہ خیر جہانیا فی بیابان چون	کردن حق التراب انگریز
شہادہ شہیت رر اور اقی و دوسرے	زائیدہ و جعفر رضا میرزا
تفہیم فکریں در بیان خلقت	شہین شمشید و الفیہ و دوا
سال تماشہ چو از شاخ چمن	سرخ و دل ز آہن ہزار بار

تاریخ تصنیف میر حیدر حسین شاگرد مصنف	
--------------------------------------	--

صغیر خوش بیان کی مثنوی میں	مضامین سب میں رشک لعل و گوہر
دو ایر حسن میں ہیں غیرت ماہ	نقاط حرف میں مانند اختر
لکھنوی حیدر تواب تاریخ تمام	سمجھ جائیں بگاہ صفت سخنور
سر آئین اختر کو ملاوے	سن پوری میں بار اسی چتر

تاریخ لالہ سیکو لال بریلوہی	
شاگرد صغیر استاد	

تصنیف صغیر وستان ہے	پرستہ سننے سے ہو گاجی خوش
لفظوں کے سروں میں مادہ ہے	تاریخ سے ہونگے آدمی خوش

تاریخ یہ جہاں کی ہو سکو	
مضمون خوش و طبع مثنوی خوش	

تاریخ تصنیف رام رتن شاگرد مصنف کتاب	
-------------------------------------	--

صغیر سخن کی مثنوی | پس چند مدت یہی مثنوی

اس پس چند مدت چہی نشومی

دم فکری تا بیخ لکھد اسے دین

کچھ خوب اچھی ہوئی تھو سی

۸۶ شریعتی

اشتراک

و واضح رہے کہ برہمنوں کی سب سے زیادہ شریفیت اس طبیب اور پریس محلہ کی گنجین میں معیت تمام جہاں کی گئی اور میر مسطف صاحب نے حق تعالیٰ سے بڑا رقم فروخت فرمایا کہ جہاں جو واسطے آگاہی ہر خاص عام کے گزشتہ مذکورہ درج ذیل ہے کوئی صاحب قیاد اس کے جہاں کے کانفرنس میں چند عمل مالک طبیب اور پریس

جو کہ شہر کے تینوں اسٹیشنوں پر ایک ایک گاڑی رکھی جائے گی۔  
اسٹیشنوں کے درمیان میں بھی گاڑیاں چلائی جائیں گی۔

فقیر صغیر استاد راجہ رام پال سنگھ بہادر

مصنف ایٹن اختر کھڑنابہ

6431